# منتخب الاحکام

## بمطابق فتاوی

## مرجع عالیقدرحضرت آیۃ اللہ العظمی حاج شیخ یوسف صانعی (مدظلہ العالی)

### پیش لفظ

قال الامام محمد الباقر علیہ السلام:
«ان اللہ تبارک و تعالی لم یدع شیئاً یحتاج الیہ الامۃ الا انزلہ فی کتابہ و بینہ لرسولہ و جعل لکل شئی حداً و جعل علیہ دلیلاً یدل علیہ و جعل علی من تعدی ذلک الحد حداً»
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:
«خداوند عالم نے ہر ایسی چیز کو جو امت کو ضرورت تھی، قرآن میں نازل کر دیا ہے۔ اور اپنے رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کو بتا دیا ہے اور ہر چیز کے لئے ایک حد مقرر کر کے اس پر دلیل بھی قائم کی ہے تا کہ وہ اس کی رہنمائی کرے اور جو شخص اس حد سے تجاوز کرنا چاہے تو اس کے لئے بھی ایک حد معین کر دی ہے» (اصول کافی، ج۱/ص۵۹)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام نے دین خاتم کے عنوان سے، جیسا کہ اس روایت شریف میں آیا ہے، انفرادیاور اجتماعی زندگی میں انسان کی تامم ضرورتوں کا جواب دیا ہے، قرآن و سنت، ایک سعادتمند معاشرہ کے امور میں انسان کی تمام ضرورتوں کو پورا اور اس کی ہدایت کرنے والے دو بنیادی مأخذ کی حیثیت سے شمار ہوتے ہیں، ہر چیز کی حد، معین ہے اور کتاب و سنت میں بیان ہوئی ہے، اسی دلیل کی بناپر خدا نے اپنے دین کو قافلہ بشریت کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا قرار دیا ہے، اسی دلیل کی بناپر اس نے، احکام و فرائض اور حدود کو بھی معین کیا ہے۔ لہذا جن لوگوں نے الہی سرحدوں اور شرعی حدود کو نادیدہ قرار دے کر پاوں کے نیچے کچل ڈالا ان کے لئے بھی الہی شریعت میں خاص احکام بیان ہوئے ہیں.
فقہ کی تاریخ کے دوران برابر فقہائے اسلام کی تمام تر کوششیں اس نکتہ پر متمرکز رہی ہیں کہ اجتہاد و استنباط کے اصول اور قوانین کے دائرہ میں رہ کر وہ حدود الہی، احکام شریعت، انسان کے فرائض اور حقوق کو بیان کریں.
شیعہ فقہ کی تاریخ اور ہزاروں فقہی کتاب و رسالے اس حقیقت پر واضح ثبوت ہیں کہ شیعہ فقہا (رضوان اللہ علیہم) نے ہر دور میں، اس کی ضرورتوں کے تحت، سماج سے جڑے رہنے اور اپنی ذمہ داریوں کے باعث تبلیغ دین، ابلاغ شریعت اور فقہ و فقاہت کی حیات کی ضرورتوں کو پورا کرنے پر کمر ہمت باندھی ہے اور دقیق اور بہترین اسناد و مباحث حوزات علوم اسلامی میں فقہ کے درس سے مختص کئے ہیں اسی مناسبت سے دوسرے علوم جو فقاہت کے باب میں دخیل ہیں جیسے اصول فقہ، تراجم و رجال اور حدیث شناسی کو تعمیق اور وسعت دی گئی ہے لاکھوں حوزہ درس تشکیل دئے گئے ہیں اور ہزاروں کتابیں تالیف ہوئی ہیں
فقہی آثار کا کافی حصہ مقلدین اور اسلامی علوم سے دلچسپی رکھنے والے افراد کی متعدد درخواستیں اور سوالوں سے وجود میں آیا ہے. شرعی سوال و جواب کے صدہا مجموعے، صدیوں سے مثلاً شیخ صدوق، شیخ مفید، سید مرتضی اور شیخ طوسی کے زمانے سے لے کر اب تک موجود ہیں اور یہ ان نزدیک روابط کا ثمرہ ہیں کہ جو دیندار لوگوں اور حوزات علمیہ و شیعہ مرجعیت کے درمیان قائم رہے ہیں اور علماء کی طرف کثرت سے رجوع کرنے پر دلیل ہیں. حالیہ چند صدیوں میں بہت ہی پر اہمیت متعدد مجموعے مرتب ہوئے ہیں، جیسے: میرزائے قمی کی کتاب «جامع الشتات» اور میرزائے شیرازی کی «مجمع المسائل» و غیرہ جو شیعہ مرجعیت اور متدین و پابند شریعت افراد کے درمیان علمی رابطہ کے قائم رہنے کی عکاسی کرتا ہے جو ہمیشہ سے ویسے ہی جاری ہے یہ چھوٹے بڑے صدہا رسالوں کے قریب، فقہی احکام اور شرعی مسائل کی شرحیں ہیں جن کی اسلامی معاشرہ برابر درخواست کرتا رہا ہے.
دوسری طرف دینی معاشرہ اور مختلف سماجی گروہوں کی متعدد ضروریات فطری طور پر مختلف لوگوں کے درمیان شرعی احکام اور دینی مسائل کی مناسب طریقہ سے نشر و اشاعت کرنے کی اقتضاء کرتی ہیں خصوصاً اگر نئے مسائل کہ جن کو «مسائل مستحدثہ» کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے، جدید فقہی فتاویٰ اور نظریوں کے پیرائے میں صادر ہوتے ہوں یا شیعوں میں مستمر فعال اجتہاد کی اقتضاء اور مصدر مرجعیت، فقیہ کی فقہی تلاش و قدرت کے باعث (کہ ہمیشہ اس طرح فقہی اصول کے دائرہ میں شیعہ فقہاء کا اہتمام تھا اور ہے) جدید فتاویٰ اور نظریوں کے مطابق نئے مسائل بیان ہوتے ہوں اور مجتہد کی رائے پرانے مسائل کی نسبت بدل گئی ہو.
اس میں شک نیں کہ شیعی فقاہت اور حوزہ اجتہاد میں رائے اور فتوؤں کا بدل جانا آغاز سے اب تک جاری رہا ہے اور ایک مجتہد نے نہ تنہا چند کتابوں کی ترتیب دینے اور تالیف کرنے کے دوران بلکہ کبھی تو ایسا بھی ہوا ہے کہ اس نے فقہی کتاب لکھنے کے دوران اپنی رائے بدلنے میں ہی خیر سمجھی ہے شیعہ فقہ اور فقاہت کی زندگی و حیات کی روشن نشانی اور ایک فقیہ کے اجتہاد کی نشاط اور جولان فکری دلالت کرتی ہے کہ فقیہ برابر اپنے آپ کو فقہ و فقاہت کے اصول کی بنیاد پر استنباط احکام کے لئے دلیلیں تلاش کرنا اور اس کی پیروی کرنے کو ضروری سمجھتا ہے یعنی وہی کہ جس کو حالیہ چند سالوں میں «اجتہاد جواہری» کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے اور جو صحت، دقت، جامعیت اور موازین کے ساتھ تطبیق کو شامل اور استنباط کے اصیل منابع میں سے ہے.
جیسا کہ اجتہاد کی تعریف میں کہا گیا ہے: اجتہاد، استنباط کے لئے نہایت درجہ فقیہ کی تلاش و کوشش اور تمام تفصیلی ادلہ سے احکام شرعی کو حاصل کرنے کا نام ہے جو لوگ حتی استدلالی کتب فقہ سے تھوڑی سی آشنائی رکھتے ہیں، بخوبی جانتے ہیں کہ ایک فقہی مسئلہ میں دو یا چند نظریوں کا پایا جانا، اسلام کے بزرگ فقہاء، مثلاً شیخ طوسی، محقق

حلی اور دونوں شہیدوں و غیرہ کے لئے ایک معمولی سی بات شمار کی اجاتی ہے. صرف گراں قیمت کتاب «مفتاح الکرامہ» کے چند صفحات کا مطالعہ کرنا کہ جہاں ہر مسئلہ میں فقہاء کے اقوال و فتوؤں سے بحچ کی گئی ہے، اس حقیقت پر گواہ ہے اور اس (ایک مسئلہ میں ایک فقیہ کی دو نظریہ رکھنا یا پہیل نظر سے عدول کرنا) کو شیعہ فقہ سے امتیازات بلکہ افتخارات میں شمار ہونا چاہئے. طبیعتاً ان کا آخری نظریہ دقیق و محقق ترین نظریہ شمار ہوتا ہے.

یہ مجموعہ، جو آپ کے سامنے ہے اس میں قادر فقیہ حضرت آیۃ اللہ العظمی حاج شیخ یوسف صانعی (دام ظلہ) کے بعض آخری فقہی نظریوں اور فتوؤں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو اگرچہ مشہور کے فتوؤں سے تمایز رکھتا ہے بلکہ بعض ایسے فتوے ہیں جن پر اجماع کا دعوی بھی کیا گیا ہے لیکن ان میں سے ہر ایک مسئلہ دسیوں گھنٹے مطالعہ، دلیلوں کی تحقیق و تدقیق، فقہ و فقاہت کے اصول کے دائرے میں فقہی متون پر نظر ثانی اور شہرت کی جابریت کو قطع کرنے پر توجہ اور عنایات کا ما حصل ہے وہ قابل توجہ فتوے کہ جن میں معظم لہ کی رائے تبدیل ہو گئی ہے، مندرجہ ذل موارد میں ان کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے:

- کفار کی طہارت، سوائے ان کے کہ جو دینی لحاظ سے دشمنی اور عناد رکھتے ہوں.
- حکم ارتداد میں تفصیل ان لوگوں کے درمیان کہ جن کا اسلام سے انکار حضرت رسول خدا(ص) اور مسلمانوں کی توہین کا باعث ہوتا ہو اور ان لوگوں کے درمیان کہ جن کا انکار اسلام کے بارے میں تحقیق و تفحص کی وجہ سے ہو.
- غنا و موسیقی کی حرمت کا انحصار خود اس کی محتوا پر ہے نہ کہ نفس صوت و غنا پر منحصر ہو.
- استنتاجی ربا کا حرام نہ ہونا.
- قصاص میں مسلمان و کافر کے درمیان مساوات.
- قتل شبہ عمد اور خطا میں مرد و عورت کی دیت مساوی ہے. اس میں قتل و غیر قتل دونوں شامل ہیں.
- مثل سے مثل کے مقابلہ میں قصاص کا ہونا اور مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو قتل کرنے کے قصاص میں کسی فرق کی عدم ضرورت، مرد و عورت دونوں پر ظلم واقع ہونے میں عدم تبعیض.
- قاضی کے یہاں اجتہاد کی عدم شرطیت، مسائل قضا پر علم کا کفایت کرنا اگرچہ تقلید کی بنا پر ہو اور ولایت امر، مرجعیت، فقاہت اور قضاوت میں عدم شرطیت ذکوریت.

آخری چند سالوں میں حضرت آیت اللہ العظمی شیخ یوسف صانعی کے بہت سی کتابیں اور رسالے طبع ہوئے ہیں، ان میں سے ہر ایک مقلدوں اور دلچسپی رکھنے والوں کی درخواستوں اور ضرورتوں کا جواب ہے.

«توضیح المسائل» کے علاوہ جو اب تک بارہا طبع ہو چکی ہے، کتاب «مجمع المسائل» ہے شرعی سوال و جواب کے میدان میں ایک گرانقدر اور اہم مصدر کی حیثیت رکھتی ہے، یہ کتاب کہ جس کی پہلی جلد دو ہزار سے زیادہ استفتائات کو شامل ہے اور اب تک کئی مرتبہ چھپ چکی ہے معظم لہ کے جوابات کا ایک وسیع ترین مجموعہ ہے کہ جو ہزاروں استفتائات سے انتخاب کے بعد «توضیح المسائل» کی صورت میں ترتیب دیا گیا ہے.

مرجع عالیقدر جو حضرت امام خمینی (قدس سرہ) کے برجستہ شاگردوں میں سے ہیں انہوں نے اپنی کتاب «مجمع المسائل» میں اپنے شیوہ معمول اور بہت سے موارد کی مناسبت سے بعض مورد نظر کی طرف بطور اجمال اشارہ کیا ہے کہ جو دلچسپی رکھنے والوں کے سوال کے لئے راہ گشا بھی ہو سکتی ہیں جیسا کہ جواب دینے کی تاریخوں کا بیان کرنا بھی اس مجموعہ کی ایک خصوصیت ہے. (ترجمہ میں ان تاریخوں کو نقل نہیں کیا گیا ہے. مترجم).

۱۲۰۰ صفحات پر مشتمل «توضیح المسائل» اور مجمع المسائل کا معظم لہ کے فتوؤں کے بنیادی مصدر کے عنوان سے طبع ہونا مستغنی کرنے اور اہم ہونے کے باوجود بہت سے ضرورت مندوں کے ان دونوں کتابوں سے منتخب آسان مسائل فتوؤں کی کمی کا احساس باقی تھا.

«منتخب الاحکام» کے عنوان سے جو مجموعہ آپ ک ہاتھوں میں ہے، اسی ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر مرتب ہوا ہے، یہ مجموعہ کہ جس کی ترتیب اور انتخاب سب سے پہلے معظم لہ کے بعض فاضل شاگردوں کے ذریعہ عمل میں ایا ہے اور پھر معظم لہ کی نظروں سے گزرا، آپ نے بعض مسائل کی خامیوں کو درس کر دیا ہے.

لہذا، مرجع عالیقدر کے جدید ترین فقہی آراء اور شرعی فتوؤں کو اس میں بیان کیا گیا ہے کہ جن میں بعض کے متعلق اس سے پہلے اشارہ بھی ہو چکا ہے.

خداوند عالم سے حوزات علمیہ کی علمی نشاط و دائمی عزت، شیعہ مرجعیت اور مرجع عالیقدر کی سلامتی کے بارے میں دعا کرتے ہیں اور ہماری آرزو یہ ہے کہ یہ «منتخب الاحکام» کا مجموعہ ان عزیزوں اور دلچسپی رکھنے والوں کی چاہت کا جواب دہ ہو ہ جو معظم لہ کے شرعی جوابات اور فقہی فتوؤں کا ایک اہم اور کارآمد ترین «منتخب مسائل» کا مسودہ چاہتے ہیں. ان شاء اللہ

ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
چند فضلا کے ذریعے تالیف شدہ اس رسالے منتخب الاحکام پر عمل بری الذمہ ہونے کے لئے کافی ہے. ان شاء اللہ تعالی.
ربیع الاول ١٤٢٤ ھجری

بسم للہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی خیر خلقہ محمد و آلہ الطاھرین و لعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین الی یوم الدین.

## احکام تقلید

مسئلہ ١. مسلمان کو چاہئے اصول دین پر یقین رکھتا ہو لیکن اصول دین کے علاوہ دین کے دیگر احکام میں یا خود مجتہد ہو تا کہ احکام کو دلیل کی بنیاد پر حاصل کر سکے، یا پھر کسی مجتہد کی تقلید کرے یعنی اس کے حکم کے مطابق عمل کرے، یا پھر تیسری صورت احتیاط ہے یعنی اس طرح اپنے وظیفہ پر عمل کرے کہ بری الذمہ ہوجانے کا یقین ہو جائے مثلاً اگر بعض مجتہدین کسی عمل کو حرام سمجھتے ہیں اور بعض اس کو حرام نہیں سمجھتے تو اس عمل کو انجام نہ دے اور اگر کسی عمل کو بعض واجب کہتے ہوں اور بعض مستحب سمجھتے ہوں تو اسے بجا لائے لہذا جو افراد مجتہد نہیں ہیں اور احتیاط پر بھی عمل نہیں کر سکتے ان پر واجب ہے کہ مجتہد کی تقلید کریں بلکہ جو افراد احتیاط پر عمل کر سکتے ہیں ان کے لئے بھی اولیٰ اور احوط یہ ہے کہ تقلید کریں اور احتیاط پر عمل کرنا ترک کر دیں اور ناگفتہ نہ رہ جائے کہ احتیاط پر عمل خود درجہ اجتہاد تک علمی قدرت کا محتاج ہے یا پھر احتیاط کی کیفیت میں تقلید ہے بہر حال یہ مشکل اور سخت کام ہے.
مسئلہ ٢. احکام میں تقلید، یعنی مجتہد کے حکم کے مطابق عمل کرنا ہے اور اس مجتہد کی تقلید کرنی چاہئے جو بالغ، عاقل، شیعہ اثنا عشری، حلال زادہ، زندہ اور عادل ہو. نیز بنا بر احتیاط واجب اس مجتہد کی تقلید ہونی چاہے جو دنیا کی بہ نسبت حریص نہ ہو اور دیگر مجتہدین کے مقابل اعلم ہو یعنی خدا کا حکم سمجھنے میں اپنے زمانہ کے تمام مجتہدوں سے زیادہ ماہر ہو.
مسئلہ ٣. اگر کسی نے اپنے مجتہد کا فتوی کسی عادل شخص سے سنا اور اس پر عمل کیا مثلاً ا نے یہ سنا کہ گیلی مٹی پیر کے نجس تلوے کو پاک کر دیتی ہے اور اپنے پیر کے نجس تلوے کو اس سے پاک کرنے کے بعد اس نے نماز پڑھی اور بعد میں اس کے بر خلاف معلوم ہو تو اگر وقت باقی ہو اعادہ کرے اور اگر وقت گزر چکا ہو تو احواط یہ ہے کہ اس کی قضا کرے.
مسئلہ٤. میت کی ابتداء سے تقلید جائز نہیں ہے لیکن میت کی تقلید پر باقی رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنا زندہ مجتہد کی اجازت سے ہونا چاہئے. اگر کسی نے بعض مسائل میں کسی مجتہد کے فتوے پر عم لکیا تو وہ اس مجتہد کے انتقال کے بعد تمام مسائل میں حتی جن مسائل میں عمل نہیں کیا ہے ان میں بھی اس کی تقلید کر سکتا ہے اسی طرح جس مسئلہ میں چاہے زندہ مجتہد کی تقلید کر سکتا ہے یا تمام مسائل میں زندہ کی طرف رجوع کر سکتا ہے چونکہ ہمارے نظریہ کے مطابق اگر چہ میت، زندہ مجتہد کی نسبت اعلم ہو تو بھی مطلقاً بقاء جائز ہے نہ کہ واجب.
مسئلہ ٥. اعلم کی تقلید واجب مطلق ہے نہ کہ مشروط، اس معنی میں کہ آدمی اعلم کی شناخت پیدا کرے اور پہچانے کہ اعلم کون ہے.
مسئلہ ٦. ایک زندہ مجتہد سے دوسرے مجتہد کی طرف عدول جائز نہیں ہے ہاں اگر اعلم ہو تو جائز ہے.
مسئلہ ٧. اگر دو مساوی مجتہدوں میں سے ایک «ادرع» یا فتوے میں ادرع ہو تو ادرع مقدم ہے، لیکن اعلم عادل، اعدل عالم پر مقدم ہے.
مسئلہ ٨. غیر اعلم کی طرف اس مسئلہ میں رجوع کرنا جس میں اعلم کا فتوی نہیں ہے احتیاط واجب تامل اور محل اشکال کی طرح ہے الاعلم فالاعلم کی رعایت کے ساتھ کوئی حرج نہیں ہے.
سوال ٩. ایک شخص موضوع تقلید سے بے خبر تھا لیکن جب بھی اسے کوئی مسئلہ پیش آتا تھا مجتہد وقت کے رسالہ عملیہ کو دیکھ کر عمل کرتا تھا کیا صرف اتنا تقلید کے محقق ہونے میں کفایت کرے گا؟ اور اس کی وفات کے بعد تقلید پر باقی رہنے کے لئے کافی ہوگا؟
جواب: ہاں کافی ہے.

## اعلم کی تقلید

سوال ١٠. کیا اعلم کی تقلید مکلف پر لازم ہے؟
جواب: (اگر بنا بر اقوی) نہ کہیں تو علی الاحوط لازم ہے اور کیونکر اس کے عدم لزوم کا فتوی دیا جا سکتا ہے جبکہ محقق ثانی سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے صراحت کے ساتھ غیر اعلم کیلئے عدم جواز پر اجماع کا دعوی کیا ہے، بلکہ سید مرتضی علم الھدیٰ سے منقول ہے کہ غیر اعلم کی تقلید جائز نہیں ہے اور یہ شیعہ مسلمات میں سے ہے.
سوال ١١. کیا اعلمیت نسبی امر ہے مثلاً کوئی فرد دین میں بعض نظریات کا حامل ہے اور صرف کسی مجتہد کی طرف سے اس کے نظریات پر دستخط کر دینے سے کیا ا کی بعنوان اعلم تقلید ہو سکتی ہے؟
جواب: شرعی احکام کے استنباط میں معیار، اعلمیت ادلہ ہیں اور وہ بھی حوزہ علمیہ میں خارج فقہ و اصول کی کثرت تحصیل و تدریس اور فقہی مسائل میں کرّ و فرّ سے مشروط ہے.

سوال ۱۲. ہم نے انقلاب سے کچھ سال پہلے اپنے شرعی فریضہ کے پیش نظر فقط اپنی تشخیص کی بنیاد پر اعلم اور جامع الشرائط مجتہد کے شرائط انتخاب پر توجہ کئے بغیر ایک شخص کا رسالہ فراہم کیا اور اس کی تقلید کی، کیا یہ تقلید کا طریقہ درست ہے؟

جواب: اگر اس زمانے میں اس کے اعلم ہونے کا آپ کو اطمینان تھا یا ان پہلوؤں پر توجہ کئے بغیر آپ نے اس کے فتوی پر عمل کیا ہے اور تحقیق کے بعد نیز دوسروں کی اعلمیت آپ کے نزدیک ثابت نہیں ہوئی ہے تو آپ کی تقلید اور عمل صحیح ہے، لیکن اگر کسی دوسرے شخص کی اعلمیت آپ پر ثابت ہو گئی تو پہلے شخص سے اس کی طرف رجوع واجب ہے ور ثابت ہونے کے بعد عمل اس مجتہد اعلم کے فتوے کے مطابق ہونا چاہئے اور اگر اس وقت کسی دوسرے فرد کی اعلمیت کی طرف متوجہ ہوئے ہیں تو یہ آپ کے گذشتہ اعمال کے لئے مضر نہیں ہے۔

## زندہ مجتہد سے مجتہد میت کی طرف رجوع

سوال ۱۳. اگر کسی مسئلہ میں میت مرجع سے آپ کی طرف رجوع کر لیں تو کیا ایک مدت گذرنے کے بعد اسی پہلے والے مرجع کی طرف رجوع کر سکتے ہیں؟ اگر رجوع کر لیں تو ہماری نماز اور روزے کی کیا صورت ہو گی؟

جواب: زندہ مجتہد سے مجتہد میت کی طرف رجوع جائز نہیں ہے اور پڑھی ہوئی نماز اور روزے ا س صورت میں قضا کئے جائیں گے کہ فتوے اور مسئلہ میں اس درجہ اختلاف ہو کہ نماز اور روزے پر اثرانداز ہو جائے۔

سوال ۱٤. ایک شخص نے بالغ ہونے سے پہلے جبکہ ممیز تھا، اپنے اعمال کو اپنے مرجع تقلید کے حکم کے مطابق انجام دیتا تھا اور اس کے فتوے پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے اعمال کو بجا لاتا تھا اب اگر اس شخص کے بالغ ہونے سے پہلے وہ مرجع دنیا سے انتقال کر جائے تو کیا اس کی تقلید پر باقی رہ سکتا ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں ہے اس کیلئے بقا جائز ہے، چونکہ بلوغ تقلید کی صحت کے لئے شرط نہیں ہے۔

سوال ۱۵. اگر کوئی لڑکی امام خمینی (رح) یا کسی دوسرے مرجع کی مقلد تھی جو بلوغ کا ۹ سال بتاتے ہیں تو کیا قضا نماز اور روزے کا حل نکالنے کے لئے جنابعالی کے فتوے کو شاخص قرار دے سکتی ہے کہ جس کے مطابق سن بلوغ تیرھواں سال ہے؟

جواب: اگر پہلے ۹ سال کی ہو چکی تھی اور اس علم کے بعد کہ اس پر نماز و روزہ واجب ہے، اس کے با وجود ترک کیا تو اپنے میت مرجع کے فتوے کے مطابق اس کی قضا بجا لانی ہو گی۔

## بلوغ کی علامتیں

مسئلہ ۱٦. بالغ ہونے کی علامت ان چار چیزوں میں سے ایک ہے:

۱. شرمگاہ پر سخت بال نکلنا
۲. منی کا خارج ہونا
۳. (لڑکوں کے لئے) قمری پندرہ سال اور (لڑکیوں کے لئے) قمری تیرہ سال کا تمام ہو جانا.
٤. حیض آنا

مسئلہ ۱۷. چہرے پر سخت بال نکلنا، مونچھ نکلنا، اسی طرح سینہ اور بغلوں کے نیچے والے بالوں کا موٹا ہو جانا، آواز میں بھارا پن و غیرہ بلوغ کی علامتیں نہیں ہیں، ہاں مگر یہ کہ ان کے ذریعہ اسے باغ ہونے کا یقین ہو جائے.

سوال ۱۸. سن بلوغ کے متعلق جنابعالی کی رائے کیا ہے؟

جواب: مذکورہ ان تمام علامتوں کے نہ حونے کی صورت میں لڑکوں کے پندرہ قمری سال پورے ہو جائیں اور لڑکیوں کے تیرہ قمرہ سال گزر جائیں تو وہ بالغ ہیں.

سوال ۱۹. جنابعالی نے لڑکیوں کے لئے سن بلوغ ۱۳ سال بیان کئے ہیں تو کیا پردہ کی رعایت اور فرائض کی انجام دہی بھی اسی سن سے ان لڑکیوں پر واجب ہو گی جو آپ کی تقلید کرتی ہیں؟

جواب: جی ہاں فرائض و غیر فرائض میں فرق نہیں ہے لیکن حجاب کا مسئلہ بالخصوص عفت اور عمومی حیا کا مسئلہ ہے اس کے ضوابط خاص اہمیت کے حامل ہیں جن کی غیر بالغ لڑکیوں میں بھی رعایت لازمی ہے.

## احکام طہارت
## آب مطلق و آب مضاف

مسئلہ ۲۰. پانی یا مطلق ہے یا مضاف. مضاف پانی اسے کہتے ہیں جس کو کسی چیز سے نکالا جائے جیسے تربوز کا پانی، گلاب کا پانی یا پھر کوئی چیز مخلوط ہو، مثلا پانی مٹی یا اسی طرہ کی کسی دوسری چیز سے اس طرح مخلوط ہو کہ اسے پانی نہ کہا جائے اس کے علاوہ جو پانی ہو اسے آب مطلق کہتے ہیں. اس کی پانچ قسمیں ہیں:

۱. آب کُر
۲. آب قلیل
۳. آب جاری
٤. آب باران
۵. کنویں کا پانی

.١ آب کر
مسئلہ ٢١. آب کر، احتیاط واجب کی بنا پر مساحت کے لحاظ سے وہ پانی ہے کہ اگر کسی ایسے برتن میں کہ جس کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی ہر ایک ساڑھے تین بالشت ہو (جو کہ مجموعاً 42. 875 بالشت بن جاتے ہے) ڈالیں تو اسے پر کر دے اور وزن کے لحظ سے ١٢٨ تبریزی من میں سے ٢٠ مثقال کم ہو گا جو کہ بنا بر اقرب رائج کلو کے لحاظ سے ٣٧٧. ٤١٩ کلو گرام ہو گا.

.٢ آب قلیل
مسئلہ ٢٢. آب قلیل وہ پانی ہے جو زمین سے نہ ابلے اور کر سے کم ہو.
مسئلہ ٢٣. اگر قلیل پانی نجس چیز پر گرے یا نجس چیز اس سے لگ جائے تو وہ نجس ہو جاتا ہے لیکن اگر پانی اوپر سے فشار کے ساتھ نجس چیز پر گرے تو جو پانی اس نجس چیز سے لگ رہا ہو وہ نجس ہوگا اور جو پانی اوپر ہے وہ نجس نہ ہوگا، پس جو پانی لوٹے یا برتن سے نجس چیز پر ڈالا جا رہا ہے جتنا اس نجس چیز پر پڑ رہا ہے نجس ہے اور برتن یا لوٹے کا بقیہ پانی نجس نہ ہو گا.

.٣ آب جاری
مسئلہ ٢٤. آب جاری وہ پانی ہے کہ جو زمین سے اُبل کر نکلے اور بہتا رہے جیسے چشمہ و غیرہ.
مسئلہ ٢٥. آب جاری اگرچہ کُر سے کم ہو اور نجاست اس تک پہنچ جائے تو جب تک اس کا رنگ یا بو یا مزہ نجاست سے تبدیل نہ ہو پاک ہے.

.٤ بارش کا پانی
مسئلہ ٢٦. اگر نجس چیز جس میں عین نجاست نہ ہو، اگر اس پر ایک مرتبہ بارش کا (برستا ہوا) پانی گرے تو پاک ہو جاتا ہے اور فرش، لباس و غیرہ کو نچوڑنا ضروری نہیں ہے لیکن دو تین قطرہ بارش سے کوئی فائدہ نہ ہو گا بلکہ اس طرح ہو کہ کہا جائے بارش ہو رہی ہے.

.٥ کنویں کا پانی
مسئلہ ٢٧. کنویں کا وہ پانی جو زمین سے پھوٹ کر نکلتا ہے اگرچہ کر سے کم ہو، چنانچہ نجاست اس تک پہنچ جائے تو جب تک نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ یا بو یا مزہ تبدیل نہ ہو پاک ہے لیکن مستحب ہے کہ بعض نجاستوں کے پہنچنے کے بعد اس مقدار میں اس سے پانی نکالا جائے جسے مفصل کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے لیکن واٹر سپلائی کے پائپ کا پانی جو کہ پانی کے بڑے ذخیرہ سے متصل ہوتا ہے اور اسمیں کئی کر کے برابر پانی ہوتا ہے آب جاری کا حکم رکھتا ہے اور متنجس چیز کو پاک کرنے کے لئے عین نجس جیسے خون کو دھونے کے بعد اس سپلائی کے پانی سے ایک مرتبہ دھو لینا کافی ہے. ہاں فرش اور لباس و غیرہ جن کو دبا کر پانی نکالا جا سکتا ہے ایک مرتبہ دبا کر ان سے ایک حد تک پانی نکال لیا جائے اور یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ سپلائی کا پانی عین نجاست پر پڑے اور پھر پلٹ کر لباس یا بدن پر پڑے تو اگر اس کے ساتھ عین نجاست کا کوئی حصہ نہ تو تو پاک ہے، بر خلاف آب قلیل جیسا کہ بیان کیا گیا نجاست سے ملتے ہی نجس ہو جائے گا.

پانی کے احکام
مسئلہ ٢٨. مضاف پانی جس کے معنی بیان کئے جا چکے ہیں نجس چیز کو پاک نہیں کرتا اور اس سے وضو اور غسل بھی باطل ہے.

## نجاسات

مسئلہ ٢٩. نجاسات گیارہ چیزیں ہیں:
١، ٢. ان حرام گوشت جانوروں کا پیشاب اور پاخانہ کہ جن کا خون ذبح کرتے وقت اچھل کر نکلے، چنانچہ حشرات جیسے کاکروچ، جھینگ و غیرہ کا فضلہ نجس نہیں ہے.
٣. منی
٤. مردار
٥. خون
٦. کتا
٧. سور
٨. کافر معاند (معاند وہ شخص ہے کہ جو اسلام کی حقانیت کو جانتا ہو لیکن اس کے با وجود انکار کرے یا س کی حقانیت میں شک کرے اور از روی دشمنی عمداً تحقیق نہ کرے، خلاصہ معاند وہ ہے جس کا کفر «عین جحود» (یعنی عمداً انکار کی صورت میں) ہو.
٩. شراب
١٠. جو کی شراب (بیئر)
١١. نجاست خوار اونٹ کا پسینہ

مسئلہ ٣٠. انسان اور ہر وہ حیوان کہ جس کا ذبح کرتے وقت خون اچھل کر نکلے اس کا خون نجس ہے پس ان حیوانات کا خون نجس نہیں ہے جو اس صفت کے مالک نہ ہوں جیسے مچھلی، مچھر و غیرہ اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے ان کا فضلہ بھی نجس نہیں ہے.
مسئلہ ٣١. کافر یعنی وہ شخص جو کدا کا منکر ہو یا خدا کے لئے شریک قرار دیتا ہو یا حصرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی پیغمبری کو قبول نہ کرتا ہو یا ان میں سے کسی ایک کے متعلق شک کرتا ہو اور کافر معاند مطلقاً نجس ہے لیکن جو معاند نہ ہو تو اظہر یہ ہے کہ نجس نہیں ہے اگرچہ ان سے زیادہ ارتباط سے پرہیز کرنا ضروری ہے تا کہ کہیں مسلمان ان کے عقائد سے متأثر نہ ہو جائیں.
مسئلہ ٣٢. حرام سے مجنب ہونے والے شخص کا پسینہ نجس نہیں ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے جو بدن یا لباس اس سے آلودہ ہو اس کے ساتھ نماز نہ پڑھے (یعنی پاک کرنے کے بعد پڑھے).

## احکام نجاسات

مسئلہ ٣٣. قرآن کے ورق، تحریر اور اس سے مخصوص جلد کو نجس کرنا حرام ہے اور اگر نجس ہو جائے تو پاک کرنا واجب فوری ہے.
سوال ٣٤. مُسکِر (نشہ آور) کیا ہے؟ کیا ہر مسکر کو آپ حرام سمجھتے ہیں؟ کیا جو شخص مسکر چیز کو برداشت کر لیتا ہے اور اس کی عقل زائل نہیں ہوتی اس کو استعمال کر سکتا ہے؟ کیا مقدار میں کمی یا زیادتی کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے؟
جواب:ہر وہ چیز جو انسان کو معمولاً مست کر دے اسے مسکر کہا جاتا ہے اور اس میں کمی یا زیادتی کے لحاظ سے شرعی حکم میں کوئی فرق نہیں ہے اور اس کا کھانا حرام ہے حتی اگر کوئی شخص اس کے زیادہ استعمال کی وجہ سے یا پھر کسی اور وجہ سے مست نہ ہو تو بھی حرام ہے.
سوال ٣٥. متنجس چیزوں سے ملنے کی صورت میں کس واسطہ تک آپ نجس سمجھتے ہیں؟
جواب: تیسرے واسطہ تک متنجس سے ملنے کی صورت میں نجس ہو گا لیکن اس کے آگے نجس ہونا محل اشکال ہے بلکہ ممنوع ہے.
سوال ٣٦. مصنوع دانت چاہے ثابت ہوں یا غیر ثابت ہو نیز وہ کیمیکل جس سے دانت کو پر کرتے ہیں کیا باطن کا حصہ بن جاتے ہیں کہ اگر نجاست پہنچ جائے تو طہارت کی ضرورت نہ ہو؟ یا پھر خون لگنے کی صورت میں پاک کیا جائے؟
جواب: مصنوعی دانت جب تک منہ کے اندر ہے نجس نہ ہو گا.

کفار اور اہل کتاب کی طہارت و نجاست
سوال ٣٧. مسلم ہے کہ اسلام کے علاوہ دوسرے دین کے پیرو نجس ہیں کیا مسیحی، یہودی اور ان کے پیشوا نجس ہیں؟
جواب: صرف کافر معاند نجس ہے لیکن غیر معاند (جن کی اکثریت ایسی ہے) اظہر یہ ہے کہ پاک ہیں، نجس نہیں ہیں.
سوال ٣٨. ایک مسلمان شخص بعض اسلامی مسلمات جو کہ حس و مادہ سے بالا ہیں ان کا منکر ہے، خلاصہ یہ کہ ابھی تک جس کو علم نے ثابت نہیں کیا ہے اسے قبول نہیں کرتا اور کھلے عام اس کا اظہار بھی کرتا ہے کیا اس کی بیوی جس کے پاس اس کا کوئی گھر میں بچہ نہیں ہے لذا اس لحاظ سے اسکی کوئی ذمہ داری نہیں ہے کیا ایسے شخص کے ساتھ شرعا وہ زندگی گذار سکتی ہے؟ کیا اس کے احباب اور گھر والے اس کے ساتھ رفت و آمد رکھ سکتے ہیں اور اس کے یہاں کھا پی سکتے ہیں اور اس کے گھر میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟
جواب: جب تک وہ کلمہ گو ہے اور گواہی دیتا ہے اس کے افکار و عقائد کے متعلق زیادہ توجہ نہ دی جائے ایسا فرد صرف کلمہ پڑھنے کے بعد اسلام کے حکم میں آجاتا ہے اور وہی حقوق رکھتا ہے جو دیگر مسلمان رکھتے ہیں.

## مطہرات

مسئلہ ٣٩. دس چیزیں نجاست کو پاک کرتی ہیں انہیں مطہرات کہا جاتا ہے:
١. پانی
٢. زمین
٣. سورج
٤. استحالہ
٥. انتقال
٦. اسلام
٧. تبعیت
٨. بعض جگہوں سے عین نجاست کا ختم ہونا
٩. نجاست کھانے والے جانوروں کا استبراء
١٠. مسلمان کی غیبت

١. پانی
مسئلہ ٤٠. پانی چار شرطوں کے ساتھ نجس چیز کو پاک کرتا ہے:

١. مطلق ہو: پس ماف جیسے آب گلاب و غیرہ نجس چیز کو پاک نہیں کر سکتا.
٢. خود پاک ہو.
٣. جب نجس چیز کو پاک کر رہا ہے تو پانی مضاف نہ ہو جائے اور نجاست کی بو یا رنگ یا مزہ بھی نہ اختیار کر لے.
٤. پانی سے دھونے کے بعد اس میں عین نجاست موجود نہ رہ جائے. قلل پانی سے نجاست کے پاک ہونے کی اور بھی شرطیں ہیں جسے توضیح المسائل کے مسئلہ ١٤٩ میں اور اس کے بعد بیان کیا گیا ہے.

٢. زمین

مسئلہ ٤١. زمین تین شرطوں کے ساتھ پیر اور جوتے کے نجس تلووں کو پاک کرتی ہے:
١. زمین پاک ہو
٢. خشک ہو.
٣. اگر پیر یا جوتے کے تلوے سے عین نجس جیسے خون، پیشاب لگ گیا ہو یا متنجس جیسے نجس گیلی مٹی لگ گئی ہو تو زمین پر چلنے اور اس سے رگڑ کھانے سے بر طرف ہو جائے.

مسئلہ ٤٢. پیر اور جوتے کے نجس تلووں کا تارکول سے بنے راستے پر یا لکڑی سے بنے ہوئے راستے پر چلنے سے پاک ہونا محل اشکال ہے بلکہ پاک نہ ہونا اقوی ہے.

٣. سورج

مسئلہ ٤٣. زمین، عمارت اور وہ چیزیں جو عمارت میں استعمال ہوتی ہیں جیسے دروازہ، کھڑکی اور وہ کیل جو دیوار میں لگی ہے اور عمارت کا حصہ شمار ہوتی ہے، یہ ساری چیزیں اگر نجس ہوں تو چھ شرطوں کے ساتھ ان کو سورج پاک کر دیتا ہے:
١. نجس چیز اس طرح ہو کہ اگر دوسری چیز اس سے لگے تو تر ہو جائے پس اگر خشک ہو تو اسے کسی طرح سے تر کیا جائے تا کہ سورج اسے خشک کر دے.
٢. اگر اس پر عین نجاست ہو تو اس پر سورج کی شعاعیں پڑنے سے پہلے دور کر دیا جائے.
٣. اس پر سورج کی روشنی اور شعاعیں پڑنے سے کوئی چیز مانع نہ ہو لہذا اگر اس پر سورج کی روشنی پردہ یا بادل و غیرہ سے چھن کر پڑے اور نجس جگہ کو خشک کر دے تو پاک نہ ہو گا، یلکن اگر بادل اس قدر ہلکے ہوں کہ سورج کی شعاعوں کو روک نہ سکیں تو کوئی حرج نہیں ہے.
٤. صرف سورج اس نجس جگہ ہو خشک کرے، پس اگر نجس جگہ مثلاً ہوا اور سورج سے خشک ہو تو پاک نہ ہو گی یلکن ہوا اس درجہ کم ہو کہ یہ نہ کہا جائے کہ ہوا نے نجس جگہ کے خشک ہونے میں مدد کی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے.
٥. عمارت کا جو حصہ نجس ہے اسے سورج ایک ہی مرتبہ میں خشک کر دے چنانچہ زمین یا عمارت پر آفتاب کی شعاعیں پڑیں اور ایک مرتبہ میں اس کے اوپری حصہ کو خشک کریں اور پھر دوسری مرتبہ اس کے اندر والے حصے کو خشک کریں تو اوپر کا حصہ پاک اور نیچے کا حصہ ویسے ہی نجس باقی رہے گا.
٦. جس نجس زمین یا عمارت پر سورج کی شعاعیں پڑ رہی ہوں اس کے ظاہر اور باطن کے درمیان کوئی دوسری پاک چیز حائل نہ ہو اور یہ باطن زمین کے پاک ہونے کی شرط ہے.

٤. استحالہ

مسئلہ ٤٤. اگر نجس چیز کی جنس اس طرح تبدیل ہو جائے کہ پاک شئی کی صورت اختیار کر لے تو اسے استحالہ کہتے ہیں جیسے نجس لکڑی جل کر راکھ ہو جائے یا کتا نمک میں گر کر نمک میں تبدیل ہو جائے لیکن اگر اس کی جنس میں تبدیلی پیدا نہ ہو مثلاً نجس گیہوں کو پیس کر آٹا بنا دیا جائے یا روٹی پکا دی جائے تو پاک نہ ہو گا.

٥. انگور کے نچوڑ کی دو تہائی کا تبخیر ہونا

مسئلہ ٤٥. آب انگور یعنی عصیر (انگور کا عرق) اگر اس میں جوش آ جائے اور ایک تہائی ہونے سے پہلے یعنی اس کا دو حصہ جلنے اور ایک تہائی باقی بچنے سے پہلے نجس نہیں ہے لیکن کھانا حرام ہے اور اگر ثابت ہو جائے کہ مست کرنے والا ہے تو حرام اور نجس ہے ور صرف سرکہ ہونے کی صورت میں پاک و حلال ہے لذا آب انگور جو کہ ابھی سرکہ نہیں ہوا ہے اس میں کھیرا یا بیگن ڈال کر سرکہ بنانا اور اس کے سرکہ ہوجانے کے بعد اس کے کھانے میں کوئی حڑج نہیں ہے، اسی طرح کشمش کو پکانے اور اسے بھوننے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اول تو اس میں عرق نہیں ہے، دوسرے جیسا کہ صاحب مستند نے فرمایا ہے اس میں موجود عرق پر روایات اور ادلہ میں موجود عصیر (انگور کے عرق) کا اطالق نہیں ہوتا، یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ جو مربا انگور سے بنتا ہے اس کے عرق کا – حصہ جل جانا چاہئے و گرنہ حرام ہے.

٦. انتقال
مسئلہ ٤٦. اگر انسان یا خون جہندہ رکھنے والے حیوان کا خون (یعنی جب اسے ذبح کیا جائے تو اس کا خون اچھل کر نکلے) کسی ایسے حیوان کے بدن میں منتقل ہو جائے کہ جو خون جہندہ نہ رکھتا ہو اور اس کا خون شمار ہونے لگے تو پاک ہو جاتا ہے، اسے انتقال کہتے ہیں. پس جو خون، جونک انسان کے بدن سے چوستی ہے چونکہ اسے جونک کا خون نہیں کہا جاتا بلکہ انسان کا خون کہا جاتا ہے اس لئے نجس ہے.

٧. اسلام
مسئلہ ٤٧. اگر کافر شہادتین کہے یعنی کہے «اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ» تو مسلمان ہو جاتا ہے اور کافر معاند دینی (جو اسلام کی حقانیت کو جاننے کے بعد بھی دشمنی رکھے) کے مسلمان ہونے کے بعد اس کا بدن، لعاب دہن، ناک سے نکلی ہوئی رطوبت اور پسینہ پاک ہے لیکن اگر مسلمان ہوتے وقت اس کے بدن پر عین نجاست متعدی رطوبت کے ساتھ ہو تو اسے دور کرے اور اس جگہ کو پانی سے دھوئے لیکن اگر مسلمان ہونے سے پہلے عین نجاست بر طرف ہو جائے اور کوئی رطوبت باقی نہ ہو تو اسے پانی سے دھونا ضروری نہیں ہے.

٨. تبعیت
مسئلہ ٤٨. وہ لکڑی کا تختہ یا پتھر کہ جس کے اوپر میت کو غسل دیتے ہیں اسی طرح وہ کپڑا کہ جس سے میت کی شرمگاہ کو ڈھانپتے ہیں، نیز میت کو غسل دینے والے کے ہاتھ اور وہ تھیلی اور صابق کہ جس سے میت کو دھوتے ہیں غسل کے مکمل ہوجانے کے بعد پاک ہو جاتے ہیں.

٩. عین نجاست کا برطرف ہو جانا
مسئلہ ٤٩. وہ جامد اجسام کہ جن میں نجاست نفوذ نہیں کر سکتی عین نجاست کے بر طرف ہو جانے کے بعد پاک ہو جاتے ہیں انہیں دھونے و غیرہ کی ضرورت مطہرات میں سے نہیں لیکن وہ چیزیں کہ جن کو پاک کرنے کے لئے شریعت میں ایک خاص طریقہ معین کیا گیا ہے مثلاً وہ برتن کہ جو کھانے پینے کے لئے استعمال ہوتے ہیں نیز پیشاب کی نالی اور وہ برتن کے جسے سور اور کتے نے چاٹا ہو یا اس برتن سے اس نے پانی پیا ہو تو عین نجاست کے برطرف ہونے سے وہ پاک نہیں ہوتے.

سوال ٥٠. عام طور پر ٹیکا (انجیکشن) لگاتے وقت، تھوڑا سا خون نکلتا ہے جسے، اسپرٹ (الکحل) لگی روئی سے صاف کر دیتے ہیں کیا وہ جگہ نجس ہے اور اسے پانی سے دھونا چاہئے؟
جواب: پانی سے دھونے کی ضرورت نہیں، عین نجاست کے زائل اور ختم ہوجانے سے بدن پاک ہو جاتا ہے.

١٠. نجاست خوار جانور کا استبرا
مسئلہ ٥١. حلال گوشت جانور اگر انسان کی نجاست کھانے کی عادت کر لے اور اس کی غذا انسان کی عین نجاست ہو تو جب تک نجاست خوار ہے اس کا پیشاب، پاخانہ نجس ہے.

١١. مسلمان کی غیبت
مسئلہ ٥٢. اگر مسلمان کا بدن یا لباس یا اس طرح کی کوئی دوسری چیز جیسے برتن یا فرش جو کہ اس کے اختیار میں ہے نجس ہو جائے اور وہ مسلمان کہیں چلا جائے تو اگر عین نجاست برطرف ہو گئی ہو اور انسان احتمال دے کہ اسے اس نے دھو دیا ہو گا یا وہ چیز آب جاری میں گر گئی ہو گی اور پاک ہو گئی ہو گی تو اس سے اجتناب ضروری نہیں ہے.

## طہارت و نجاست کے متفرقہ مسائل

سوال ٥٣. سپلائیکا پانی بعض اوقات کیمیاوی مادہ (جیسے کلورین) کے استعمال کی وجہ سے دودھ کی طرح سفید آتا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد صاف ہو جاتا ہے، اس سے طہارت کرنا اور وضو کرنا کیسا ہے؟ کیا یہ پانی مضاف ہے؟
جواب: اس طرح کا پانی مطلق پانی ہے چونکہ اگر اسے کسی کے لئے لے جائیں تو وہ کہے گا کہ پانی لایا ہے یا اسے کوئی دیکھے تو کہے گا کہ یہ پانی ہے اور اسکا پانی ہونا اس سے ثابت ہے کہ عرف میں اس سے پانی ہونے کو سلب کیا جانا صحیح نہیں ہے، یعنی اس پانی کی موجودگی میں نہیں کہتے کہ میرے پاس پانی نہیں ہے یا یہ پانی نہیں ہے اس کے علاوہ آب مطلق ہونے میں شک کی صورت میں چونکہ پہلے آب مطلق تھا لذا حکم استصحاب کی بنا پر آب مطلق کا اطلاق اس پر باقی ہے اور دوسرے پانی سے کوئی فرق نہیں رکھتا.

سوال ٥٤. سورج بھی مطہرات میں سے ایک ہے کیا اسکی شعاعوں کا بدون واسطہ پڑنا ضروری ہے یا شیشہ سے چھن کر پڑنے کی صورت میں بھی کافی ہے؟
جواب: کافی ہے.

مسئلہ ٥٥. اگر کارپٹ کو زمین سے چپکا دیا گیا ہو اور وہ نجس ہو جائے تو کیا اسے اکھاڑا جائے اور پاک کیا جائے؟ یا پھر طہارت کی کوئی اور صورت ہے؟

جواب: اکھاڑنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ عین نجاست کو دور کرنے کے بعد اگر پانی کو فشار کے ساتھ پائپ سے اس پر ڈالا جائے اور پھر دبایا جائے اس طرح کہ اس کے اندر کا پانی خارج ہو جائے تو پاک ہو جائے گا اور وہ پانی بھی چونکہ سپلائی اور بڑے ذخیرہ کے پانی کا غسالہ (دھوون) ہے لذا پاک ہے، آب قلیل کا غسالہ (دھوون) نجس ہے.
سوال ٥٦. توضیح المسائل کے مسئلہ ١٦٩ پر آپ فرماتے ہیں ہر چیز اس وقت تک پاک نہ ہو گی جب تک عین نجاست اس سے دور نہ کر دی جائے لیکن اگر نجاست کا رنگ یااس کی بو اس میں رہ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے جبکہ بو اور رنگ اس پہلی نجاست کا اثر ہے اور نجس ہونا چاہئے گزارش ہے اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیے.
جواب: جو کچھ پانی، نجاست اور طہارت کے متعلق بیان ہوا ہے کہ شرعی حکم سے متعلق تھا لیکن پاکیزگی، طبی اور کیمیاوی یا فلسفی مسائل اپنے مباحث کے مقررات کے تابع ہیں اور پاکیزگی و طبی مسائل کی رعایت خود ایک مطلوب اور مستحب امر ہے اور بعض جگہوں پر تو رعایت واجب ہو جاتی ہے.

سوال ٥٧. انٹی سالر کریم میں استعمال کیا جانے والا سب سے اہم مادہ اسٹرائیل الکحل ہے ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اسٹرائیل الکحل پاک ہے یا نجس؟
جواب: ہر طرح کے صنعتی اور طبی الکحل پاک ہیں صرف شراب میں استعمال ہونے والے الکحل جو مست کر دیتا ہے نجس ہے اور اس کے استعمال پر شرعی حد ہے.

## وسوسہ میں متبلا افراد کے احکام

سوال ٥٨. وسوسہ میں متبلا افراد کے متعلق جنابعالی کا نظریہ ہے کہ وہ اپنے وسوسہ کی پروا نہ کریں، پیشاب اور پاخانہ وسوسہ میں مبتلا افراد کے لئے نجس ہے یا پاک؟
جواب: وسوسہ میں متبلا فرد کو اپنے یقین پر اعتماد نیں کرنا چاہئے حتی اگر کسی چیز کے خون ہونے اور پیشاب ہونے کا یقین ہو جائے تو بھی پاک ہے مگر اس وقت جب دوسرے اسے خون یا پیشاب کہیں تو نجس ہے.

## وضو

مسئلہ ٥٩. وضو میں واجب ہے کہ چہرے اور ہاتھ کو دھویا جائے اور سر کے اگلے حصہ اور پیر کا مسح کیا جائے.

مسئلہ ٦٠. چہرہ لمبائی میں پیشانی کے اوپری حصہ (جہاں سے بال نکلتے ہیں) سے لے کر ٹھوڑی کے آخری سرے تک اور چوڑائی میں انگوٹھے اور بیچ والی انگلی میں آنے والا حصہ وضو کے وقت دھویا جانا چاہئے اور اگر کوئی دھوتے وقت اس مقدار میں تھوڑی بھی کمی کرے تو اس کا وضو باطل ہے اور اس مقدار کے دھوئے جانے کے یقین کے لئے تھوڑا سا اس کے اطراف کا بھی دھونا چاہئے.

مسئلہ ٦١. دونوں ہاتھوں کو دھونے کے بعد ہاتھ میں آب وضو کی باقی تری سے سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا جائے اور ضروری نہیں ہے کہ داہنے ہاتھ سے ہی کیا جائے یا اوپر سے نیچے کی طرف کیا جائے اگرچہ داہنے ہاتھ سے اور اوپر سے نیچے کی طرف مسح کرنے کی احتیاط کی رعایت مطلوب ہے.

مسئلہ ٦٢. سر کے چار حصوں میں ایک حصہ (جو کہ پیشانی کے اوپر ہے) مسح کا مقام ہے اور اس حصہ پر جس جگہ اور جس مقدار میں مسح ہو کافی ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ لمبائی میں ایک انگلی کے برابر اور چوڑائی میں تین ملی ہوئی انگلیوں کے برابر مسح ہو اور سر کے ان بالوں پر جو کہ چوتھائی بائیں حصہ سے چوتھائی داہنے حصہ پا پھر چوتھائی پیچھے کے حصہ میں آگے ہوں اور اس پر مسح ہو تو کافی نہیں ہے بلکہ مسح باطل ہے اسی طرح اگر سر کے اگلے حصہ کا بال ایک جگہ جمع ہو گیا ہو تو یا سر کے چوتھائی اگلے حصہ کی جلد پر مسح کرے یا ان بالوں پر جو کہ اگر سامنے کی طرف گرائے جائیں تو پیشانی سے آگے نہ جائیں اور سر کے جن بالوں پر رنگ کیا گیا ہے یا تیل اور خوبصورت مواد کا استعمال کیا گیا ہے اگر اس میں ایسے ذرے نہ ہوں کہ جو مسح کے صدق ہونے اور رطوبت کے مسح کی جگہ تک پہنچنے میں مانع نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور ذروں کے ہونے یا نہ ہونے میں سک کی صورت میں ذروں کے ہونے کا حکم ہے چونکہ مانع کا نہ ہونا قطعی ہونا چاہئے اور ذروں کے نہ ہونے کا استصحاب مفید نہیں ہے چونکہ اس بات سے قطع نظر کہ استصحاب عدم جامع ہے مثبت بھی ہے.

مسئلہ ٦٣. سر اور پیر کا مسح کرتے وقت چاہیے کہ ہاتھ، سر اور پیر پر کھینچا جائے اگر کوئی ہاتھ کو ایک جگہ رکھ دے اور سر یا پیر میں تھوڑی سی حرکت ہو تو کوئی حرج نہیں ہے.

سوال ٦٤. وضو میں تیسری مرتبہ دھونا حرام ہے کیا یہ وضو کو باطل کر دیتا ہے؟ اگر کوئی شخص داہنے ہاتھ کو تین مرتبہ ور بائیں ہاتھ کو دو مرتبہ دھوئے تا کہ مسح میں اشکال نہ ہو تو کیا اس کا وضو صحیح ہے؟
جواب: وضو صحیح ہے اور تیسری بار دھونے سے باطل ہونا صرف مسح کی وجہ سے ہے اسلئے کہ وہ پھر وضو کے پانی سے نہ ہو گا کہ جسے سوال میں عدم فرض کیا گیا ہے.

سوال ٦٥. پانی کے مصرف میں کفایت کی غرض سے پانی کو ٹوٹی جبکہ گیلی رہتی ہے بند کر دیتے ہیں تو کیا جو پانی ٹوٹی ہے ہاتھ میں لگتا ہے آیا وضو کے لئے مضر ہے؟ کیا وضو کے پانی کا قصد ہوتا کہ وضو صحیح ہو؟
جواب: اگر ٹوٹی کی تری اس حد تک ہو کہ ہتھیلی تک منتقل ہو جائے اور اسی حصہ سے مسح کرے کہ جس میں وضو کے پانی کے علاوہ دوسری تری بھی لگی ہو تو وہ مسح باطل ہے لیکن اگر رطوبت کم ہو اس طرح کہ ہاتھ میں منتلق نہ ہو تو وضو صحیح ہے، بہرحال مسح صرف وضو کے پانی سے ہونا چاہئے نہ کہ کسی اور پانی سے۔

## ارتماسی وضو

مسئلہ ٦٦. ارتماسی وضو یہ ہے کہ انسان چہرہ اور ہاتھ کو وضو کے قصد سے اوپر سے نیچے دھونے کی رعایت کرتے ہوئے پانی میں ڈالے اور اس کے بعد سر اور پاؤں کا مسح کرے۔

## شرائط وضو

وضو کے صحیح ہونے کی بارہ شرطیں ہیں:
١. آب وضو پاک ہو۔
٢. آب مطلق ہو۔
٣. آب وضو مباح ہو، اسی طرح بنابر احتیاط جس جگہ اور جس فضا میں وضو کر رہا ہے وہ مباح ہو اگرچہ اسکا اباحہ لازم نہیں ہے۔
٤، ٥. بنابر احتیاط واجب وضو کے پانی کا برتن مباح ہو اسی طرح سونے اور چاندی کا نہ ہو۔
٦. اعضائے وضو دھونے اور مسح کرنے کے وقت پاک ہوں۔
٧. وضو کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے کافی وقت موجود ہو۔
٨. قصد قربت یعنی حکم خدا کو بجا لانے کی خاطر وضو کرے اور اگر ٹھنڈے ہونے یا پھر کسی اور غرض سے ہو تو باطل ہے۔
٩. جس ترتیب سے کہا گیا اسی ترتیب سے انجام دیا جائے یعنی وضو کرنے والا، پہلے جہرہ دھوئے پھر داہنا ہاتھ دھوئے پھر بایاں ہاتھ اور اس کے بعد سر اور پیر کا مسح کرے اور بنا بر احتیاط واجب بائیں پیر کا داہنے ہاتھ سے مسح نہ کرے، لیکن اگر دونوں پیر کا ایک ساتھ مسح کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس ترتیب سے وضو نہ کرے تو باطل ہے۔
١٠. وضو کے اعمال کو ایک کے بعد ایک انجام دے انجام دے اس طرح کہ بعد والا عضو پہلے عضو کے خشک ہونے سے پہلے دھویا جائے یا مسح کیا جائے۔
١١. چہرہ اور ہاتھ کا دھویا جانا اور سر و پیر کا مسح انسان خود کرے اور اگر کوئی دوسرا اسے وضو کرائے یا چہرہ و ہاتھ تک پانی پہنچانے اور مسح کرنے میں اس کی مدد کرے اس طرح کہ دونوں ایک ساتھ ساتھ کھینچیں اور مسح کریں تو وضو باطل ہے لیکن پانی کا ظرف دینا یاپائپ پکڑنا پکڑنا حتی وضو کرنے والے کے ہاتھ پر پانی ڈالتا جبکہ خود وہ شخص دھو رہا ہوا وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کھینچ رہا ہو تو مبطل نہیں ہے اور جو مدد وضو کو باطل کرتی ہے وہ خود وضو میں مدد ہے اس طرح ہو کہ کہا جائے دوسرے نے وضو کرایا۔
١٢. اعضائے وضو پر پانی پہنچنے سے کوئی مانع نہ ہو۔

## احکام وضو

مسئلہ ٦٧. جو وضو کے امور میں اور اس کی شرطوں جیسے پانی کا پاک ہونا، غصبی نہ ہونا، و غیرہ میں بہت زیادہ شک کرے، اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

## جن چیزوں کے لئے وضو کرنا چاہئے

مسئلہ ٦٨. چھ چیزوں کے لئے وضو کرنا لازم ہے۔
١. نماز میت کے علاوہ تمام نمازوں کے لیے۔
٢. بھولے ہوئے سجدہ اور تشہد کی قضا کے لئے اگر قضا اور نماز کے درمیان کوئی حدث صادر ہو جائے مثلاً پیشاب کرے۔
٣. خانہ کعبہ کے واجب طواف کے لئے۔
٤. وضو کرنے کے لئے۔
٥. اگر نذر کر لے کہ اپنے بدن کے کسی حصہ سے قرآن کو مس کرے۔
٦. جو شخص مجبور ہو یا اس کے لئے ضروری ہو کہ اس کے بدن کا کوئی حصہ قرآن کی تحریر سے مس ہو۔

## جو چیزیں وضو کو باطل کر دیتی ہیں

مسئلہ ٦٩ : سات چیزیں وضو کو باطل کرتی ہیں:
١. پیشاب
٢. پاخانہ
٣. ریاح
٤. ایسی نیند کہ جس کے بعد کان سن نہ سکے، آنکھ دیکھ نہ سکے، لیکن اگر آنکھ دیکھے اور کان سنے تو وضو باطل نہیں ہوتا.
٥. جو چیزیں عقل کو زائل کر دیتی ہیں جیسے دیوانگی، مستی اور بے ہوشی.
٦. عورتوں کا خون استحاضہ جس کا حکم بعد میں بیان ہو گا.
٧. جن امور کے بعد غسل واجب ہو جاتا ہے جیسے جنابت، بلکہ بنا بر احتیاط واجب، میت کو مس کرنا کہ جو موجب غسل ہے.

## وضوئے جبیرہ کے احکام

جس چیز سے زخم یا جسم کے ٹوٹے ہوئے حصے کو باندھتے ہیں اور وہ دوا جو زخم وغیرہ پر ڈالی جاتی ہے اسے جبیرہ کہتے ہیں.

مسئلہ٧٠. اگر پھوڑا یا زخم یا پھر شکستگی ہاتھ یا چہرے پر ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور اس پر پانی ڈالنا مضر ہو تو اس کے اطراف میں دھویا جانا کافی ہے چنانچہ اگر اس پر گیلے ہاتھ پھیرنے میں کوئی ضرر نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ آدمی گیلا ہاتھ اس پر پھیرے اس کے بعد ایک پاک کپڑا اس پر رکھے اور اس پر بھی گیلا ہاتھ پھیرے اور اگر اتنا بھی کرنے میں ضرر ہو یا نجس ہو اور اس پر گیلا ہاتھ نہ پھیرا جا سکے تو زخم کے اطراف کو جیسا کے وضو میں بیان کیا گیا اوپر سے نیچے کی طرف دھویا جائے اور بنا بر احتیاط مستحب ایک پاک کپڑا زخم پر رکھ کر اس پر گیلا ہاتھ پھیرا جائے اور اگر کپڑا رکھنا اس پر ممکن نہ ہو تو زخم کے اطراف میں دھو لینا کافی ہے ہر صورت میں تیمم ضروری نہیں ہے.

مسئلہ٧١. اگر تمام اعضائے وضو پر جبیرہ ہو تو تیمم کرنا چاہئے.

سوال ٧٢. اگر کوئی شخص بعض اعضائے وضو پر زخم کی وجہ سے جبیرہ کرنے پر مجبور ہو تو کیا وہ طہارت پر باقی رہنے کے لئے بھی جبکہ نماز کا وقت نہ ہوا ہو وضوئے جبیرہ کر سکتا ہے؟ اور کیا اس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے یا پھر اسے دوبارہ وضو کرنا پڑے گا؟
جواب: وضوئے جبیرہ با طہارت رہنے کی غرض سے جو کہ ایک مرغوب عمل ہے ظاہراً اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ شخص اس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے.

سوال ٧٣. ہم جن کاموں پر جاتے ہیں ہمارا ہمیشہ سروکار ایسے آئیل (تیل) سے ہوتا ہے کہ جس کو صاف کرنا کیمیکل ریمور کے بغیر ممکن نہیں ہے اور عام طور سے ہمارے ساتھ ایسا کیمیکل نہیں ہوتا اور اسے ساتھ رکھا بھی نہیں جا سکتا ایسے مواقع میں وضو کا کیا حکم ہے؟
جواب: ایسی مجبوری کی صورت میں جبیرہ کا حکم ہے اس کے ساتھ وضو صحیح اور کوئی حرج نہیں ہے.

## واجب غسل

واجب غسل سات ہیں:
١. غسل جنابت
٢. غسل حیض
٣. غسل نفاس
٤. غسل استحاضہ
٥. غسل مس میت
٦. غسل میت
٧. غسل کہ جو نذر، قسم و غیرہ کی وجہ سے واجب ہو جاتا ہے.

## احکام جنابت

مسئلہ ٧٤. انسان دو چیزوں سے مجنب ہوتا ہے: اول جماع، دوم، منی کے خارج ہونے سے. چاہے نیند میں ہو یا بیداری میں، کم ہو یا زیادہ، شہوت کے ساتھ ہو یا بدون شہوت، اختیار ہو یا بدون اختیار.
مسئلہ ٧٥. اگر کسی صحیح سالم مرد سے کوئی رطوبت خارج ہو اور اسے معلوم نہ ہو سکے کہ منی ہے یا پیشاب یا پھر اور کوئی چیز چنانچہ اگر وہ اچھل کر نکلے اور اس کے نکلنے کے بعد بدن سست ہو جائے تو وہ رطوبت منی کے حکم میں ہے اور اگر

ان تین علامتوں میں سے کوئی ایک یا ان میں سے بعض نہ ہوں تو منی کا حکم نہیں رکھتی لیکن اگر بیمار شخص سے شہوت کے ساتھ خارج ہوئی ہو تو منی کا حکم رکھتی ہے اور اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ اس کا بدن سست ہو لیکن دیگر دو علامتوں کا ہونا ضروری ہے.

سوال ٧٦. اگر نیند کی حالت میں انسان سے کوئی رطوبت خارج ہوئی اور اس نکتہ کے پیش نظر کہ انسان نیند میں یا اس نیند سے بیدار ہونے کے بعد محتلم ہونے کی تینوں علامتوں کو تشخیص نہیں دے سکتا اس صورت میں کیا حکم ہے؟
جواب: جب تک تینوں علامتوں کا محقق ہونا ثابت نہ ہو جائے وہ شخص مجنب نہیں ہے اور تحقیق بھی ضروری نہیں ہے.

سوال ٧٧. عورتوں کے یہاں منی کا کیا حکم ہے اور ان کے یہاں غسل کے ضروری ہونے کا کیا حکم ہے؟
جواب: عورتیں فقط جماع کی صورت میں مجنب ہوتی ہیں اس کے علاوہ مجنب نہیں ہوتیں ہاں مگر اس وقت جب انہیں منی خارج ہونے کا یقین ہو جائے اور منی ہونے میں شک کی صورت میں منی کا حکم نہیں ہے اور مجنب نہیں ہیں چاہے رطوبت شہوت اور لذت حاصل کرنے اور سستی بدن کے ہمراہ ہو اور یہ معنی اس باب میں منقول روایات کو جمع کرنے کی صورت میں حاصل ہوتا ہے، گرچہ معروف اس کے خلاف ہے.

## وہ چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں

مسئلہ ٧٨. پانچ چیزیں مجنب پر حرام ہے:
١. بدن کے کسی حصہ کو قرآن کی تحریر پر یا خدا کے نام سے مس کرنا اسی طرح انبیاء کرام اور ائمہ معصومین علیہم السلام اور حضرت فاطمة الزہراء (سلام اللہ علیہا) کا نام بنا بر احتیاط واجب اسم خدا کا حکم رکھتا ہے.
٢. مسجد الحرام اور مسجد پیغمبر میں جانا چاہے ایک دروازے سے داخل ہو اور دوسرے دروازے سے خارج ہو جائے.
٣. دیگر مساجد میں توقف لیکن اگر ایک دروازے سے داخل ہو اور دوسرے دروازے سے خارج ہو جائے یا کسی چیز کو اٹھانے کی غرض سے جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور احتیاط واجب یہ کہ ائمہ معصومین (علیہم السلام) کے حرم میں بھی توقف نہ کرے بلکہ مطلقاً داخل نہ ہو.
٤. مسجد میں کوئی چیز رکھنا.
٥. ایسی سورة پڑھنا جس میں واجب سجدہ ہو اور وہ چار سورتیں ہیں:
قرآن کی بتیسویں سورة «سجدہ»، اکتالیسویں سورة «فصلت»، ترپنویں سورة «نجم»، باونویں سورة «علق»، ان چار سورتوں کے ایک حرف کا پڑھنا بھی حرام ہے.

سوال ٧٩. ائمہ معصومین (علیہم السلام) کے حرم مطہر اور متبرک جگہیں جہاں مجنب اور حائض کا جانا حرام ہے یہاں حرم سے مراد کیا ہے؟ کیا امامزادوں کا حرم بھی اس حکم میں شامل ہے؟
جواب: حرم سے مراد اطراف ضریح اور گنبد کے نیچے کا حصہ ہے اور اس میں صحن و رواق (سائبان) کہ جس میں مسجد نہیں ہے شامل نہیں ہیں اور امامزدوں کے حرم میں اگر مسجد نہ ہو تو حرمت نہیں رکھتا البتہ امامزدوں کے حرم کا احترام بھی مطلوب ہے.

سوال ٨٠. جس پیسے پر معصومین علیہم السلام اور خدائے تعالی کا نام نقش ہو اور اس کے متعلق مجنب اور اس شخص کے لئے جو با وضو نہ ہو کیا حکم ہے؟
جواب: اسمائے معصومین علیہم السلام بلکہ «اسماء اللہ» کو اگر مجنب یا بے وضو شخص، مس کرے اور یہ ان رائج سکوں پر احتراماً لکھے گئے ہوں تو ظاھراً کوئی حرج نہیں ہے.

## غسل جنابت

مسئلہ ٨١. غسل جنابت ذاتاً مستحب ہے لیکن نماز پڑھنے یا اس طرح کی دیگر چیزوں کے لئے واجب ہے، البتہ نماز میت، سجدہ شکر اور قرآن کے واجب سجدوں کے لئے واجب نہیں ہے.

## غسل ترتیبی

مسئلہ ٨٢. ترتیبی غسل میں نیت کے بعد پہلے سر اور گردن کو دھوئے اس کے بعد داہنے حصہ کو دھوئے اور پھر بائیں حصہ کو دھوئے اور داہنے اور بائیں حصہ کے درمیان ترتیب ضروری نہیں ہے یعنی غسل میں داہنے حصہ کو بائیں حصہ پر مقدم کرنا، صحیح ہونے کی شرط نہیں ہے اگر چہ اس کی رعایت کرنا مستحب ہے.

سوال ٨٣. اگر کوئی ترتیبی غسل میں ترتیب کی رعایت نہ کرے اس طرہ کہ پہلے بدن کا داہنا حصہ دھوئے پھر بایاں اور آخر میں سر و گردن دھوئے تو کیا اس شخص کا غسل باطل ہے یا صحیح؟ اور اگر باطل ہے تو اگر اس نے اسی غسل سے نماز پڑھی ہو تو کیا قضا و اعادہ کرے؟

جواب: اگر ترتیب لازم و واجب کی رعایت نہ ہو تو غسل باطل ہے اور اعادہ و قضا بھی ضروری ہے لیکن جاہل قاصر کے لئے اعادہ و قضا لازم نہیں ہے اور اس کا غسل صحیح ہے اس لئے کہ حدیث رفع کے حکم کی بنا پر ترتیب کی شرط رفع ہو جاتی ہے۔

## غسل ارتماسی

مسئلہ ۸٤. غسل ارتماسی یعنی اپنے تمام بدن کو غسل کی نیت سے پانی کے اندر ڈبو دے اگر بتدریج بدن پانی میں جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

## غسل کے احکام

مسئلہ ۸۵. غسل ارتماسی میں پورا بدن پاک ہونا چاہئے لیکن غسل ترتیبی میں پورا بدن پاک ہونا ضروری نہیں ہے اگر کسی کا پورا بدن نجس ہو تو جس حصہ کا بھی غسل کرنا چاہے اس کے غسل سے پہلے اس حصہ کو پاک کر لے تو کافی ہے۔

سوال ۸٦. اگر بدن کے کسی حصہ مثلاً سر و گردن اور داہنے حصہ کو دھونے کے بعد پیشاب یا کوئی رطوبت اس سے خارج ہو تو کیا غسل باطل ہو جاتا ہے؟ کیا وہ شروع سے غسل کرے؟
جواب: غسل باطل نہیں ہوا اور دوبارہ غسل شروع کرنے کی بھی ضرورت نہیں لیکن اس غسل کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا، نماز پڑھنے کے لئے اسے وضو کرنا چاہئے۔

سوال ۸۷. غسل سے پہلے اگر بدن پر کوئی مانع ہو اور وہ غسل کے بعد نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں حکم غسل کیا ہے؟
جواب: صحت کا حکم قوت سے خالی نہیں ہے اس لئے کہ قائدہ فراغ اسے شامل کر لیتا ہے چاہے غسل کے وقت توجہ نہ کرنے کی وجہ سے احتیاط اعادہ کرنے میں ہے کہ بعض فقہاء (قدس اللہ اسرارھم) نے اسے فتوے یا احتیاط کی بنا پر جاری رہنے کے لئے شرط جانا ہے۔

## استحاضہ

عورت سے خارج ہونے والے خون میں ایک خون استحاضہ ہے اور جب عورت سے خون استحاضہ خارج ہو تو اسے مستحاضہ کہتے ہیں جن عورتوں کے رحم کو نکال لیا گیا ہو ان سے خون حیض و استحاضہ خارج نہیں ہوتا چونکہ یہ دونوں خون صرف رحم سے خارج ہوتے ہیں اور اس کے نہ ہونے کے بعد اس کی جگہ نہیں رہ جاتی، اس کے بعد جو خون ان سے خارج ہوتا ہے وہ بدن کے بقیہ خون کی طرح ہے اور صرف نجس ہے۔

مسئلہ ۸۸. خون استحاضہ زیادہ تر زرد رنگ کا اور سرد ہوتا ہے وار بغیر فشار و سوزش کے خارج ہوت ہے اور گاڑھا بھی نہیں ہوتا لیکن بعض اوقات ممکن ہے سیاہ یا سرخ اور گرم و گاڑھا ہو اور فشار و جلن کے ساتھ خارج ہو۔

مسئلہ ۸۹. استحاضہ کی تین قسم ہے: قلیلہ، متوسطہ اور کثیرہ۔
استحاضہ قلیلہ، وہ ہے کہ عورت جو روئی شرمگاہ میں رکھتی ہے خون اسے آلودہ نہ کرے اور اس میں داخل نہ ہو۔
استحاضہ متوسطہ، وہ ہے کہ خون روئی میں چلا جائے اور دوسری طرف بھی ظاہر ہو جائے لیکن عورتیں جو پیڈ خون کے پھیلنے سے روکنے کے لئے رکھتی ہیں اس پر نہ پھیلے۔
استحاضہ کثیرہ، وہ ہے کہ خون روئی سے نکل کر اس پیڈ پر پھیل جائے۔

## احکام استحاضہ

مسئلہ ۹۰. استحاضہ قلیلہ میں عورت کو ہر نماز کے لئے ایک وضو کرنا ہو گا اور اگر شرمگاہ کے ظاہری حصہ پر خون لگ گیا ہے تو اس کو دھونا پڑے گا نیز روئی کو بدل دے یا دھو دے اور اس دن کی باقی نمازوں کیلئے غسل لازم نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۱. اگر نماز سے پہلے یا نماز کے درمیان عورت استحاضہ متوسطہ محسوس کرے تو اس نماز کے لئے اسے غسل کرنا پڑے گا۔

مسئلہ ۹۲. استحاضہ کثیرہ استحاضہ متوسطہ کے احکام (کہ جسے مسئلہ ۹۱ میں بیان کیا گیا) کے علاوہ ہر نماز کے لئے پیڈ کو تبدیل کرے یا پانی سے دھوے اور ایک غسل نماز ظہر و عصر کے لئے اور ایک غسل مغرب و عشاء کے لئے بجا لائے اور نماز ظہر و عصر کے درمیان فاصلہ نہ کرے اور اگر فاصلہ کرے تو نماز عصر کے لئے دوبارہ غسل کرنا ہو گا اور اس غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں۔

سوال ۹۳. مستحاضہ کے ساتھ جماع کرنے کی شرط کیا غسل کرنا ہے؟ کیا مستحاضہ قلیلہ بھی غسل کرے یا وضو کافی ہے؟

جواب: مستحاضہ قلیلہ کے لئے غسل واجب نہیں ہے اس کی نماز کے لئے وضو کافی ہو گا اور وضو مجامعت کے لئے شرط جواز نہیں ہے غسل فقط مستحاضہ اور کثیرہ کے لئے شرط جواز مجامعت ہے۔

## حیض

سوال ٩٤. حیض وہ خون ہے جو غالباً ہر ماہ عورتوں کے رحم سے خارج ہوتا ہے، عورت جب خون دیکھتی ہے تو اسے حائض کہتے ہیں.

مسئلہ ٩٤. سیدہ عورتیں قمری ساٹھ سال حیض دیکھنے کے بعد یائسہ ہو جاتی ہیں یعنی اس کے بعد جو خون دیکھتی ہیں وہ حیض کا حکم نہیں رکھتا چاہے ان صفات کا حامل ہو اور جو عورتیں سیدہ نہیں ہیں پچاس قمری سال تمام ہونے کے بعد جو خون آئے اس میں خواہ حیض کی تمام صفات پائی جائیں اور بالکل خون حیض کی طرح ہو اور بحسب واقع خون حیض ہو لیکن پھر بھی حیض کا حکم نہیں رکھتا اور استحاضہ ہے چونکہ احکام شرعی میں معیار وہ خون حیض ہے کہ جسے شارع نے حیض قرار دیا ہو نہ کہ ہر حیض مثلاً کوئی مسافر شرعی مسافت سے کم یعنی ساڑھے تین فرسخ سفر کرے اور پلٹ آئے، یہ شخص گرچہ عرف میں مسافر کہا جائے گا لیکن شرعی طور پر مسافر نہیں ہے کہ اس پر احکام مسافر لاگو ہوں.

مسئلہ ٩٥. جس خون کو لڑکی ٩ سال سے پہلے اور عورت یائسہ ہونے کے بعد دیکھتی ہے وہ حیض نہیں ہے.

مسئلہ ٩٦. جس لڑکی کو معلوم نہ ہو کہ اس کا قمری تیرہواں سال پورا ہو گیا ہے یا نہیں وہ ایسا خون دیکھے کہ اس میں حیض کی علامتیں نہ پائی جائیں تو حیض نہیں ہے اور اگر اس میں حیض کی علامتیں ہوں اور اسے اس کے حیض ہونے کا اطمینان ہو جائے تو حیض ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بالغ ہو گئی ہے.

سوال ٩٧. ادھر بعض ڈاکٹر کچھ مخصوص گولیاں تجویز کرنے کے ذریعہ یأس کی عمر کی عورتوں کی ماہانہ عادت اس طرح سے منظم کر دیتے ہیں کہ جس طرح یائسہ ہونے سے پہلے ہر مہینہ میں معین تاریخ اور معین مدت میں حیض دیکھتی تھیں حیض دیکھنے لگیں، بعبارت دیگر وہ مشکلات اور بیماریاں جو حیض کے بند ہو جانے کی وجہ سے عورتوں میں پیدا ہو جاتی ہیں ان کو روکنے کے لئے ماہانہ عادت کو باقی رکھتے ہیں ایسا خون شرعی لحاظ سے حیض کا حکم رکھتا ہے یا استحاضہ کا؟
جواب: مذکورہ فرض میں استحاضہ ہے. (اس کی وجہ مسئلہ ٩٤ میں بیان کی جا چکی ہے)

سوال ٩٨. ایک عورت، ماہ مبارک رمضان میں اپنی عادت کو روکنے کے لئے مانع حمل گولی کا استعمال کرتی ہے اور گولی کھانے کے ساتھ تین روز مسلسل بہت ہی مختصر خون کے ٹکڑے دیکھتی ہے اور ماہ رمضان کے بعد گولیاں کھانا بند کر دیتی ہے اور خون حیض دیکھتی ہے تو کیا پہلے کے خون کے ٹکڑے حیض سے ملحق ہیں؟ کیا یہ تین دن حیض شمار ہو گا یا نہیں؟
جواب: اس صورت میں کہ اگر ان تین دنوں میں موالات یعنی خون حیض کا پے در پے ہونا محفوظ ہو اور خون رکا نہ ہو تو وہ تین روز بھی حیض ہے لیکن اگر ہر روز بہت مختصر سے خون کے ٹکڑے دیکھے تو حیض نہیں ہے.

## احکام حائض

مسئلہ ٩٩. کچھ چیزیں حائض پر حرام ہیں:
١. وہ عبادتیں جو نماز کی طرح وضو یا غسل یا تیمم سے انجام دی جاتی ہیں لیکن وہ عبادتیں جن کے لئے وضو، غسل اور تیمم شرط نہیں ہے جیسے نماز میت و غیرہ تو کوئی حرج نہیں ہے.
٢. وہ تمام چیزیں جو کہ مجنب پر حرام ہیں ان کو جنابت کے احکام میں بیان کیا جا چکا ہے.
٣. فرج اور دبر میں جماع کرنا کہ یہ مرد کے لئے بھی حرام ہے اور عورت کے لئے بھی حرام ہے، چاہے ختنہ گاہ کے مقام تک داخل ہو اور منی بھی نہ نکلے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ ختنہ گاہ سے کم بھی داخل نہ کرے.

## نفاس

مسئلہ ١٠٠. جس لحظہ بچے کا پہلا حصہ ماں کے پیٹ سے باہر نکلتا ہے اس وقت جو خون عورت دیکھتی ہے وہ اگر دس دن سے پہلے یا دسویں دن بند ہو جائے تو وہ خون نفاس ہے، عورت کو اس حالت میں نفساء کہتے ہیں.

مسئلہ ١٠١. لازم نہیں ہے کہ بچہ مکمل ہو بلکہ اگر خون کو لوتھڑا بھی رحم سے خارج ہو اور اس کا علم عورت کو ہو یا چار قابلہ (دایہ) عورتیں کہیں کہ اگر یہ رحم میں رہ جاتا تو انسان ہوتا تو دس روز تک جو خون دیکھے وہ نفاس ہے.

مسئلہ ١٠٢. ممکن ہے خون نفاس ایک لحظہ سے زیادہ نہ آئے لیکن دس روز سے زیادہ نہیں ہو سکتا.

سوال ١٠٣. جس عورت کا آپریشن ہوتا ہے اور بچہ کو اسکے پہلو سے نکالتے ہیں وہ جو خون دیکھتی ہے وہ نفاس ہے یا استحاضہ؟

جواب: جو خون طبیعی مقام سے اور ولادت کے بعد خارج ہوتا ہے نفاس کے حکم میں ہے چا ہے بچہ کو آپریشن کے ذریعے پہلو سے نکالا ہو لیکن جو خون آپریشن کی جگہ سے نکلتا ہے نفاس نہیں ہے.

## غسل کے متفرقہ مسائل

سوال ۱۰٤. کیا ایک واجب غسل اور ایک مستحب غسل کو (جیسے جنابت اور جمعہ) کو ایک ساتھ انجام دیا جا سکتا ہے اور دونوں کی نیت ایک ساتھ کی جا سکتی ہے؟ یا کفایت اور غسل رجائی (مثل غسل توبہ) کس طرح ہو گا؟ نیز غسل مستحب اور رجائی کو کس طرح انجام دیا جائے گا؟
جواب: ہاں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اغسال میں تداخل مطلقاً جائز ہے.

سوال ۱۰۵. کیا مستحب غسل جیسے غسل جمعہ و غیرہ یا غسل جنابت کے علاوہ تمام واجب غسل سے نماز پڑھی جا سکتی ہے وار غسل وضو کے لئے بھی کفایت کرے گا؟ یا کفایت اور وضو لازم نہ ہونا صرف غسل جنابت سے مخصوص ہے اسی طرح جیسا کہ ابن ابی عمیر کی مرسلہ میں آیا ہے کہ «کل غسل قبلہ وضوء الا غسل الجنابة» یا پھر دوسرے مرسلہ میں آیا ہے «فی کل غسل وضوء الا الجنابة» اور بقیہ اغسال میں نماز کے لئے وضو کرنا لازم اور شرط ہے؟
جواب: وضو کی جگہ پر تمام غسلوں کا کافی ہونا اظہر ہے اور یہ فقط غسل جنابت سے مخصوص نہیں ہے اور جیسا کہ محمد بن مسلم کی صحیحہ میں آیا «الغسل یجزی عن الوضوء و ای وضوء اطہر من الغسل» غسل اپنی اطہریت کی وجہ سے ہر جگہ وضو کے لئے کفایت کرے گا اور لسان صحیحہ کی اظہریت لسان مرسلہ پر مقدم ہے اور ظاہر، اظہر پر حمل ہوتا ہے اور جمع عرفی کی صورت میں تعارض بر فرض تحقیق، ابتدائی ہے.

سوال ۱۰٦. وہ خون جسے لڑکی شب زفات کے بعد ایک یا دو روز تک دیکھتی ہے کیا اس کے لئے غسل کرے گی؟
جواب: نہیں، اس خون پر غسل نہیں ہے چونکہ یہ خون جراحت و زخم کی بنا پر آتا ہے اور جب غسل جنابت کر لے تو نماز کے لئے تطہیر کرے.

سوال ۱۰۷. ایک عورت کی عادت عددیہ ہے یعنی اس کی عادت ہمیشہ سات دن رہتی ہے لیکن ماہ مبارک رمضان میں آٹھویں روز بھی کچھ خون دیکھتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ یہ حیض ہے یا استحاضہ؟
جواب: اگر مطمئن ہے کہ تمام خون آنے کی مقدار دس روز سے زیادہ نہیں ہے تو حیض کا حکم ہے اور اگر مطمئن ہے کہ خون دیکھنا دس روز سے زیادہ ہے تو پھر استحاضہ ہے اور اگر شک و تا اعمال استحاضہ اور تروک حائض کو جمع کرے (یعنی دونوں پر عمل کرے) اور یہ دیکھے کہ دس روز سے تجاوز کرتا ہے یا نہیں اگر تجاوز کیا تو واضح ہو جائیگا کہ استحاضہ ہے اور فرض کی بنا پر اس وظیفہ پر عمل کیا اور اگر تجاوز نہ کیا تو پھر قطعی ہے کہ حیض تھا دوبارہ غسل حیض کرے اور چونکہ محرمات حائض سے گریز کیا لہذا اس پر کوئی گناہ نہیں ہے.

## غسل مس میت

مسئلہ ۱۰۸. اگر کسی مردہ انسان کے ٹھنڈے جسم کو کوئی غسل میت سے پہلے چھو دے یعنی اس کے بدن کا کوئی حصہ اس سے مس ہو جائے چاہے بیداری کے عالم میں اختیار سے مس ہو یا بے اختیار حتی اگر اس کا ناخن اور ہڈی بھی میت کے ناخن اور ہڈی سے مس ہو جائے تو اسے غسل کرنا چاہئے لیکن اگر مردہ حیوان کو مس کرے تو اس پر غسل میت واجب نہیں ہے.

مسئلہ ۱۰۹. ایسی میت کہ جس کا تمام بدن ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا ہے غسل واجب نہیں ہے چاہے وہ اس حصہ کو چھوئے جو ٹھنڈا ہو چکا ہے.

سوال ۱۱۰. جو شخص میت کو دوستانہ پہن کر غسل دے رہا ہے اور کفن پہنا رہا ہے کیا اس پر غسل مس میت واجب ہے؟
جواب: جو بھی میت کے سرد بدن کو غسل دینے سے پہلے چھوئے یا بدن کو مس کرے اس پر غسل واجب ہے اور بر فرض سوال غسل مس میت واجب نہیں ہے چونکہ میت مس نہیں ہوئی.

## محتضر کے احکام

مسئلہ ۱۱۱. وہ مسلمان جو احتضار کی حالت میں ہے یعنی جان نکلنے والی ہے مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا اسکو پیٹھ کے بل لٹا دینا چاہئے، اس طرح کہ پاؤں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں اور اگر اس کا اس طرح لٹایا جانا پوری طرہ اس شکل میں ممکن نہ ہو تو بنابر احتیاط واجب جس درجہ ممکن ہو اس حکم پر عمل کیا جائے اور چنانچہ اس کا لٹانا اصلاً ممکن نہ ہو تو اسے احتیاط کے قصد سے قبلہ رخ بٹھا دیں اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو احتیاط کے قصد سے داہنے یا بائیں پہلو قبلہ رو لٹا دیں.

## میت کے غسل، کفن، نماز اور دفن کے احکام

مسئلہ ۱۱۲. مسلمان میت کا غسل، کفن، نماز، اور دفن ہر مکلف شخص پر واجب ہے اور اگر اسے بعض افراد انجام دے دیں تو دوسروں سے ساقط ہو جاتا ہے اور اگر کوئی انجام نہ دے تو سب نے معصیت کی.

مسئلہ ۱۱۳. میت کے غسل، کفن، نماز اور دفن کے لئے اس کے ولی سے اجازت لی جائے اور اجازت اور رضایت کا گمان کافی ہے.

## احکام غسل میت

مسئلہ ۱۱٤. میت کو تین غسل دینا واجب ہے پہلے آب سدر سے پھر آب کافور سے اور آخر میں خالص پانی سے.

مسئلہ ۱۱۵. جو میت کو غسل دے وہ مسلمان، اثنا عشری، عاقل اور بالغ ہو اور غسل کے مسائل کو بھی جانتا ہو.

مسئلہ ۱۱٦. ساقط شدہ بچہ اگر چار مہینہ یا اس سے زیادہ کا ہو یا یہ کہ چار ماہ سے پہلے ہی اس کی خلقت پوری ہو گئی ہو تو اسے غسل دینا چاہئے اور اگر چار مہینے سے کم کا ہو اور اس کی خلقت بھی کامل نہ ہوئی ہو تو اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر بغیر غسل دفن کر دیا جائے.

مسئلہ ۱۱۷. غسل میت، غسل جنابت کی طرح ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک غسل ترتیبی ممکن ہے میت کو غسل ارتماسی نہ دیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ غسل ترتیبی میں بدن کے تینوں حصوں میں سے ہر ایک کو پانی میں نہ ڈبوئیں بلکہ اس پر پانی ڈالیں نا گفتہ نہ رہ جائے کہ غسل میت میں اہم یہ ہے کہ غسل مذکورہ طریقہ پر قربت کے قصد کے ساتھ انجام دیا جائے اور ضروری نہیں ہے کہ حتماً ہاتھ کے ذریعہ اور بدون واسطہ ہو بلکہ اگر خودکار مشین غسل دینے والے کے اختیار میں ہو اور میت کے بدن تک پانی پہنچ جائے تو غسل صحیح ہے چاہے مشین بٹن دبانے سے پانی گرائے اور میت کو ایک کروٹ سے دوسری کروٹ بدلے وہی مشین پانی میں سدر (بیر کے پتے) اور کافور کو مخلوط کرے بہر حال اہم تین غسلوں کا الگ الگ انجام دیا جانا ہے جو قربت کی نیت کے ساتھ انجام دے اور انجام دئے جانے کا راستہ اور وسیلہ غسل کی صحت میں دخیل نہیں ہے بلکہ اگر خودکار مشینوں سے غسل دینے کی صورت میں غسل دینے والے بلکہ میت کی صفائی کی رعایت زیادہ ہوتی ہے تو اولی اور بہتر ہے اور کیونکر اولی نہ ہو جبکہ امام صادق علیہ السلام کی صحیح روایت موجود ہے کہ یں پسند کرتا ہوں کہ جو شخص میت کو غسل دے رہا ہو غسل دیتے وقت ایک کپڑا اپنے ہاتھ پر لپیٹ لے. (احب لمن غسل المیت ان یلف علی یدہ الخرقة حین یغسلہ (وسائل الشیعہ/ج۲، ص٤۷۹))

## میت کو کفن پہنانے کے احکام

مسئلہ ۱۱۸. میت کو تین کپڑوں کا کفن دیا جائے لنگ، پیراہن (کرتا) اور چادر.

مسئلہ ۱۱۹. لنگ اور پیراہن کا اندازہ اس قدر ہونا چاہئے کہ لوگ اسے لنگ اور پیراہن کہہ سکیں اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ لنگ ناف سے لے کر زانو تک پورے بدن کو چھپا لے اور بہتر یہ کہ سینہ سے پیر تک پہنچ جائے اور اسی طرح بنا بر احتیاط مستحب پیراہن (کرتا)شانہ سے لیکر نصف پنڈلی تک پورے بدن کو چھپا لے اور چادر اتنی لمبی ہو کہ اس کے دونوں سروں کا باندھنا ممکن ہو اور اس کی چوڑائی اس درجہ سے ہو کہ ایک سرا دوسرے سرے پر آجائے.

مسئلہ ۱۲۰. مستحب ہے کہ انسان اپنا کفن مہیا کرے اس کا مہیا کرنا عمر طولانی ہونے میں میسر ہے اسی طرح مستحب ہے اپنی تدفین و تکفین اور تین دن کے مخارج بھی مہیا کرے لیکن یہ حلال پیسہ سے ہو اور اس کا خمس دے دیا گیا ہو.

## احکام حنوط

مسئلہ ۱۲۱. غسل کے بعد واجب ہے کہ میت کو حنوط کیا جائے یعنی پیشانی، ہاتھ کی ہتھیلیوں، دونوں زانوؤں کے سروں اور دونوں پیر کے انگوٹھوں پر کافور ملا جائے اور میت کے سر اور بدن پر بھی کافور ملا جائے کافور پیسا ہوا اور تازہ ہونا چاہئے اگر پرانا ہونے کی وجہ سے اس کی خوشبو چلی گئی ہو تو کافی نہیں ہے.

## احکام نماز میت

مسئلہ ۱۲۲. مسلمان میت چاہے بچہ ہی کیوں نہ ہو اس پر نماز پڑھنا واجب ہے لیکن بچہ کے ماں، باپ یا ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو اور بچے کے چھ سال مکمل ہو چکے ہوں.

مسئلہ ۱۲۳. نماز میت غسل، کفن اور حنوط کرنے کے بعد پڑھی جانی چاہئے اگر اس سے پہلے یا اس کے درمیان پڑھ لی گئی، چاہے بھولے سے یا لاعلمی کی بنا پر پڑھی گئی ہو تو کافی نہیں ہے.

سوال ١٢٤. نماز میت میں اگر کوئی دعاؤں کو عربی میں نہ پڑھ سکے تو کیا صرف پانچ تکبیر پر اکتفا کر سکتا ہے؟ اگر عربی میں دعاؤں کے پڑھنے پر قادر ہو تو کیا صرف پانچ تکبیر پر اکتفا جائز ہے؟
جواب. اگر کوئی مل جائے جو دعاؤں کو اردو میں پڑھ دے تو اسی شکل میں نماز پڑھی جائے ورنہ صرف تکبیریں کہی جائیں اور ہر حال میں بنا بر احتیاط واجب دفن کے بعد جب بھی کوئی ایسا مل جائے جو نماز میت کو صحیح طرح پڑھ سکے تو میت کی قبرپر پھر سے نماز پڑھی جائے. (نماز میت کی کیفیت کے بارے میں توضیح المسائل، مسئلہ ٢٠٠ کی طرف رجوع کیا جائے).

## احکام دفن

مسئلہ ١٢٥. واجب ہے میت کو اس طرح دفن کیا جائے کہ اس کی بو باہر نہ آئے اور درندے بھی اس کا بدن باہر نہ نکال سکیں اور اس صورت میں کہ جب درندوں کا خوف نہ ہو (کہ اس کا بدن باہر نکال لیں گے) یا میت کی بو سے دوسروں کے اذیت ہونے کا خوف نہ ہو تو اقویٰ صرف زمین میں دفن کیا جانا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ کہ قبر کی گہرائی مذکورہ بالا مقدار میں ہو اور اگر اس کا خوف کہ جانور میت کے بدن کو باہر نکال لیں گے تو قبر کو اینٹ وغیرہ سے مضبوط کر دینا چاہئے.

مسئلہ ١٢٦. میت کو قبر میں داہنے پہلو اس طرح لٹایا جائے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ رو بہ قبلہ ہو.

## نبش قبر

مسئلہ ١٢٧. مسلمان کی قبر کھودنا حرام ہے چاہے دیوانہ یا بچہ ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر میت خاک میں تبدیل ہو چکی ہو تو قبر کھودنے میں کوئی حرج نہیں ہے.

مسئلہ ١٢٨. امامزادوں، علماء، صلحاء اور شہداء کی قبریں اگرچہ کئی سال گزر چکے ہوں اور لوگوں کی زیارت گاہ ہو تو اسے کھودنا حرام ہے بلکہ اگر زیارت گاہ نہ بھی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر نہیں کھودنا چاہئے.

سوال ١٢٩. اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ اسے کسی خاص جگہ مثلاً (کربلائے معلی) میں دفن کیا جائے اور اس وقت میت کو وہاں منتقل کرنا ممکن نہ ہو تو کیا کرنا چاہئے؟ کیا امانت کی صورت میں میت کو کسی مکان میں رکھا جائے؟ یا پھر اسے قبر میں دفن کر دیا جائے اور جب راستہ کھل جائے تو قبر کو کھود کر میت کو منتقل کیا جائے؟
جواب. اگر میت نے وصیت کی ہو اور اسے دفن کر دیں قبر کو کھودنا جائز ہے لیکن اگر مقدس مشاہد (جیسے کربلا) کی طرف انتقال کا ارادہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ میت کو ایک تابوت میں رکھ کر دفن کر دیا جائے اس لئے کہ یہ صورت اشکال سے خالی یا پھر اس میں حد اقل اشکال پایا جاتا ہے.

## میت کے مختلف مسائل

سوال ١٣٠. کس وقت میت کے احکام (جیسے ارث، وصیت، بیوی کے لئے عدہ وفات) میت پر جاری ہوں گے؟ جب دماغ مر چکا ہو یا جب تنفس کے وسائل کو الگ کر دیا جائے اور قلب کام کرنا بند کر دے؟
جواب. اس وقت سے جب عرف میں لوگ اسے میت کہیں خون کا دوران اور قلب پوری طرح بند ہو جائے تو اس پر میت کے احکام جاری ہو جائیں گے اور دماغ کے مر جانے سے اس پر میت کے احکام جاری نہ ہوں گے، چاہئے کوئی عضو مثلاً قلب نکالنے کے لئے منشا اثر ہے.

## تیمم

سات جگہوں پر وضو اور غسل کی جگہ تیمم کرنا چاہئے: اول. وضو یا غسل کرنے کے لئے پانی میسر نہ ہو.

مسئلہ ١٣١. دوم. اگر کوئی بڑھاپے یا چور جانور کے خوف و غیرہ سے یا پھر کنویں سے پانی نکالنے کا کوئی وسیلہ نہ ہونے کی وجہ سے پانی تک رسائی پیدا نہ کر سکے تو اسے تیمم کرنا چاہئے یہی حکم اس وقت بھی ہے جب پانی کا فراہم کرنا یا اس کا استعمال اس قدر مشقت کا باعث ہو کہ لوگ اسے برداشت نہ کر سکیں.

مسئلہ ١٣٢. سوم. اگر کوئی پانی کے استعمال سے جان کا خوف محسوس کرے یا اسے ضرر ہو کہ پانی کے استعمال سے کوئی بیماری یا عیب پیدا ہو جائے گا یا بیماری طولانی یا اس میں شدت پیدا ہو جائے گی اور اس کا مشکل سے علاج ہو سکے گا تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے لیکن اگر گرم پانی اس کے لئے نقصان دہ نہ ہو تو گرم پانی سے وضو یا غسل کرے.

مسئلہ ١٣٣. چہارم. اگر کسی شخص کو خوف ہو کہ اگر وہ وضو یا غسل کے لئے پانی استعمال کرے گا خود وہ یا اس کے بیوی بچے یا اس کے احباب اور اس سے مربوط افراد جیسے (نوکر و نوکرانی) پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے یا اس درجہ پیاسے ہوں گے کہ تحمل کرنا مشکل ہو گا تو اسے وضو اور غسل کی جگہ پر تیمم کرنا چاہئے اسی طرح حیوان جیسے گھوڑا اور خچر

کہ جس کو کھانے کے لئے ذبح نہیں کیا جاتا یا وہ حلال گوشت حیوان کہ جس کو ذبح کرنا نقصان کا باعث بنے، اگر اس کے پیاس سے ہلاک ہو جانےکا خوف ہو تو چاہئے کہ اسے پانی پلائے اور وضووغسل کی جگہ تیمم کرے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ جانور اس کا ہو یا کسی اور کا، نیز یہی حکم اس وقت بھی ہے جب کسی کی جان بچانا اس پر واجب ہو اور اگر انسان اسے پانی نہ دے تو وہ مر جائے گا.

مسئلہ ۱۳٤. پنجم. جس کا بدن یا لباس نجس ہو اور پانی کی کمی ہو اس طرح کہ اگر اسی سے وضو یا غسل کرے تو اس کے بدن یا لباس کو پانی سے پاک کرے اور تیمم سے نماز پڑھے لیکن اگر کوئی چیز تیمم کرنے کے لئے نہ ہو تو اسے چاہئے کہ اس پانی سے وضو یا غسل کرے اور اسی نجس لباس کے ساتھ نماز ادا کرے.

مسئلہ ۱۳٥. ششم. اگر کسی کے پاس ایسا پانی یا برتن ہو کہ جس کا استعمال حرام ہے اور اس کے سوا اس کے پاس کوئی دوسرا برتن نہ ہو مثلاً پانی یا اس کا برتن غصبی ہو اور اس کے علاوہ دوسرا پانی یا برتن نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وضو اور غسل کی جگہ تیمم کرے.

مسئلہ ۱۳٦. ہفتم. جب کبھی وقت اس درجہ تنگ ہو کہ انسان وضو یا غسل کرے تو پوری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت گزر جانے کے بعد ادا ہو تو تیمم کرنا چاہئے اسی طرح اگر اس امر میں شک ہو تو بھی تیمم کر سکتا ہے چونکہ تیمم کے لئے جواز، وقت کے اندر نماز ادا نہ ہونے کا خوف ہے.

## جن چیزوں پر تیمم صحیح ہے

مسئلہ ۱۳۷. اگر خاک، ریت، ڈھیلا اور پتھر پاک ہو تو اس پر تیمم صحیح ہے اسی طرح پکی ہوئی مٹی جیسے اینٹ، مٹی کا پیالہ چونا اور پکا ہوا چونا ہو تو اس پر بھی تیمم جائز ہے.
مسئلہ ۱۳۸. چونے کے پتھر، سنگ مرمر کالے پتھر بلکہ ہر طرح کے پتھر پر تیمم صحیح ہے لیکن جواہر جیسے عقیق اور فیروزہ کے پتھر پر تیمم باطل ہے.

## تیمم کا طریقہ

مسئلہ ۱۳۹. تیمم میں چار چیزیں واجب ہیں:
اول. نیت.
دوم. دونوں ہاتھوں کو ایک ساتھ اس چیز پر مارنا جس پر تیمم صحیح ہو.
سوم. دونوں ہتھیلیوں کو پیشانی اور اس کے دونوں طرف بالوں کے اگنے والی جگہ سے لے کر ابرو تک اور ناک کے اوپر کھینچنا اور احتیاط واجب کی بنا پر ہاتھ ابروؤں پر بھی کھینچا جانا چاہئے.
چہارم. بائیں ہاتھ کو داہنے ہاتھ کی پشت پر اور اسی طرح داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پشت پر کھینچا جائے.

## تیمم کے احکام

مسئلہ ۱٤٠. اگر کوئی شخص پیشانی کے کچھ حصے اور ہاتھوں کی پشت کے کچھ حصہ پر مسح نہ کرے تو اس کا تیمم باطل ہے چاہے بھولے سے کرے یا مسئلہ سے نا واقف ہو یا مسئلہ بھول چکا ہو، البتہ بہت زیادہ وقت بھی ضروری نہیں ہے صرف اتنا کہ لوگ کہیں اس نے پوری پیشانی اور ہاتھ کی پشت کا مسح کر لیا ہے، کافی ہے.
سوال ۱٤١. جو شخص بعض اعضائے وضو پر زخم کی وجہ سے تیمم کرنے پر مجبور ہے اگر وہ طہارت پر باقی رہنے کی غرض سے (جبکہ نماز کا وقت بھی نہ ہوا ہو) تیمم کرے تو کیا اس تیمم سے وہ نماز پڑھ سکتا ہے یا نماز کے لئے دوسرا تیمم کرے؟
جواب: طہارت پر باقی رہنے کی غرض سے تیمم جو کہ ایک مرغوب عمل ہے ظاہراً اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسی تیمم سے اگر عذر آخر وقت تک باقی رہے تو نماز ادا کر سکتا (فان التراب احد الطھورین و یکفیک عشر سنین).

سوال ۱٤٢. اگر کوئی عمداً وقت تنگ ہونے تک غسل نہ کرے اور نماز نہ پڑھے اور وقت تنگ ہو جانے کے بعد (غسل کے عوض تیمم کر کے) نماز ادا کرے اور پھر بعد والی نماز کے لئے عمداً غسل نہ کرے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ کیا اسی پہلے تیمم سے نماز صحیح ہے؟
جواب: نماز میں تأخیر اور غسل یا وضو کے ممکن ہونے کے باوجود وقت تنگ کرنا جس میں فرد وضو یا غسل کی جگہ پر نماز کے لئے تیمم کرنے پر مجبور ہو جائے معصیت اور گناہ ہے گرچہ خود نماز صحیح ہے لیکن اس پر توبہ کرنی چاہئے اور اس پر توجہ رکھنی چاہئے کہ اس طرح کے تیمم ان نمازوں کے لئے مفید نہیں ہیں کہ جن کا وقت وسیع ہو اور اس سے نماز باطل ہے چاہئے اس نماز کو تنگی وقت پر رکھ چھوڑے اور اس حالت میں نماز ادا کرنے کے لئے اسے دوبارہ تیمم کرنا ہو گا اور یہاں بھی وہی سابق کا حکم ہو گا؟

سوال ۱٤٣. اگر تیمم کرنے والے کی ہتھیلی میں سوکھا ہوا خون لگا ہو اور اس کو پاک کرنا ممکن نہ ہو تو کیا وہ اس سوکھے ہوئے خون کو ہٹا کر تیمم کر سکتا ہے یا اسے ہاتھوں کی پشت کی طرف سے تیمم کرنا ہو گا؟

جواب. ہمارے آخری نظریے کے مطابق مثلاً ہاتھ کی ہتیھلی کی طہارت اور پاک ہونے کے لئے عین خون کا بر طرف ہو جانا ہی کافی ہے بہر حال اگر چہ ماسح (مسح کرنے والے حصے) کی طہارت شرط نہیں ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسح کرنے والا حصہ پاک ہو اور اگر عین خون کے زائل ہونے سے اس کی طہارت کا امکان نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ہاتھ کی اسی ہتھیلی سے تیمم کر لے اس لئے کہ ہاتھ کی پشت کی طرف (خون) منتقل نہیں ہو سکتا.

## احکام نماز

### واجب نمازیں

واجب نمازیں چھ ہیں:
١. پنجگا نہ نمازیں
٢. نماز آ یا ت
٣. نماز میت
٤. خا نہ کعبہ کے طوا ف کی نما ز
٥. باپ کی قضا نماز جو بڑے بیٹے پر واجب ہے.
٦. وہ نماز جو نذر، عہد اور قسم کی وجہ سے واجب ہو جا تی ہے.

سوال ١٤٤. کیا مسلمان سے نماز ساقط ہو سکتی ہے مثلاً جنگ کی حالت یں یا ڈوبنے کی صورت میں یا آگ لگنے اور طھورین (پانی اور مٹی) نہ ہونے کی صورت میں یا ان دونوں سے ضرر ہو یا تقیہ کی حالت میں ہو یا مفلوج ہو گیا ہو یا ہاسپیٹل میں بیڈ سے باندھ دیا گیا ہو یا اشارہ سے پڑھنے حتی آنکھ اور ہاتھ کے اشارہ سے بھی عاجز ہو؟
جواب: نماز کسی بھی حالت میں ساقط نہیں ہوتی حتی اگر آنکھ، سر کے اشارہ یا کوئی دوسری بھی ممکن صورت ہو تو ادا کرے اور اس طرح نماز ادا کر دینے سے اس کا فریضہ ادا ہو جائیگا مگر یہ کہ جب پانی یا متی سے طہارت نہ ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کو احتیاط واجب کے طور پر ادا بھی بجا لائے اور قضا بھی بجا لائے.

### روزانہ کی واجب نمازیں

روزانہ کی واجب نمازیں پا نچ ہیں:
نماز ظہر و عصر، یہ دونو ں چار چار رکعت ہیں. نماز مغرب تین رکعتیں ہیں. نماز عشاء چار رکعت اور نماز صبح دو رکعت ہے.

### نماز ظہر و عصر کا وقت

مسئلہ ١٤٥. نماز ظہر و عصر میں سے ہر ایک کا ایک مخصوص اور ایک مشترک وقت ہے. نماز ظہر کا مخصوص وقت اول ظہر سے لے کر اس وقت تک ہے کہ جتنی دیر میں نماز ظہر ادا کر لی جائے، اور نماز عصر کا مخصوص وقت وہ ہے جب اس کے پڑھنے کے بعد مغر ب کا وقت ہو جائے. لذا اگر کسی نے اس وقت تک نماز ظہر ادا نہ کی ہو تو اس کی نماز ظہر قضا ہو گی اور اسے چاہئے کہ نماز عصر ادا کرے. اور ان دونوں کے درمیان نماز ظہر و عصر کا مخصوص وقت ہے اور اگر کسی نے غلطی سے نماز ظہر یا عصر کے مخصو ص وقت میں دوسری نماز ادا کر دی تو اس کی نما ز صحیح ہے.

### نماز مغرب و عشاء کا وقت

مسئلہ ١٤٦. مغرب، عرفی غروب ہی کو کہتے ہیں کہ جو سورج کا چھپ جانا ہے اور مغرب کے تحقق میں مشرق کی طرف کی سرخی کے بر طرف ہونے کی ضرورت نہیں.

سوال ١٤٧. بعض مراجع عظام نصف شب، ظہر کی اذان کے وقت سے سوا گیارہ گھنٹے گزر جانے کے بعد کو کہتے ہیں جو کہ نماز عشاء کا آخری وقت ہے اس کے متعلق آپ کا کیا نظریہ ہے؟
جواب: چونکہ ہماری نظر میں اذان صبح سے لے کر طلوع آفتاب تک رات کا حصہ ہے لہذا نصف شب کو اول غروب آفتاب تک شمار کرنا چاہیے نہ سپیدی صبح تک.

### نماز صبح کا وقت

مسئلہ ١٤٨. اذان صبح کے نزدیک ایک سفیدی اوپر کی طرف، حرکت کرتی ہے جسے صبح کاذب کہتے ہیں اور جب یہ سفیدی پھیل جاتی ہے تو اسے صبح صادق کہتے ہیں. یہ نماز صبح کا اول وقت ہے اور نماز صبح کا آخری وقت وہ ہے جب سورج نکل آئے.

سوال ١٤٩. جن ایام میں رات چاندنی ہے کیا واجب ہےکہ اذان صبح کے بعد فریضہ کی ادائگی میں اتنی تاخیر کی جائے کہ صبح کی سفیدی چاند کی روشنی پر واضح طور سے غالب آجائے؟

جواب: چاندنی اور غیر چاندنی رات میں کوئی فرق نہیں ہے صرف طلوع صبح کا اطمینان ہو جانا کافی ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز صبح، سفیدی صبح کے پھیل جانے کے بعد پڑھے اور روزے کے سلسلے میں صبح کی سفیدی کے پھیل جانے سے کھانا پینا ترک کر دے۔

## اوقات نماز کے احکام

مسئلہ ۱۵۰. انسان اس وقت نماز پڑھ سکتا ہے کہ جب اسے نماز کے وقت ہو جانے کا یقین ہو جائے، یا پھر دو عادل یا ایک موثق شخص (کہ جس پر اطمینان ہو) نماز کا وقت ہو جانے کی خبر دے۔

سوال ۱۵۱. میں بیماری کے باوجود ایسی جگہ سفر کر رہا ہوں کہ جہاں چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات ہوتی ہے مجھے بیان فرمائیے کہ میری نماز و روزے کی ادائگی کی کیا صورت ہے اور ہم روز و شب کا حساب کیسےکریں؟
جواب: جن جگھوں پر ٦ ماہ دن اور ٦ ماہ رات ہوتی ہے یعنی اس کے روز و شب غیر معمولی ہیں علی الاقرب روزہ کا وجوب ساقط ہے لیکن پورے سال میں ایک دن اور ایک رات کے اندر پنجگانہ نماز واجب ہے اور شرعی اوقات کے حساب کرنے کی صورت اس طرح ہے کہ جب سورج بلندی کی آخری منزل کو پہنچے تو ظہر شرعی کا وقت ہے اور جب پستی کی آخری حد تک پہنچ جائے تو نیم شب ہے اور نماز صبح سفیدی صبح کے بعد اور سورج طلوع ہونے سے پہلے ہے اور نماز مغرب و عشاء کا وقت غروب عرفی کے بعد ہو تا ہے، نتیجہ یہ کہ ایک سال کے اندر (روزانہ) اس پر پانچ نماز سے زیادہ واجب نہیں ہیں اور اگر احتیاط کرنا چاہے روزانہ کے متعارف گھنٹوں کا محاسبہ کرے یعنی ہر چوبیس گھنٹے کو ایک شب و روز شمار کرے اور اپنی پانچ وقت کی نمازوں کو معمولی دن رات کے فاصلوں کے مطابق ادا کرے۔

## وہ نمازیں جن کو ترتیب سے ادا کرنا چاہیے

مسئلہ ۱۵۲. انسان کو چاہیے کہ نماز عصر کو نماز ظہر کے بعد اور نماز عشاء کو نماز مغرب کے بعد پڑھے اگر عمداً نماز عصر کو نماز ظہر سے پہلے اور نماز عشاء کو نماز مغرب سے پہلے پڑھ لے تو اس کی نماز باطل ہے۔

## احکام قبلہ

مسئلہ ۱۵۳. خانہ کعبہ جو کہ مکہ معظّمہ میں واقع ہے اس کے سامنے نماز ادا کرنی چاہیے لیکن جو لوگ دور ہیں اگر اس طرح کھڑا ہوں کہ لوگ کہیں رو بہ قبلہ نماز ادا کر رہے ہیں تو کافی ہے، اسی طرح دیگر امور جیسے جانور ذبح کرنا رو بہ قبلہ ہونا چاہئے۔

سوال ۱۵٤. کس حد تک قبلہ سے انحراف نماز کو باطل کرتا ہے؟
جواب: قبلہ سے انحراف علم و قصد کے ساتھ ہو تو بطور مطلق نماز کو باطل کر دیتا ہے لیکن اگر قبلہ کی تشخیص و تحقیق کے بعد معلوم ہو کہ قبلہ سے انحراف دائیں اور بائیں حصہ کے برابر نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

## نماز میں بدن کا چھپانا

مسئلہ ۱۵۵. اگر مرد کو نماز حالت میں کوئی دیکھ نہ رہا ہو تو صرف عورتین (شرمگاہوں) کو چھپا لینا کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ ناف سے زانو تک کو چھپا لے۔

مسئلہ ۱۵٦. عورت کو چاہیے کہ نماز کی حالت میں پورے بدن کو حتی سر اور بالوں کو بھی چھپائے لیکن وضو کے وقت چہرے کو جتنا دھوتے ہیں اسی مقدار میں چہرہ، کلائی تک ہاتھ اور نیچے تک پیر کو چھپانا ضروری نہیں ہے لیکن مقدار واجب کو چھپانے کا یقین پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ چہرے کے اطراف کا کچھ حصہ اور کلائی کے نیچے تک کو بھی چھپا لے۔

سوال ۱۵۷. کیا (عورت کے لئے) نماز میں چادر (برقعہ) اوڑھنا شرط ہے یا دوسرے لباس مثلاً کوٹ، اسکارف اور مقنعہ میں بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے نیز یہ بھی فرمائیے کہ اسکے متعلق نماز فرداا ور جماعت میں کوبی فرق ہے یا نہیں؟
جواب: جو چیز نماز گزار عورت کے لیے شرط ہے وہ چہرے اور دونوں ہاتھوں کو کلایوں تک چھپانا ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ آج کل چادر عورت کے لیے بہترین پردہ ہے۔

## نماز گزار کا لباس

مسئلہ ۱۵۸. نماز گزار کے لباس کی پانچ شرطیں ہیں:

پہلی شرط:
مسئلہ ۱۵۹. نماز گزار کا لباس پاک ہونا چاہیے اگر کوئی عمداً نجس بدن یا نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

دوسری شرط:
مسئلہ ١٦٠. نماز گزار کا لباس جو کہ بدن کو چھپاتا ہے اسے مباح ہونا چاہیے اور جس کو علم ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے اگر عمداً غصبی لباس میں نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ اس نماز کو مباح لباس میں اعادہ کرے.

تیسری شرط:
مسئلہ ١٦١. نماز گزار کا لباس ایسے مردار حیوان کے جز سے نہ بنا ہوا کہ جس کو ذبح کریں تو اس کا خون اچل کر نکلے بلکہ اگر کوئی ایسے مرے ہوے جانور کہ جو مچلی کی طرح خون جھندہ نہ رکھتا ہو اس سے لباس تیار کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس لباس میں بھی نماز نہ پڑھے.

چوتھی شرط:
مسئلہ ١٦٢. نماز گزار کا لباس حرام گوشت سے نہیں ھونا چاہیے بلکہ اگر اس کا ایک بال بھی نماز گزار کے ساتھ ہو تو اس کی نماز باطل ہے.

پانچویں شرط:
مسئلہ ١٦٣. سونے سے بنا ہوا لباس مرد کے لیے پہننا حرام ہے اور اس میں نماز باطل ہے لیکن عورت کے لیے نماز و غیرہ میں کوئی فرق نہیں ہے. (یعنی کہ وہ پہن سکتی ہے).

سوال ١٦٤. ایسی انگوٹھی پہننا جو سفید سونے سے بنی ہو یعنی زرد سونا اور چاندی اس میں مخلوط ہو، مردوں کے لیے کیا حکم ہے؟
جواب: سونے کی انگوٹھی پہننے میں خالص سونے یا مخلوط سونے میں کوئی فرق نہیں ہے اور اس کے ساتھ نماز باطل ہے اسی طرح کہا جاتا ہے کہ مرد کا سونا استعمال کرنا رنگ یا گھڑی کے چین وغیرہ کی صورت میں اس کی جنسی ہارمون کے لیے موثر ہے اور بچے کے لڑکی یا لڑکا ہونے میں بلا تاثیر نہیں ہے، اس طرح کے مسائل اگر چہ تمام حکمت اور حکم کا فلسفہ نہیں ہیں لیکن ممکن ہے اس کے پہلوؤں میں سے ایک پہلو ہو یعنی مرد کے اندر ہارمون کے تعادل کی حفاظت ممکن ہے اس کی حرمت میں موثر ہو.

سوال ١٦٥. پلاٹینیم اور چاندی کی انگوٹھی نماز کے وقت پہننے میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟
جواب: نماز میں اس کے استعمال میں کوی حرج نہیں ہے.

## وہ جگہیں جہاں ضروری نہیں ہے کہ نماز کا بدن اور لباس پاک ھو

مسئلہ ١٦٦. تین صورتیں ہیں (کہ جن کی تفصیل بعد میں بیان ہو گی) کہ جب نماز گزار کا بدن یا لباس نجس ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے.
اول: یہ کہ زخم، چوٹ یا پھوڑا ہو کہ جو اس کے بدن میں ہے اس کے ذریعے سے اس کا لباس یا بدن آلودہ ہو جائے.
دوم: اس کا بدن یا لباس ایک درہم (جو کہ تقریبا ایک اشرفی کے برابر ہے) سے کم خون آلود ہو.
سوم: نجس لباس یا بدن کے ساتھ نماز پڑھنے پر مجبور ہو.

مسئلہ ١٦٧. دو صورتوں میں اگر نماز گزار کا فقط لباس نجس ہو تو اس کی نماز صحیح ہے:
١. چھوٹے لباس ٹوپی اور موزہ وغیرہ نجس ہو.
٢. وہ عورت جو بچے کی دایی ہو اس کا لباس نجس ہو جائے. (ان صورتوں کو توضیح المسائل کے احکام نماز میں مفصل بیان کیا گیا ہے).

## نماز گزار کی جگہ

نماز گزار کے مکان کی چند شرطیں ہیں:
١. مباح ہو.

مسئلہ ١٦٨. ٢. نماز گزار کی جگہ بے حرکت ہو. اگر وقت کی تنگی یا کسی دوسری وجہ سے مجبور ہو کہ متحرک جگہ پر ادا کرے (جیسے گاڑی، کشتی، ٹرین، و غیرہ میں) تو جس درجہ ممکن ہے حرکت کی حالت میں کچھ نہ پڑھے اور اگر یہ چیزیں قبلہ سے دوسری طرف حرکت کرنے لگیں تو قبلہ کی طرف گھوم جاے.
٣. جس جگہ چھت اتنی چھوٹی ہو کہ سیدھے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے یا اتنی چھوٹی ہو کہ رکوع اور سجدہ کی جگہ نہ ہو تو نماز نہ پڑھے اور اگر ایسی جگہ نماز پڑھنے پر مجبور ہو تو جس درجہ قیام، رکوع اور سجدہ کر سکتا ہے بجا لائے.

٤. نماز گزار کی جگہ اگر نجس ہو تو ایسی تر نہ ہو کہ نماز گزار کے بدن تک سرایت کر جائے لیکن جس جگہ وہ پیشانی رکھے اگر وہ نجس ہو تو اس صورت میں اگر وہ خشک بھی ہوں تو اس کی نماز باطل ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز گزار کی جگہ با لکل نجس نہ ہو.
٥. نماز گزار کی پیشانی کی جگہ اس کے زانو کی جگہ سے چار انگل سے زیادہ نیچے نہ ہو اور احتیاط واجب یہ کہ پیر کی انگلیوں کا سرا بھی اس سے زیادہ پست بلند نہ ہو.

سوال ١٦٩. اگر کوئی ماں اپنے بیٹے کے سامنے نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائے جبکہ بیٹا بھی نماز پڑھنے مشغول ہو تو ان دونوں کی نماز کی کیا صورت ہے، کیا دونوں کی نماز باطل ہے؟
جواب: فرادی نماز میں عورت کا مرد پر مقدم ہونا اگر چہ مرد کی نماز کے باطل ہونے کا سبب نہیں ہے لیکن مکروہ ہے کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کے مساوی کھڑے ہوں اور بنا بر احتیاط مستحب ایک کی سجدہ کی جگہ دوسرے کی سجدے کی جگہ سے کچھ پیچھے ہونی چاہئے.

## احکام مسجد

مسئلہ ١٧٠. مسجد کی زمین، چھت اور مسجد کی دیوار کے اندرونی حصہ کو نجس کرنا حرام ہے اور جس کو بھی پتہ چلے کہ نجس ہو گئ ہے اسے چاہیے کہ فوراً اس نجاست کو دور کرے اوراحتیاط واجب یہ ہے کہ مسجد کی دیوار کے باہر والے حصے کو بھی نجس نہ کریں اور اگر نجس ہو جاے تو فورا نجاست کو بر طرف کردیں، مگر یہ کہ وقف کرنے والے نے اس کو مسجد کا جز قرار نہ دیا ہو. اور احتیاط مستحب کے مطابق جو مسجد مسمار ہو کر روڈ یا گلی بن چکی ہو وہاں پر مسجد کے احکام کی رعایت کی جائے.
کہا جاتا ہے کہ مسجد کی زمین کسی بھی قیمت پر مسجد ہونے سے ساقط نہیں ہوتی لیکن اس کے با وجود اقوی یہ کہ وہ مسجد ہونے سے خارج ہو سکتی ہے اور وہ بھی دیگر روڈوں اور گلیوں کی طرح ہے اور اس میں اور دوسری زمینوں میں کوئی فرق نہیں ہے عنوان کے بدل جانے سے مسجد کے احکام ختم ہو جاتے ہیں اور عرفاً مسجد کا مٹ جانا سمجھا جاتا ہے، اس کے علاوہ اگر مسجد کا عنوان باقی بھی رہے تو بھی بے اثر ہے لہذا اس کو باقی سمجھنا بھی غیر صحیح ہے.

مسئلہ ١٧١. مسجد کے دروازے اور کھڑکیوں کا بیچنا حرام ہے اور اگر مسجد مسمار ہو جائے تو اس کے اس طرح کے وسائل کو اسی مسجد کے لئے استعمال کیا جانا چاہیے. چنانچہ اس مسجد کے کام آنے کے قابل نہ ہو تو چاہیے کہ کسی دوسری مسجد میں استعمال کیا جائے لیکن اگر دوسری مسجد میں بھی قابل استفادہ نہ ہو تو اسے بیچا جا سکتا ہے اور اگر ممکن ہو تو اسکے پیسے کا اسی مسجد کی تعمیر کے لئے استعمال کریں.

سوال ١٧٢. جو مسجد یا امام بارگاہ وقف ہے لیکن اسکی بلڈنگ پرانی ہے اور اس کو مٹی سے تعمیر کیا گیا ہے، کیا اسے گرا کر اس کی جگہ اس کو اینٹ اور سیمنٹ سے از سر نو تعمیر کیا جا سکتا ہے؟
جواب: اگر اسکی تعمیر ممکن نہ ہو تو اسے گرا کر دوبارہ تعمیر کیا جا سکتا ہے بلکہ ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے جو مسجد ابھی فرسودہ نہ بھی ہوئی ہو اسے گرا کر اس کو توسیع دی جا سکتی ہے، یہ خود معنوی تعمیر ہے. جب عظیم القدر فقیہ سید طباطبائی یزدی (صاحب عروہ) سے اس سلسلے میں فتوی طلب کیا گیا تو آپ نے بھی یوں ہی فرمایا تھا.

## اذان اور اقامت

سوال ١٧٣. مستحبی نمازوں میں قربت کی نیت سے اذان اور اقامت کہنا کیسا ہے؟ اور پنجگانہ قضا نمازوں میں یا نماز آیات اور نماز وحشت میں انکا کیا حکم ہے؟ کیا ماں باپ کی قضا نماز کے لئے اذان و اقامت ضروری ہے یا نہیں؟
جواب: پنجگانہ نمازوں اور ان کو قضا کرنے کے لئے اذان اور اقامت کہنا مستحب ہے لیکن مستحبی نمازوں کے لئے اذان اور اقامت کہنا حرام ہے اور نماز آیات میں ثواب کی نیت سے تین مرتبہ «الصلاۃ» کہنا مستحب ہے.

## واجبات نماز

واجبات نمازیں گیارہ ہیں:
١. نیت
٢. قیام یعنی(کھڑےرہنا)
٣. تکبیرۃ الاحرام
٤. رکوع
٥. سجدہ
٦. قرائت
٧. ذکر
٨. تشہد
٩. سلام

۱۰. ترتیب
۱۱. موالات، یعنی نماز کے اعمال کو پے درپے انجام دینا.

مسئلہ ۱۷٤. نماز کے بعض واجبات رکن ہیں یعنی اگر انسان انہیں عمداً یا سہواً بھول جائے یا اس میں کمی و زیادتی کر دے تو اس کی نماز باطل ہے اور بعض رکن نہیں ہیں یعنی اگر عمداً کم و زیاد ہو جاہیں تو نماز باطل ہے اور اگر بھولے سے کم وزیاد ہوں تو نماز باطل نہیں ہے.

ارکان نمازیں پانچ چیزیں ہیں:
۱. نیت
۲. تکبیرۃ الاحرام
۳. تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت قیام اور قیام متصل بہ رکوع یعنی رکوع سے پہلے کھڑے ہونا
٤. رکوع
۵. سجدے

نیت

مسئلہ ۱۷۵. انسان کو چاہیے کہ نماز کو قربت کی نیت سے یعنی خداوند عالم کے فرمان کو انجام دینے کے لیے بجا لائے اور ضروری نہیں ہے کہ نیت کو اپنے قلب میں مرور کرے یا مثلاً زبان سے کہے کہ «چار رکعت ظہر کی نماز پڑھتا ہوں قربة الی اللہ».

## تکبیرۃ الاحرام

مسئلہ ۱۷٦. ہر نماز کے شروع میں «اللہ اکبر» کہنا واجب ہے اور رکن ہے، «اللہ» کے حروف اور «اکبر» کے حروف اور دونوں الفاظ «اللہ» اور «اکبر» ایک ساتھ ملا کر کہنا چاہیے نیز ان دونوں الفاظ کو صحیح عربی میں کہنا چاہیے اوراگر غلط عربی میں کہا جائے یا مثلاً کوئی اس کا ترجمہ فارسی میں کہے تو صحیح نہیں ہے.

## قیام

مسئلہ ۱۷۷. کھڑے رہنا، تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت اور رکوع سے پہلے (جس کو قیام متصل بہ رکوع کہتے ہیں) رکن ہے لیکن الحمد اور سورۃ پڑھتے وقت اور رکوع کے بعد والا قیام رکن نہیں ہے اور اگر کوئی بھولے سےچھوڑ دے تو اسکی نماز صحیح ہے.

قرائت

مسئلہ ۱۷۸. پنجگانہ واجب نمازوں کی پہلی اور دوسری رکعت میں انسان کو چاہیے کہ پہلے سورہ حمد اور اس کے بعد کوئی ایک دوسری سورۃ کو مکمل طور پر پڑھے.

سوال ۱۷۹. وہ شخص جو صحیح طرح سے نماز سیکھنے پر قادر نہیں ہے (مثلاً معلم جتنی بھی کوشش کرتا ہے شاگرد سیکھنےکی قدرت نہ رکھنے کی بنا پر نماز میں غلطی کرتا اور صحیح تلفظ نہیں سیکھ سکتا) تو نماز کی صحت کے لحاظ سے یا اس سے متعلق شرعی مسائل میں اس کا کیا وظیفہ ہے؟
جواب: اپنی قدرت اور کوشش کے مطابق جتنی صحیح قرائت کر سکتا ہے کافی ہے اور اس سے زیادہ ضروری نہیں ہے.

سوال ۱۸۰. اگر تسبیحات اربعہ، تین مرتبہ سے کم یا زیادہ پڑھی جائیں تو کیا حکم ہے؟
جواب: ایک مرتبہ پڑھ لینا کافی ہے اور تین مرتبہ تک پڑھنا مستحب ہے اور اس سے زیادہ پڑھنا مطلق ذکر کی نیت سے بلا اشکال ہے.

## رکوع

مسئلہ ۱۸۱. نمازگزار کو چاہئے کہ قرائت کے بعد اتنا جھکے کہ اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ سکے. اس عمل کو رکوع کہتے ہیں.

مسئلہ ۱۸۲. اگر نمازگزار رکوع کی مقدار کے برابر جھکے لیکن ہاتھوں کو گھٹنوں پر نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے.

## سجود

مسئلہ ١٨٣. نمازگزار کو چاہیے کہ واجب اور مستحب نمازوں میں رکوع کے بعد دو سجدے بجا لائے. «سجدہ» یعنی پیشانی، دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں، دونوں گھٹنوں اور پیر کے انگوٹھوں کے سروں کو زمین پر رکھنا.

مسئلہ ١٨٤. دونوں سجدے ملا کر ایک رکن ہیں اور کوئی واجب نماز میں عمداً یا بھولے سے دونوں کو ترک کر دے یا دو سجدے مزید کر لے تو اس کی نماز باطل ہے.

سوال ١٨٥. بعض اوقات پہلے سجدے میں پیشانی دو مرتبہ سجدہ گاہ پر لگتی ہے تو کیا سجدہ شمار ہونگے؟
جواب: ایک ہی سجدہ شمار ہو گا کیونکہ دو بار سجدے میں سر رکھنا اختیاری اور قہری و بے اختیار واپسی کالعدم ہے اور سجدہ شمار نہ ہو گا.

سوال ١٨٦. سیمنٹ پر سجدہ کرنا اسی طرح ٹائیلوں، چونے اور پکے ہوئے چونے پر سجدہ کرنے کا کیا حکم ہے اور کیا ان پر تیمم صحیح ہے؟
جواب: سیمنٹ، ٹائیلوں یا اسی طرح کی دوسری چیزیں جن پر تغیر اور زیادہ تبدیلی کی وجہ سے زمین کا اطلاق نہیں ہوتا لذا ان پر سجدہ نہیں ہے لیکن چونا اور پکا ہوا چونا اس پر سجدہ جائز ہے اور مذکورہ موارد پر تیمم کا وہی حکم ہے جو ان پر سجدہ کا حکم ہے.

## جن چیزوں پر سجدہ صحیح ہے

مسئلہ ١٨٧. زمین پر اور زمین سے اگنے والی چیزوں پر جو کھائی نہیں جاتیں جیسے لکڑی، درخت کے پتے وغیرہ پر سجدہ کیا جا سکتا ہے اور کھانے اور پہننے کی چیزوں پر سجدہ صحیح نہیں ہے نیز معدنی چیزیں جیسے سونا، چاندی، عقیق اور فیروزہ، ان پر سجدہ باطل ہے لیکن معدنی پتھر جیسے سنگ مرمر، سنگ سیاہ ان پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے.

## قران کے واجب سجدے

مسئلہ ١٨٨. ان چار سورتوں ١. سجدہ، ٢. فصلت، ٣. نجم اور ٤. علق، ہر ایک میں ایک ایسی آیت ہے کہ اگر انسان اسے پڑھے یا سن لے تو اس آیت کے ختم ہونے کے بعد اسے فوراً سجدہ کرنا چاہیے اور اگر بھول جائے تو جب بھی اسے یاد آئے سجدہ کرنا ہو گا.

مسئلہ ١٨٩. جس وقت انسان سجدہ والی آیت پڑھ رہا ہو اور بعینہ اسی وقت کوئی دوسرا بھی پڑھ رہا ہو، چنانچہ وہ سن لے تو اسے دو سجدے کرنا ہوں گے، ہاں اگر اس کے کانوں سے آواز ٹکرائی ہو لیکن اس نے آیت کو سنا نہیں تو ایک ہی سجدہ کافی ہے.

## تشہد

مسئلہ ١٩٠. تمام واجب نمازں کی دوسری رکعت میں اور مغرب کی تیسری رکعت اور ظہر و عصر اور عشاء کی چوتھی رکعت میں نماز گزار کو چاہیے کہ دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ جائے اور بدن کے ٹھراؤ کی حالت میں تشہد پڑھے یعنی کہے «اشہد ان لا الہ الا اللہ، وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ، اللھم صلی علی محمد و آل محمد».

## نماز کا سلام

مسئلہ ١٩١. آخری رکعت کے سجدے کے بعد واجب ہے، جبکہ نمازی بیٹھا ہو اور اس کا بدن ٹھرا ہوا ہو تو کہے: «السلام علیکم» اور احتیاط استجابی یہ ہے کہ اس میں «و رحمة اللہ» بھی اضافہ کرے یا پھر کہے: «السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین» اور مستحب یہ کہ بعد از تشہد اور سلام سے کہے: «السلام علیک ایھا النبی و رحمة اللہ وبرکاتہ».

## ترتیب

مسئلہ ١٩٢. اگر کوئی عمداً نماز کی ترتیب توڑ دے مثلاً حمد سے پہلے سورہ پڑھ لے یا رکوع سے پہلے سجدہ کر لے یا دیگر امور کی ترتیب میں عمداً خلل ڈال دے تو اسکی نماز باطل ہے.

## موالات

مسئلہ ١٩٣. انسان کو چاہیے کہ نماز کو موالات کے ساتھ انجام دے یعنی افعال نماز کو یکی بعد دیگری بجا لائے جیسے رکوع، سجدے، تشہد اور باقی واجبات اور اگر ان افعال کے درمیان اتنا فاصلہ ڈال دے کہ نہ کہا جائے کہ یہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس صورت میں اسکی نماز باطل ہے.

## قنوت

مسئلہ ١٩٤. نماز واجب اور مستحب نمازوں میں دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے مستحب ہے کہ نماز گزار قنوت پڑھے اور نماز وتر میں اگر چہ ایک رکعت ہے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے نماز. جمعہ میں بھی ہر رکعت میں ایک قنوت ہے. نماز آیات میں پانچ قنوت ہے اور نماز عید فطر اور قربان میں پانچ قنوت ہیں اور دوسری رکعت میں چار قنوت ہیں.

## آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پر صلوات

مسئلہ ١٩٥. جب انسان آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام مبارک جیسے محمد، احمد، یا آپ کے لقب اور کنیت جیسے مصطفی، ابوالقاسم کو زبان پر جاری کرے یا سنے تو اگرچہ وہ نماز میں ہو مستحب کہ صلوات پڑھے.

## مبطلات نماز

مسئلہ ١٩٦. بارہ چیزیں نماز کو باطل کرتی ہیں انھیں مبطلات نماز کہتے ہیں:
١. یہ کہ نماز کے درمیان اس کے شرائط میں سے کوئی ایک ختم ہو جائے مثلاً نماز گزار نماز کے دوران سمجھ جائے کہ اس کی جگہ غصبی ہے.
٢. نماز کے درمیان عمداً یا سہواً یا مجبوری کی بنا پر کوئی ایسی چیز صادر ہو جائے جو وضو یا غسل کو باطل کر دیتی ہے مثلاً پیشاب نکل آئے لیکن جو شخص پیشاب اور پاخانے کو روک نہیں سکتا اگر نماز کے درمیان اس سے پیشاب یا پاخانہ خارج ہو جائے تو جو صورت وضو کے احکام میں بیان کی گئی ہے اگر اس کے مطابق عمل کرے تو اسکی نماز باطل نہیں ہو گی، نیز اگر نماز کے درمیان مستحاضہ عورت کو خون آ جائے اس صورت میں اگر اس نے مستحاضہ کے احکام پر عمل کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے.
٣. بعض افراد جو کہ شیعہ نہیں ہیں اور نماز کی حالت میں ہاتھوں کو ایک دوسرے پر رکھتے ہیں (یعنی اکثر اھل سنت کی طرح) ان طرح ہاتھ باندھے.
٤. حمد پڑھنے کے بعد «آمین» کہنا، لیکن اگر بھولے سے یا تقیہ کی بنا پر کہے تو اسکی نماز صحیح ہے.
٥. جو عمداً یا فراموشی کی وجہ سے قبلہ سے قبلہ کی طرف پشت کر لے یا قبلہ کے داہنی یا بائیں طرف گھوم جائے بلکہ عمداً اتنا گھوم جائے کہ لوگ اسے رو بہ قبلہ نہ کہیں تو اگرچہ وہ داہنی یا بائیں طرف کی حد تک نہ گھوما ہو اس کی نماز باطل ہے.
٦. عمداً نماز کے ذکر کے علاوہ کوئی کلمہ زبان پر جاری کرے اور اس کلمہ سے معنی کا بھی قصد کرے تو اگر چہ اس کا معنی نہ بھی ہو اور وہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو بلکہ قصد نہ بھی کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر دو حرف یا اس سے زیادہ ہو لیکن اگر بھولے سے کہے تو اسکی نماز باطل نہیں ہے.
٧. ساتویں چیز جو نماز کو باطل کرتی ہے وہ جان بوجھ کر آواز سے ہنسنا ہے اور اگر بھولے سے آواز سے ہنسے یا مسکرا دے تو اس کی نماز باطل نہ ہو گی.
٨. کسی شخص کا دنیوی امور کے لئے بلند آواز سے رونا، لیکن اگر دنیوی کام کے لئے، بغیر آواز کے رونا آ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور خوف خدا کی وجہ سے یا آخرت کے لئے رونے میں کوئی حرج نہیں ہے چاہے آواز سے روئے یا آہستہ بلکہ ایسا گریہ بہترین اعمال میں سے ہے.
٩. وہ عمل جو نماز کی صورت کو ختم کر دے مثلاً تالی بجانا، اچھلنا، کودنا وغیرہ، یہ کم ہو یا زیادہ عمداً ہو یا بھولے سے نماز باطل ہے لیکن اگر وہ عمل نماز کی صورت کو خراب نہ کرے مثلاً اشارہ کرنا تو کوئی حرج نہیں ہے.
١٠. کھانا، پینا بھی مبطل نماز ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ انسان نماز کے درمیان نہ کچھ کھائے اور نہ کچھ پئے، موالات نماز میں خلل واقع ہو یا نہ ہو، چاہے لوگ کہیں کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے یا نہ کہیں، (اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) لیکن اگر نماز کے درمیان دانتوں کے اندر پھنسی ہوئی غذا کو نگل جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی.
١١. دو رکعتی اور تین رکعتی نماز میں شک یا چار رکعتی نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں شک نماز کو باطل کر دیتا ہے.
١٢. جو نماز کے رکن کو عمداً کم یا زیادہ کرے یا جو چیز رکن نہیں ہے اسے عمداً کم یا زیادہ کر دے.

## ایسے موارد، جن میں نماز توڑی جا سکتی ہے

مسئلہ ١٩٧. اختیار کی صورت میں واجب نماز کو توڑنا حرام ہے، لیکن مال کی حفاظت اور جسمی و مالی نقصان سے بچنے کے لئے نماز توڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ہاں ایسے مال کے لئے نماز توڑنا جس کی کوئی حیثیت نہ ہو مکروہ ہے اور جس شخص کے لئے نماز کو توڑ دینا جائز ہو لیکن اپنی نماز کو تمام کرے تو اس نے معصیت کی لیکن اس کی نماز صحیح ہے.

## نماز احتیاط

مسئلہ ١٩٨. جس شخص پر نماز احتیاط واجب ہے اسے چاہئے کہ سلام کے فوراً بعد نماز احتیاط کی نیت کرے اور تکبیر کہے اور سورہ حمد پڑھنے کے بعد رکوع میں چلا جائے اور دو سجدے کرے اب اگر اس پر ایک رکعت نماز واجب ہے دونوں سجدوں کے بعد

تشہد پڑھے اور سلام کے بعد نماز تمام کرے اور اگر دو رکعت نماز احتیاط اس پر واجب ہے تو دونوں سجدوں کے بعد پہلی رکعت کی طرح ایک اور رکعت بجالائے اور تشہد و سلام کے بعد نماز تمام کرے۔

مسئلہ ۱۹۹. نماز احتیاط میں سورہ اور قنوت نہیں ہے اور نماز احتیاط پڑھنے والے کو نیت زبان پر نہیں لانی چاہئے کیونکہ نماز اور نماز احتیاط کے درمیان کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہونی چاہئے جو نماز کو باطل کر دیتی ہے، اور نماز احتیاط کی رکعتوں کے حکم میں ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز گزار سورہ حمد کو آہستہ پڑھے لیکن «بسم اللہ» کو بلند پڑھنا مستحب ہے۔

## سجدے سہو

مسئلہ ۲۰۰. چار چیزوں کے لئے نماز کے سلام کے بعد جو طریقہ بعد میں بیان ہو گا اس کے مطابق دو سجدے سہو بجا لائے :
۱. نماز گزار، نماز کے درمیان بھولے سے بات کر لے۔
۲. جس جگہ سلام نہیں پڑھنا چاہیے، مثلاً پہلی رکعت میں سلام پڑھ لے۔
۳. تشہد بھول جائے۔
٤. چار رکعتی نماز کے دوسرے سجدے کے بعد شک کرے کہ چاررکعت پڑھی ہے یاپانچ رکعت اور دو ان جگہوں پر احتیاط مستحب یہ ہے کہ سجدہ سہو کرے:
۱. جب ایک سجدہ بھول جائے۔
۲. جس جگہ پر بیٹھنا چاہئے مثلاً تشہد پڑھنے کی جگہ پر بھولے سے کھڑا ہو جائے اور جس جگہ کھڑا ہونا چاہئے وہاں بیٹھ جائے مثلاً حمد اور سورہ پڑھنے کی جگہ بھول کر بیٹھ جائے۔

سوال ۲۰۱. اگر انسان بھول جائے اور سجدہ سہو انجام نہ دے تو جیسا کہ نقل ہوا ہے جب بھی اسے یاد آئے بجا لائے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جس حالت میں بھی ہو (مثلاً بے وضو ہو یا عورت بغیر چادر کے ہو یا صحیح سجدہ گاہ نہ ہو) بجا لا سکتا ہے؟ سجدہ سہو کتنا ہے؟
جواب: نماز اور سجدہ کی شرائط، سجدہ سہو میں ضروری نہیں ہیں. لہذا انسان اسے بغیر وضو کے بھی بجا لا سکتا ہے لیکن اگر (نماز اور سجدہ کی شرائط کی) رعایت کی جائے تو یہ مطابق احتیاط ہے اور سجدہ سہو ہر جگہ دو سجدوں سے انجام پاتا ہے۔

## سجدہ سہو کا طریقہ

مسئلہ ۲۰۲. سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ نماز گزار نماز کے سلام کے بعد فوراً سجدہ سہو کی نیت کرے اور پیشانی کو اس چیز پر رکھے جس پر سجدہ صحیح ہے اور کہے: «بسم اللہ وباللہ وصلی اللہ علی محمد و آلہ» یا کہے: «بسم اللہ وباللہ اللهم صلی علی محمد و آل محمد» لیکن بہتر یہ ہے کہ کہے: «بسم اللہ وباللہ السلام علیک ایها النبی و رحمة اللہ و برکاتہ» اور اس کے بعد بیٹھ جائے اور پھر دوبارہ سجدے میں چلا جائے اور تشہد پڑھنے کے بعد سلام پڑھے گر چہ بنا بر اقوی مخصوص ذکر کی شرطیت کا نہ ہونا ویسے ہی ہے جیسے سجدہ سہو میں شرائط سجدہ شرطیت نہیں رکھتے، ہاں جو چیز سجدہ کے تحقق اور صادق آنے میں معتبر ہے وہ سجدہ سہو میں بھی معتبر ہے۔

## بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کی قضا

مسئلہ ۲۰۳. جس سجدہ اور تشہد کو انسان بھول جائے اور نماز کے بعد اس کی قضا بجا لانا چاہیے تو اسے چاہیے کہ نماز کے تمام شرائط مثلاً بدن ولباس کا پاک ہونا، رو بقبلہ ہونا اسی طرح نماز کے دیگر شرائط اس میں پائے جاہیں۔

## نماز کے اجزاء وشرائط کو کم وزیادہ کرنا

مسئلہ ۲۰٤. جب بھی کوئی عمداً نماز میں کسی چیز کو کم یا زیادہ کرے تو اگر چہ وہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۲۰۵. اگر کوئی مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے نماز کے اجزاء سے کوئی چیز کم یا زیادہ کر دے تو اگر وہ چیز رکن نہ ہو اور وہ جاہل قاصر ہو تو اس کی نماز صحیح ہے ورنہ احتیاط واجب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

## مستحبی نماز کے احکام

سوال ۲۰٦. کیا تمام مستحبی نمازوں کو حتی نماز شب کو بھی چلتے ہوئے پڑھا جا سکتا ہے اس طرح نماز پڑھنے میں رکوع وسجدہ کی کیا کیفیت ہے؟
جواب: تمام مستحبی نمازوں کو (جیسے نماز شب کو) راہ چلتے ہوئے پڑھنا جائز ہے اور اسی طرح نماز پڑھتے وقت رکوع اور سجدہ کو اشارہ سے انجام دے۔

سوال ۲۰۷. وہ مستحبی نمازیں جن کو نافلہ نہیں کہا جاتا (جیسے نماز غفیلہ، اول ماہ کی نماز اور دیگر نمازیں) چنانچہ وقت کے اندر نہ پڑھی جاہیں تو کیا بعد میں بھی قضا کی جا سکتی ہے؟
جواب: وہ مستحبی نمازیں جو ایک ہی وقت سے مقید ہیں (جیسے اول ماہ کی نماز، نماز غفیلہ و غیرہ) ان کی قضا نہیں ہے کیونکہ جو بعد میں انجام دی جائے وہ اپنے قید شدہ وقت میں نہ پڑھنے کے سبب قضا شمار نہیں ہو گی اس لئے کہ مقید اور غیر مقید کے درمیان تضاد پایا جاتا ہے ہاں جن نوافل میں وقت اس کے لیے ظرف ہے (جیسے پنجگانہ نوافل) اسکی قضا صحیح اور مشروع ہے۔

سوال ۲۰۸. اس کے پیش نظر کہ عشاء کی نافلہ دو رکعت (نماز وتیرہ) یہ ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھنے کے عوض میں ہے، کیا اس نماز کو ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھا جاسکتا ہے؟
جواب: احوط یہ ہے کہ بیٹھ کر پڑھے لیکن کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور مطلقاً چاہے کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر پڑھے، دو رکعت پڑھنی چاہیے.

## نماز مسافر

مسافر کو چاہیے کہ نماز ظہر، نماز عصر اور نماز عشاء کو آٹھ شرطوں کے ساتھ قصر پڑھے یعنی دو رکعت پڑھے:

۱. اس کا سفر آٹھ شرعی فرسخ سے کم نہ ہو.
مسئلہ ۲۰۹. جس کا جانا اور آنا ملا کر آٹھ فرسخ ہو تو اگر چہ اس کا جانا چار فرسخ سے کم ہو اسے نماز کسر پڑھنی چاہیے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑھتا کہ وہ اسی شب میں پلٹ آئے یا بعد میں پلٹے.

۲. ابتدا سے ہی آٹھ فرسخ کے سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہو. لہذا اگر ایسی جگہ جو آٹھ فرسخ سے کم ہو وہاں سفر کرے اور وہاں جانے کے بعد اگر اس نے کسی ایسی جگہ جانے کا ارادہ کیا ہو کہ پچھلی مسافرت کو ملا کر آٹھ فرسخ ہو جائے تو چونکہ شروع سے آٹھ فرسخ کا قصد نہ تھا اس لیے نماز پوری پڑھے اور اگر وہاں سے کہیں اور آٹھ فرسخ سفر کرے یا ایسی جگہ جانا چاہے کہ جانا اور آنا ملا کر آٹھ فرسخ ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ نماز قصر پڑھے.

۳. درمیان سفر اپنے سفر سے منصرف نہ ہو جائے لہذا اگر چار فرسخ سفر مکمل کرنے سے پہلے اپنے قصد سے منصرف ہو جائے یا مردد ہو جائے اور جتنا سفر کیا ہے اور واپسی کے سفر کو ملا کر آٹھ فرسخ نہ ہو تو نماز پوری پڑھنی ہو گی.
٤. جس کا آٹھ فرسخ سفر کرنے سے پہلے گزر اس کے وطن سے نہ ہو یا کسی جگہ دس روز یا اس سے زیادہ قیام نہ کرے لہذا جو آٹھ فرسخ مکمل کرنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے یا دس روز کسی جگہ قیام کرے تو اسے چاہیے کہ نماز پوری پڑھے.

۵. حرام کام کے لیے سفر نہ کرے. اگر حرام کام جیسے چوری کے لیے سفر کرے تو اسے چاہیے کہ نماز پوری پڑھے اسی طرح اگر خود سفر حرام ہو مثلاً خود سفر اس کے لیے مضر ہو، یا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی ایسے سفر پر جائے جو اس کے لیے واجب نہ ہو اور مرد کے خاندانی حیثیت کے منافی ہو یا گھر سے نکلنے کی صورت میں شوہر کے واجب حقوق کے خلاف ہو. لیکن اگر حج کی طرح کا واجب سفر ہو تو اسے نماز قصر پڑھنی چاہے.

٦. ان صحرا نشینوں میں سے نہ ہو جو بیابانوں میں پھرا کرتے ہیں اور جہاں بھی اپنے اور اپنے بچوں کے لیے آب و طعام پا لیتے ہیں ٹہر جاتے ہیں اور کچھ دنوں بعد دوسری جگہ چلے جاتے ہیں ایسے صحرا نشینوں کو ان مسافرتوں میں نماز پوری پڑھنی چاہئے.

۷. وہ کثیرالسفر نہ ہو اس بنا پر ساربان، ڈرائیور، چوبدار، ملاح و غیرہ اگر اپنے گھر کے سامان کو لانے کے لیے مسافرت کریں تو پہلے سفر کے علاوہ دوسری نمازیں پوری پڑھیں لیکن اگر ان کا پہلا سفر اگر چہ طولانی ہو جائے، نماز قصر ہے.

۸. یہ کہ حد ترخص پر پہنچ جائے، یعنی اپنے وطن یا جس جگہ دس دن رکنے کا قصد ہو وہاں سے اتنا دور ہو جائے کہ شہر کی دیوار دکھائی نہ دے اور نہ ہی اذان کی آواز سنائی دے لیکن ہوا میں گرد و غبار یا کوئی دوسری چیز نہ ہو جو شہر کی دیوار کے دکھائی دینے اور اذان کی آواز پہنچنے سے مانع ہو اور ضروری نہیں ہے کہ اتنا دور ہو جائے کہ شہر کی دیوار پوری طرح دکھائی نہ دے، کافی ہے.

مسئلہ ۲۱۰. مسجدالحرام، مسجدالنبی، اور مسجد کوفہ میں مسافر اپنی نماز کو کامل بھی پڑھ سکتا ہے اسی طرح مکہ و مدینہ میں بھی یہی حکم ہے لیکن اگر اس جگہ جو پہلے ان مساجد کا حصہ نہیں تھی اور بعد میں ان مساجد میں اضافہ کی گئی ہوں یا مسجدالحرام اور مسجدالنبی کے علاوہ مکہ و مدینہ میں کسی اور جگہ نماز پڑھنا چاہے تو احتیاط مستحب یہ کہ قصر پڑھے اگرچہ اقوی یہ ہے کہ پوری ادا کرنا صحت رکھتا ہے، نیز حضرت امام حسین، سیدالشہداء علیہ السلام کے حرم مطہر اور رواق، بلکہ حرم سے متصل مسجد میں بھی نماز کو پورا پڑھنا صحیح ہے.

سوال ۲۱۱. جو ایک شہر سے دوسرے شہر مسافرت کرتا ہے، اس کے سفر کی ابتدا کہاں سے ہوتی ہے؟ اسی طرح انتہائے سفر کہ جس پر شرعی مسافت صادق آنے کی صورت میں اس کی نماز قصر ہو جاتی ہے، وہ کیا ہے؟
جواب: ابتدائے سفر شہر کا باہری حصہ ہے (یعنی جو حصہ خارج شہر شمار ہوتا ہے) اور آخر مسافت شہر کی معین جگہ ہے اگر منزل وہی جگہ ہے، مثلاً اگر شہر کے ہسپتال میں اسے کام ہو تو اس کے سفر کی انتہا وہی ہسپتال ہے اور اگر شہر قم یا مشہد زیارت یا سیر کے لیے جانا چاہتا ہے تو اس کی انتہا اول شہر ہے۔

## جو اپنے وطن کے بجائے کہیں اور کام کرتا ہے

سوال ۲۱۲. میں اپنے جائے پیدائش اور پہلے زندگی گزارنے والی جگہ کو ابھی بھی اپنا وطن سمجھتا ہوں لہذا محل سکونت سے اپنے اصلی وطن کے درمیان سفر میں میری نماز کی کیا صورت ہے؟
جواب: اگر اصلی وطن اور محل سکونت (جسے بطور وطن قبول کیا ہے) کے درمیان مسافت آٹھ فرسخ سے کم ہو تو راستے میں نماز پوری ادا کرے گا اور اگر آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ ہو تو درمیان سفر نماز قصر ہوگی۔

سوال ۲۱۳. وہ شخص جو اپنے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ ساکن ہو جائے اور ہر روز ۲۲/۵ کلو میٹر سفر کرے تو اس کے نماز اور روزے کی کیا صورت ہے؟ اگر دونوں جگہوں کے درمیان فاصلہ مسافت شرعی سے زیادہ ہو تو نماز وروزہ کی کیا صورت ہے؟
جواب: ہر صورت میں اس کی نماز اور روزہ تمام ہے چونکہ اگر مسافت شرعی مسافت سے کم ہو تو مسافر نہیں ہے اور اس پر مسافر کے احکام جاری نہیں ہوں گے اور محل سکونت اس کے لئے وطن کے حکم میں ہے اور اگر شرعی مسافت سے زیادہ ہو تو کثیر السفر کے حکم میں ہے اور اس کی روزہ اور نماز تمام ہے۔

## وطن اور اس سے رو گردانی

سوال ۲۱٤. کیا وہ طلاب جو قم میں غیر معین مدت کے لئے رہتے ہیں اگر ہفتے میں ایک مرتبہ مسافرت کریں تو ان کی اقامت کا قصد ختم ہو جاتا ہے یا پھر چونکہ انہوں نے قم میں غیر معین مدت تک ٹہرنے کا قصد کر لیا ہے اس لئے ان کا وطن شمار ہو گا اور ان کی نماز تمام ہو گی؟
جواب: جس جگہ بھی انسان طے کر لے کہ وہاں ایک مدت تک رہنا ہے وہ اس کے وطن کے حکم میں ہے اور وطن کے تمام آثار اس پر مرتب ہونگے لذا حوزہ علمیہ قم کے علماء، یونیورسٹی کے طالب علم، کام کرنے والے لوگ اگر طے ہو کہ کسی جگہ تحصیل یا احکام کو بجا لانے کے لئے ایک مدت تک قیام کریں گے تو نماز اور روزہ تمام ادا کرنے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ دس دن قیام کی نیت کریں اس لئے کہ مسافرت قیام کے لئے مضر نہیں۔

سوال ۲۱۵. بیوی کسی شہر کی ہے اور شوہر کسی اور شہر کا ہے اور دونوں کے رہنے کی جگہ ایک تیسرا شہر ہے تو اس عورت کے نماز اور روزہ کا حکم اس کے شوہر کے وطن میں کیا ہے؟ کیا اس کے شوہر کا اس کی تبعیت میں چلا جانا اپنے وطن سے روگردانی کرنا شمار ہو گا یا نہیں؟
جواب: چونکہ معمول کے مطابق طے یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر کے ساتھ جہاں وہ زندگی کرتا ہے وہاں رہے گی لذا اگر اپنے شوہر کے زندگی گزارنے کی جگہ کو اپنا وطن بنانے کا قصد کر لے تو اس کا وطن شمار ہو گا اور اگر وہاں وطن کا قصد نہ کرے اور یہ طے ہو کہ ایک مدت کے بعد یا مستقبل نا معلوم میں کسی دوسری جگہ جگہ جانے والے ہوں ایسی جگہ (کہ جہاں ایک مدت تک رہنا چاہتے ہوں) ان کے لئے وطن کے حکم میں ہے لیکن اس سے پہلے کی سکونت والی جگہ کہ جہاں مرضی کے مطابق پلٹ کر نہیں جانے والے ہیں تو اگر چہ وہاں واپسی کے لئے قلبی خواہش ہو، وہ وطن ہونے سے خارج ہے۔ واپسی کی دل میں خواہش رکھنا اور چیز ہے اور واپسی کے لئے پروگرام بنانا اور چیز، لیکن شوہر کے اصلی وطن میں اس کی نماز قصر ہے۔

## قصد اقامت

سوال ۲۱٦. اقامتگاہ کے اطراف میں جانے کا قصد کہ جس کی مسافت چار فرسخ سے کم ہو کیا دس روز قیام کے قصد کے لئے مضر ہے؟
جواب: مضر نہیں ہے اور اقامت کے قصد کا تحقق اس کے رہنے اور ٹہرنے کے قصد سے ایک جگہ یا ایک شہر کا انتخاب ہے ہاں بنابر احتیاط واجب رات کو محل اقامت کے علاوہ کسی دوسری جگہ میں ٹہرنا، قصد اقامت کے لئے مضر ہے لیکن چار فرسخ سے کم مسافت جس طرح بھی طے کرے نماز کے قصر ہونے کا سبب نہ ہو گا لہذا جن افراد کا یہ قصد ہو کہ ماہ مبارک رمضان میں کہیں قیام کریں اور تبلیغ یا کسی دوسرے کام سے اطراف میں جائیں تو اگر اس کا فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو تو ان کی نماز پوری اور روزہ صحیح ہے۔

سوال ۲۱۷. کثیرالسفر کسے کہتے ہیں؟ اسی طرح کسی جگہ دس روز یا اپنے وطن میں رہے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟
جواب: کثیرالسفر وہ شخص ہے جو زیادہ مسافرت کرے اور اس طرح ہو کہ دس روز قیام سے پہلے ایک شرعی مسافرت اس نے کی ہو ایسا شخص کہیں پر دس روز قیام کرے تو پہلے سفر میں اس کی نماز قصر اور دوسرے سفر میں اسکی نماز پوری ہے۔

سوال ۲۱۸. کثیرالسفر ہونے میں کیا معیار کثرت اس کا اپنے کام کے لئے سفر کرنا ہے یا کام سے بحث نہیں ہے اور فقط کثرت سفر کافی ہے؟
جواب: میعار، کثرت سفر ہے، چاہے اس کے کام سے متعلق ہو یا نہ ہو، پس اگر کثیرالسفر عمرہ مفردہ کے لئے بھی جائے تو اس کی نماز پوری ہے.

سوال ۲۱۹. حضرتعالی کی نظر میں مسافر کی نماز کے قصر ہونے کا معیار کیا ہے؟ کیا آپ کی نظر میں بلاد کبیرہ (بڑے شہر) اور غیر کبیرہ (چھوٹے شہر) میں مسافر کی نماز میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟
جواب: جس شخص کی بھی مسافرت زیادہ ہو اس طرح کہ کم از کم دس روز ایک جگہ قیام نہ کرے چاہے وہ سفر جو گزشتہ سفر اور اس کے امور کے متعلق نہ ہو، اس کی نماز پوری ہے اور اس کا روزہ صحیح ہے اور بلاد کبیرہ (اگر مسلم ہو جائے) تو اس کا حکم دیگر شہروں سے الگ ہے لیکن تہران بلاد کبیرہ میں سے نہیں ہے اور اس میں اور ایران کے دیگر شہروں میں وطن ہونے یا نہ ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے.

## نماز قضا

مسئلہ ۲۲۰. جس شخص نے اپنی واجب نماز، وقت میں ادا نہیں کی اسے چاہئے کہ اس کی قضا بجا لائے اگرچہ وہ نماز کے پورے وقت میں سوتا رہے یا سست ہونے کی وجہ سے نماز نہ پڑھی ہو (قضاکرنی ہو گی) لیکن جو نماز عورت نے حیض اور نفاس کی حالت میں نہ پڑھی ہو اس کی قضا نہیں ہے.

مسئلہ ۲۲۱. اگر کسی کو نماز کے بعد پتہ چلے کہ جو نماز اس نے پڑھی وہ باطل تھی تو اسے چاہئے کہ اس کی قضا بجا لائے.

سوال ۲۲۲. اگر کسی کو دماغی دورہ پڑھ جائے اور پوری طرح اس کے حواس ناکارہ ہوگئے ہوں اس طرح کہ اچھے اور برے اور کم اور زیادہ میں تمیز نہیں کر سکتا ہو یہ شخص جب نماز پڑھتا ہے تو کبھی دوسری رکعت میں سلام پڑھ لیتا ہے تو کبھی نماز تمام ہونے کے بعد حمد و سورہ پڑھنا شروع کر دیتا ہے وہ اپنی نماز صحیح طرح سے نہیں پڑھ سکتا اسی حالت میں چار سال گزر جاتے ہیں اور اس کے بعد وہ انتقال کر جاتا ہے تو کیا اس کی نماز اور روزوں کی قضا کی جانی چاہئے یا نہیں؟
جواب: جب حواس میں خلل واقع ہو جائے تو نماز روزہ واجب نہیں ہے اور فریضہ ساقط ہے اس لئے کہ فریضے کے لئے حواس کا سالم ہونا شرط ہے اور چونکہ خود اس پر واجب نہیں تھا لہذا اس کی قضا بھی ورثہ پر واجب نہیں ہے.

سوال ۲۲۳. ایک شخص نے سفر کے دوران نماز سونے کی انگوٹھی پہن کر پڑھی ہے اس کی نماز کا حکم کیا ہے؟ اور اگر اس کا وظیفہ قضا کرنا ہے تو کیا اس کو قصر کی صورت میں ادا کرے گا، قابل ذکر ہے کہ وہ شخص اس چیز سے آگاہ تھا کہ مرد کے لئے سونے کی چیزیں پہننا حرام ہے، اور عمداً اس نے انگوٹھی پہن کر نماز پڑھی ہے؟
جواب: اس کی نماز باطل ہے اور اگر نماز کے آخر وقت تک سفر میں تھا اور (اور سفر کی حالت میں نماز کا وقت تمام ہوا) تو اس کی قضا قصر ہے لیکن اگر نماز کے آخری وقت میں اپنے وطن یا کسی ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں اس کی نماز تمام تھی اور قضا ہو گئی تو اس کی قضا تمام ہے بہر حال قضا میں معیار آخر وقت ہے اور اس جگہ کے وظیفہ کے لحاظ سے قضا کرے.

سوال ۲۲٤. جن جگہوں پر نماز قصر ادا کرنی چاہئے تھی لیکن پوری بجا لایا یا اس کے برعکس انجام دیا تو اس کی قضا کا وظیفہ کیا ہے؟
جواب: جو نمازیں تمام تھیں لیکن نماز گزار نے انہیں قصر بجا لایا ہو تو چاہئے کہ قضا کرے لیکن وہ نمازیں جو قصر تھیں اور انہیں پورا بجالایا ہو اس صورت میں اگر وہ اصل صورت سے جاہل تھا یعنی اس کو سرے سے ہی اس کا علم نہیں تھا کہ سفر میں نماز قصر پڑھی جاتی ہے تو قضا نہیں ہے لیکن اگر اصل حکم سے واقف تھا لیکن اس کی جزئیات سے نا واقف تھا تو پڑھی ہوئی نماز کی قضا کرے.

## باپ کی قضا نماز جو بڑے بیٹے پر واجب ہے

مسئلہ ۲۲۵. اگر باپ اپنی نماز اور روزہ بجا نہ لائے چنانچہ اس نے نافرمانی کی وجہ سے ترک نہ کیا ہو اور اس کی قضا کر سکتا ہو تو بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ اس کی وفات کے بعد بجا لائے یا اس کے لئے کسی کو اجرت دے کر ادا کرائے نیز جن روزوں کو سفر میں نہیں رکھا اگرچہ وہ اس کی قضا کر سکتا تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بڑا بیٹا اس کی قضا کرے یا کسی کو اجرت دے کر رکھوا لے.

## نماز جماعت

مسئلہ ٢٢٦. مستحب ہے واجب نمازیں بالخصوص پنجگانہ نمازیں، جماعت سے پڑھی جائیں اور خصوصاً نماز صبح، مغرب اور عشاء، خاص طور پر ایسا فرد جو مسجد کا ہمسایہ ہے اور جو مسجد سے اذان کی آواز سنتا ہے اس کے لئے زیادہ تاکید کی گئی ہے.

مسئلہ ٢٢٧. لاپرواہی کی وجہ سے نماز جماعت میں شامل نہ ہونا جائز نہیں ہے اور شائستہ نہیں ہے کہ انسان بدون عذر نماز جماعت ترک کرے.

مسئلہ ٢٢٨. اگر پہلی صف کے طولانی ہونے کی وجہ سے صف کے دونوں سروں پر جو افراد کھڑے ہیں اگر امام کو نہ دیکھ سکیں تو بھی اقتدا کر سکتے ہیں نیز دیگر صفوں میں کوئی صف اتنی لمبی ہو جائے کہ اس کے دونوں سروں پر کھڑے افراد اپنے سے آگے والی صف کو نہ دیکھ سکیں تو بھی وہ اقتداکر سکتے ہیں.

مسئلہ ٢٢٩. جو ستون کے پیچھے کھڑا ہو اگر داہنی یا بائیں جانب سے کسی دوسرے مأموم کے ذریعہ امام سے متصل نہ ہو تو وہ اقتدا نہیں کر سکتا لیکن اگر کسی ایک طرف سے متصل ہو تو اقتداکر سکتا ہے.

سوال ٢٣٠. کیا چار رکعتی نماز میں مسافر مأموم کی نماز قصر ہونے کی وجہ سے صف کا اتصال ختم ہو جاتا ہے اور بعد میں مسافر کی دوسری نماز پڑھنے سے ان کے اتصال درست ہو جائے گا جن کی نماز تمام تھی؟ آخر نماز تک جماعت کا حکم محفوظ ہے یا نہیں؟
جواب: اگر فوراً اقتدا کر لیں تو نماز جماعت صحیح ہے یعنی دوسروں کی بھی نماز صحیح ہے.

سوال ٢٣١. کیا دوسرے افراد کے ساتھ پہلے سے زیادہ افراد کی جماعت کے ساتھ تین مرتبہ تک نماز جماعت کا اعادہ جائز ہے؟
جواب: کوئی حرج نہیں ہے مأمومین اور امام کے اختلاف کے ساتھ نماز جماعت کا اعادہ بطور مطلق مستحب ہے.

سوال ٢٣٢. نماز جماعت میں اگر مأموم کو نماز کے بعد پتہ چلے کہ کسی وجہ سے امام کی نماز باطل تھی تو کیا مأموم کی نماز صحیح ہے؟ چنانچہ مأموم، امام کی پیروی میں کوئی رکن مزید بجا لایا ہو اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ امام کی نماز باطل تھی تو کیا حکم ہے؟
جواب: چونکہ اس کی جماعت صحیح ہے لذا بقیہ جماعتوں کی طرح رکن کے زیادہ کرنے سے معاف ہے اور بطلان کا باعث نہیں ہے.

## امام جماعت کے شرائط

مسئلہ٢٣٣. امام جماعت کو عاقل، شیعہ اثناعشری، عادل اور حلال زادہ اور بنا بر احتیاط مستحب بالغ ہونا چاہئے اور اسے چاہئے کہ نماز کو بطور صحیح ادا کرے نیز احتیاط مستحب ہے کہ اگر مأموم مرد ہے تو امام کو بھی مرد ہونا چاہئے اور غیر ممیز بچے کی اقتدا کرنا جائز نہیں ہے.

سوال٢٣٤. اس کے پیش نظر کہ امام جماعت کی شرطوں میں سے ایک شرط عدالت ہے تو عادل کی شناخت کا معیار کیا ہے؟
جواب: معیار اس کی عدالت اور حسن ظاہر کے متعلق اس کا ذاتی اطمینان یا دو عادلوں کی گواہی یا ایسی شہرت جس سے اطمینان حاصل ہو جائے یا بعض اہل محل کا اقتدا کرنا جو باعث اطمینان ہو.

## اپاھج اور معلول افراد کی امامت

سوال ٢٣٥. وہ افراد جن کے (ہاتھ، پیر) میں سے کوئی ایک حصہ ناقص ہے لیکن اس طرح کے وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں تو کیا وہ امام جماعت ہو سکتے ہیں؟
جواب: ظاہراً جائز ہے اور ان کی اقتدا کرنا بقیہ افراد کی اقتدا کرنے کی طرح ہے کہ جن میں نماز کی امامت کے پورے شرائط پائے جاتے ہیں چونکہ امام کی نماز خود اس کے وظیفہ کے مطابق صحیح ہے اور ایسے افراد کی نماز کی صحت ان کی اقتدا کرنے اور جماعت کی صحت کے کافی ہے.

## احکام جماعت

مسئلہ ٢٣٦. جس وقت مأموم نیت کرتا ہے اس کو امام بھی معین کرنا چاہئے لیکن اس کا نام جاننا ضروری نہیں ہے مثلاً اگر اس طرح نیت کرے کہ میں اس موجودہ امام کی اقتدا کرتا ہوں تو اس کی نماز صحیح ہے.

مسئلہ ٢٣٧. امام کو چاہئے کہ حمد و سورہ کے علاوہ نماز کی دیگر چیزیں خود پڑھے لیکن اگر اس کی پہلی یا دوسری رکعت امام کی تیسری یا چوتھی رکعت ہو تو اسے چاہئے کہ حمد و سورہ بھی پڑھے.

مسئلہ ۲۳۸. اگر مأموم کو علم ہو جائے کہ امام کسی حصہ کی غلط قرائت کر رہا ہے اس میں اگر ماموم امام کے عمداً غلط پڑھنے کو نہیں جانتا اور جس کو امام نے غلط پڑھا ہے اگر خود ماموم اس کو پڑھ لے تو اقوی صحت جماعت ہے.

مسئلہ ۲۳۹. مأموم کو امام سے پہلے تکبیرۃالاحرام نہیں کہنی چاہئے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک امام کی تکبیر تمام نہ ہو جائے مأموم تکبیر نہ کہے.

مسئلہ ۲٤۰. اگر مأموم امام سے پہلے عمداً سلام پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے.

## نماز جمعہ

مسئلہ ۲٤۱. حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی غیبت کے زمانے میں نماز جمعہ اپنی تمام شرائط کے ساتھ واجب تخییری ہے لیکن احتیاط نماز ظہر پڑھنے میں ہے.

سوال ۲٤۲. جس نے نماز جمعہ نہیں پڑھی اور نماز ظہر پڑھنا چاہتا ہے تو کیا اسے قرائت بلند آواز سے کرنا چاہئے یا آہستہ پڑھے؟ کیا اصلاً تیز آواز سے پڑھنا جائز ہے؟
جواب: جمعہ کے دن، نہ صرف یہ کہ نماز ظہر بلند آواز سے پڑھنا جائز ہے بلکہ علی الاقوی مستحب ہے.

سوال ۲٤۳. جیسا کہ سنا ہے نماز جمعہ میں انسان کو ہر حال میں چاہئے کہ رکوع سے پہلے اقتدا کر لے اور رکوع کی حالت میں دیگر نمازوں کی طرح اقتدا نہیں کر سکتا، کیا یہ مسئلہ صحیح ہے؟
جواب: نماز جمعہ یومیہ نماز کی طرح ہے لذا رکوع کی حالت میں بھی اقتدا کی جا سکتی ہے.

## نماز جمعہ کی شرائط

مسئلہ ۲٤٤. نابینا، مریض اور جن لوگوں کے لئے نماز جمعہ میں جانا مشقت کا باعث ہو اسی طرح عورتوں سے بھی نماز جمعہ ساقط ہے لیکن اگر شریک ہو جائیں تو پھر نماز ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں.

مسئلہ ۲٤٥. نماز جمعہ، جماعت کی شکل میں قائم ہونی چاہئے اسے فرادی نہیں پڑھا جا سکتا.

مسئلہ ۲٤٦. وہ تمام شرائط جو نماز جماعت میں ضروری ہیں نماز جمعہ میں بھی ضروری ہیں مثلاً حائل نہ ہو، امام کی جگہ بلند نہ ہو حد سے زیادہ فاصلہ نہ ہو و غیرہ.

مسئلہ ۲٤۷. دو نماز جمعہ کے درمیان حداقل فاصلہ ایک فرسخ ہے.

## وقت نماز جمعہ

مسئلہ ۲٤۸. نماز جمعہ کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور جب تک شاخص کا سایہ دو معمولی قدم کے برابر نہ ہو جائے باقی رہتا ہے لیکن احتیاط یہ کہ جس کو عرف میں زوال کی ابتدا کہتے ہیں اس سے تاخیر نہ کرے اور اگر تاخیر ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز ظہر پڑھے.

مسئلہ ۲٤۹. اگر امام خطبہ پہلے شروع کر دے اور زوال کے وقت ختم کر دے اور نماز جمعہ شروع کر دے تو صحیح ہے.

نماز جمعہ کی کیفیت

مسئلہ ۲٥۰. نماز جمعہ دو رکعت ہے اور اس کی کیفیت نماز صبح کی طرح ہے اور مستحب ہے کہ حمد و سورہ بلند آواز سے پڑھے اور پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورہ «جمعہ» اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورہ منافقون پڑھے.

مسئلہ ۲٥۱. نماز جمعہ میں دو قنوت ہیں اور دونوں ہی مستحب موکد ہیں پہلا قنوت پہلی رکعت کے رکوع سے پہلے ہے اور دوسرا قنوت دوسری رکعت کے رکوع کے بعد ہے.

مسئلہ ۲٥۲. نماز جمعہ میں دو خطبے ہیں جو اصل نماز کی طرح واجب ہیں اور یہ خطبے امام جمعہ کے ذریعے دیے جانے چاہیئں اور ان دو خطبوں کے بغیر نماز جمعہ محقق نہ ہو گی.

مسئلہ ۲۵۳. واجب ہے کہ امام جمعہ دونوں خطبوں کو نماز جمعہ سے پہلے پڑھے اور اگر پہلے نماز بجا لائے تو باطل ہے اور اگر وقت باقی ہے تو خطبے دینے کے بعد نماز جمعہ پھر سے پڑھے لیکن اگر مسئلہ کے حکم سے نا واقف تھا یا غلطی سے ایسا کیا ہو تو خطبوں کا اعادہ ضروری نہیں ہےبلکہ نماز کو دوبارہ پڑھنا بھی ضروری نہیں ہے.

مسئلہ۲۵٤.□Á□Ë□□¿□□ □□□□□

| | | |
| --- | --- | --- |
| WEBSITE: www.saanei.org/ur | E-MAIL: info@saanei.org | Code : H/0011 |

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□¤□□□□□□□□□
8□□□□□□□
□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□)□□□□□□□Ũ□□□□□□□□□□□□□□□

□Ú□□□□□□□□$□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□

□□□□□ □□¿□□Ë□Á□□

□□¿□□Ë□Á□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□
□□□□□

| | | |
|---|---|---|
| WEBSITE: www.saanei.org/ur | E-MAIL: info@saanei.org | Code : H/0011 |

□□□□□¤□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□
□□8
□□□□□□□□□□□□□□□Ũ□□□□□□□)□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□
□□□□Ú□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□
□□□نے میں واجب ہے. اسے جماعت سے ادا کرنا چاہئے اور ہمارے زمانے میں جبکہ امام (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) پردہ غیب میں ہیں، مستحب ہے اور جماعت سے پڑھی جا سکتی ہے بلکہ جماعت سے پڑھنا احوط ہے.

## اجرت پر نماز پڑھوانا

مسئلہ ٢٦٠. انسان کی موت کے بعد نماز اور اس کی دیگر عبادتوں کے لئے جسے وہ اپنی حیات میں انجام نہیں دے سکا کسی کو اجرت دے کر اس کی طرف سے بجا لایا جا سکتا ہے یعنی کسی کو اس کے انجام دینے کے لئے اجرت دیں تا کہ وہ بجا لائے اور بغیر اجرت کے بھی انجام دینا صحیح ہے.

مسئلہ ٢٦١. جو میت کی قضا نماز کے لئے اجیر ہوا ہے اسے چاہئے کہ یا مجتہد ہو یا جن مسائل کے پیش آنے کا امکان ہے انہیں تقلید کے ذریعہ اچھی طرح جانتا ہو.

سوال ٢٦٢. کیا سفر میں اجرت پر نماز پڑھنا یا روزہ رکھنا جائز ہے؟
جواب: سفر میں اجرت پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اجرت پر روزہ سفر میں رکھنا باقی روزوں کی طرح باطل اور غیر جائز ہے.

سوال ٢٦٣. جو عورت کی قضا نماز کے لئے اجیر ہوا ہے کیا اسے عورتوں کی طرح نماز میں قرائت آہستہ کرنی چاہئے یا اسے اپنے وظیفے پر عمل کرنا چاہئے؟
جواب: نائب کو نماز میں اپنے وظیفہ پر عمل کرنا چاہئے نہ کہ منوب عنہ کے وظیفے پر. (یعنی جس کے لئے نائب ہوا ہے)

## احکام روزہ

### نیت

مسئلہ ٢٦٤. ضروری نہیں ہے کہ انسان روزہ کی نیت کو اپنے قلب سے گزارے یا مثلاً کہے کل روزہ رکھوں گا بلکہ صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ طے کر لے کہ پروردگار عالم کے فرمان کو انجام دینے کے لئے اذان صبح سے اذان مغرب (سورج کے غروب کرنے) تک کوئی ایسا کام نہ کرے گا جو روزہ کو باطل کر دیتا ہے.
اور یہ یقین کرنے کے لئے کہ وہ مذکورہ مدت میں یقیناً روزے سے تھا، اسے چاہئے کہ اذان صبح سے کچھ پہلے اور اذان مغرب کے کچھ بعد تک ایسا کوئی کام نہ کرے جو روزہ کو باطل کر دیتا ہے اور روزے کی نیت کے لئے وہی مسلمانوں میں رائج سنت حسنہ یعنی ماہ رمضان میں سحر کے وقت، سحری کھانے کے لئے جاگنا کافی ہے، بلکہ انسان دوسرے دن روزہ رکھنے کی فکر میں ہو تو اگرچہ سحر کے وقت بیدار نہ بھی ہو تو نیت کے لئے کفایت کرے گا.
خلاصہ یہ کہ، روزہ اور عبادتوں کی نیت بقیہ اعمال میں نیت کی طرح ہے کہ جسے انسان انجام دیتا ہے صرف روزہ اور بقیہ عبادتوں میں خدا کی اطاعت اور اس کے حکم کی پیروی کی جہت کا لحاظ ہونا چاہئے یعنی «قربۃ الی اللہ» روزہ رکھے.

مسئلہ ٢٦٥. انسان ماہ رمضان کی ہر شب میں دوسرے روز کے روزے کی نیت کر سکتا ہے اور بہتر ہے ماہ مبارک کی شب اول میں ہی پورے ماہ کے روزہ کی نیت کر لے.

مسئلہ ٢٦٦. اگر بیمار شخص، ماہ مبارک میں ظہر سے پہلے شفا پا جائے اور اذان صبح سے اس وقت تک اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزہ کو باطل کر دیتا ہے تو اسے چاہئے کہ روزہ کی نیت کر لے اور اس دن کا روزہ رکھے لیکن اگر سورج کے زوال بعد شفا پائے تو اس روز کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے.

مسئلہ ٢٦٧. جس دن کے متعلق انسان کو شک ہو کہ اول ماہ رمضان ہے یا آخر شعبان اس دن اس پر روزہ واجب نہیں ہے اور اگر اس دن روزہ رکھنا چاہئے ماہ رمضان کی نیت سے روزہ نہیں رکھ سکتا لیکن اگر قضا یا اس طرح کے روزے کی نیت کرے چنانچہ بعد میں معلوم ہو کہ اول رمضان تھا تو ماہ مبارک کا روز شمار ہو گا.

سوال ٢٦٨. ایک شخص کو یاد نہیں کہ اس نے روزے کی نیت کی ہے یا نہیں اور اپنے روزے کو شک و تردید، صحیح ہونے یا صحیح نہ ہونے کی حالت میں پورا کیا ہو تو کیا یہ روزہ صحیح ہے یا نہیں؟
جواب. صرف یہی کہ اس نے سحری کھا لی اور روزہ رکھنا چاہتا تھا روزہ کی نیت ہے چونکہ ضروری نہیں ہے کہ نیت زبان پر جاری ہو یا قلب سے گزاری جائے.

## وہ چیزیں جو روزہ کو باطل کر دیتی ہیں

مسئلہ ٢٦٩. نوچیزیں روزہ کو باطل کر دیتی ہیں:
١. کھانا اور پینا
٢. بیوی یا شوہر سے مباشرت کرنا (مجامعت کرنا)
٣. استمنا (مشت زنی)
٤. خدا، رسول اور آنحضرت کے جانشینوں (آئمہ طاہرین) کی طرف جھوٹی نسبت دینا.
٥. غلیظ غبار کا حلق تک پہچانا
٦. پانی میں پورے سر کو ڈبونا
٧. اذان صبح تک جنابت، حیض اور نفاس کی حالت میں باقی رہنا.
٨. سیال چیز سے حقنہ لینا
٩. قی کرنا
ان مبطلات کے احکام آئندہ مسائل میں ملاحظہ فرمائیے.

## ١. کھانا اور پینا

مسئلہ٢٧٠. اگر روزہ دار عمداً کوئی چیز کھا یا پی لے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے وہ چیز چاہے بطور معمولی ہو (کھانے یا پینے والی چیز ہو) جیسے روٹی، پانی و غیرہ یا عام طور پر کھائی یا پی نہیں جاتی ہو جیسے مٹی، درخت کا عرق، چاہے کم ہو یا زیادہ حتی اگر کوئی مسواک کو منہ سے باہر لائے اور دوبارہ منہ میں لے جائے اور اس کی رطوبت کو نگل جائے تو اس کا روزہ باطل ہے مگر یہ کہ مسواک کی رطوبت منہ کے اندر جا کر اس طرح تمام ہو جائے کہ اسے باہر کی رطوبت نہ کہا جائے.

مسئلہ ٢٧١. سر اور سینہ کے بلغم کو نگلنا اگر وہ منہ کی فضا میں نہ پہنچا ہو تو کوئی مانع نہیں ہے لیکن اگر منہ کی فضا میں داخل ہو گیا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نہ نگلے.

مسئلہ ٢٧٢. انسان اپنی کمزوری کو دلیل بنا کر روزے کو ترک نہیں کر سکتا لیکن اگر اس کا ضعف اس درجہ زیادہ ہو کہ معمولاً اسے برداشت نہ کیا جا سکتا ہو تو روزہ نہ رکھنا اس کے لئے جائز ہے.

سوال ٢٧٣. جو لوگ دمے اور پھیپھڑے کے مریض ہیں وہ اگر اسپرے کا استعمال کریں تو کیا یہ ان کے روزے کے لئے مضر ہے؟
جواب: ظاہراً روزے کو باطل نہیں کرتا اور اس کا شمار کھانے اور پینے میں نہیں ہوتا.

سوال ٢٧٤. کیا روزہ دار مریض ماہ مبارک میں قوت کےلئے ڈرپ (گلو کوز) یا انجیکشن لے سکتا ہے؟
جواب: انجیکشن کے سلسلے میں احتیاط اس کے ترک کرنے میں ہے ہر چند کہ اس کو مبطل نہیں سمجھا جا سکتا اور اس پر کھانے اور پینے کا صادق آنا محل تأمل ہے بلکہ نہیں کہا جا سکتا لیکن بنا بر احتیاط واجب اس ڈرپ سے اجتناب کیا جائے جو غذا کی جگہ استعمال ہوتی ہے.

### ٢. جماع

مسئلہ ٢٧٥. جماع کرنا روزہ کو باطل کر دیتا ہے اور فرق نہیں پڑتا کہ صرف ختنہ گاہ تک داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہو.

### ٣. استمناء

یعنی انسان خود کوئی ایسا کام کرے جس سے منی خارج ہو جائے.

### ٤. خدا اور رسول کی طرف جھوٹی نسبت دینا

مسئلہ ٢٧٦. اگر روزہ دار کہنے یا لکھنے یا اشارہ وغیرہ کے ذریعہ خدا اور رسول اور آنحضرت کے بر حق جانشینوں کی طرف عمداً جھوٹی نسبت دے تو اگر چہ وہ فوراً کہہ دے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یا توبہ کر لے، لیکن اس کا روزہ باطل ہے اور بنا بر احتیاط واجب حضرت زہراء علیہا السلام، تمام پیغمبران اور ان کے جانشین بھی اس حکم میں برابر ہیں.

مسئلہ ٢٧٧. قرآن اور دعائیں پڑھنا جبکہ اس شخص کو علم ہو کہ بعض الفاظ کو وہ غلط پڑھ رہا ہے، اس صورت میں اگر کوئی مخاطب نہ ہو اور بغیر قصد کے پڑھ رہا ہو تو روزہ کے لئے مضر نہیں ہے چونکہ جھوٹ کی نسبت دینے کی نیت نہیں تھی اور نہ جاننے کی وجہ سے ممکن ہے بر خلاف واقع اور غلط پڑھا ہو اور سیرت بھی یہ تھی کہ قرآن پڑھتے تھے اگرچہ انہیں اس بات کا علم تھا کہ وہ غلط پڑھ رہے ہیں.

۵. حلق تک غلیظ غبار پہنچانا

مسئلہ ۲۷۸. حلق تک غلیظ غبار پہنچانا روزے کو باطل کر دیتا ہے وہ غبار چاہے اس چیز سے ہو جس کا کھانا حلال ہے جیسے آٹا یا اس چیز کا غبار ہو جو حرام ہے (جیسے مٹی).

مسئلہ ۲۷۹. اگر ہوا کی وجہ سے غلیظ غبار مہیا ہو اور انسان متوجہ ہونے کے بعد بھی حفاظت نہ کرے اور اس کے حلق تک غبار پہنچ جائے تو اس کا روزہ باطل ہے.

سوال ۲۸۰. سگریٹ، تنباکو و غیرہ پینا □□¿□□Ë□Á□ □□□□□

8□□□□□

WEBSITE: www.saanei.org/ur | E-MAIL: info@saanei.org | Code : H/0011

| WEBSITE: www.saanei.org/ur | E-MAIL: info@saanei.org | Code : H/0011 |
| --- | --- | --- |


8□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□
□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□)□□□□□□□Ũ□□□□□□□□□□□□□□□

□□□□□ □□¿□□Ë□Á□□□□□□□□□□□□□□□□□

| | | |
|---|---|---|
| WEBSITE: www.saanei.org/ur | E-MAIL: info@saanei.org | Code : H/0011 |

| | | |
| --- | --- | --- |
| WEBSITE: www.saanei.org/ur | E-MAIL: info@saanei.org | Code : H/0011 |

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

| | | |
|---|---|---|
| WEBSITE: www.saanei.org/ur | E-MAIL: info@saanei.org | Code : H/0011 |

| | | |
|---|---|---|
| WEBSITE: www.saanei.org/ur | E-MAIL: info@saanei.org | Code : H/0011 |

| WEBSITE: www.saanei.org/ur | E-MAIL: info@saanei.org | Code : H/0011 |
| --- | --- | --- |


[illegible]

| WEBSITE: www.saanei.org/ur | E-MAIL: info@saanei.org | Code : H/0011 |
|---|---|---|

| WEBSITE: www.saanei.org/ur | E-MAIL: info@saanei.org | Code : H/0011 |
| --- | --- | --- |

[illegible]

WEBSITE: www.saanei.org/ur | E-MAIL: info@saanei.org | Code : H/0011

WEBSITE: www.saanei.org/ur | E-MAIL: info@saanei.org | Code : H/0011

□□Ú□□□□□□□□$□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□
ربت اور نا□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□
واقفیت بھی قصور کی وجہ سے تھی جو وسعت اور رفع کا باعث ہے) لیکن مطلوب اور بہتر یہ ہے کہ تدریجی طور پر نمازوں کی قضا بجا لا کر احتیاط کی جائے، اس طرح کہ مشقت اور حرج کا باعث نہ ہو. اگر چہ اس کی رعایت ضروری نہیں ہے لیکن روزے قطعاً درست ہیں اور قضا کرنے کی ضرورت نہیں ہے چونکہ حیض پر باقی رہنا عمداً نہیں تھا.

۸. حقنہ لینا

مسئلہ ۲۸۹. سیال چیز سے حقنہ اگر چہ مجبوری اور علاج کے لئے ہو روزہ کو باطل کر دیتا ہے لیکن شیاف (وہ کیپسول جو مقعد کے راستے سے لیا جائے) جو علاج کے لئے استعمال ہوتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور احتیاط واجب ہے کہ مقعد کے راستے سے قوت کے لئے استعمال ہونے والے کیپسول کو استعمال کرنے سے پرہیز کرے.

۹. قی (الٹی) کرنا

مسئلہ ۲۹۰. جب بھی روزہ دار عمداً قی کرے تو اگر چہ وہ بیماری یا اس طرح کی کسی دوسری چیز کی وجہ سے مجبور بھی ہو لیکن اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر بھولے سے یا بے اختیار قی آ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے.

مسئلہ ۲۹۱. اگر روزہ دار شب میں کوئی ایسی چیز کھا لے جس کی وجہ سے دن میں بے اختیار قی آنے کا اسے علم ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس روز کے روزے کی قضا کرے.

## ان چیزوں کے احکام جو روزہ کو باطل کر دیتی ہیں

مسئلہ ۲۹۲. اگر انسان عمداً یا از اپنے اختیار سے ایسا کام کرے جو روزہ کو باطل کر دیتا ہے تو اس کا روزہ باطل ہے. اگر بھول کی وجہ سے ایسا ہو تو اس سے اس کے روزہ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا لیکن اگر مجنب (جس کی تفصیل مسئلہ نمبر ۲۸۵ میں گزر چکی ہے اس مسئلے کے مطابق) اگر اذان صبح تک سونا چاہئے تو اس کا روزہ باطل ہے.

مسئلہ ۲۹۳. اگر روزہ دار بھولے سے کوئی ایسا کام کر بیٹھے جو روزہ کو باطل کر دیتا ہے لیکن اس پر توجہ رکھنی چاہئے کہ جب بھی ماہ مبارک رمضان کا روزہ مبطلات روزہ میں سے کسی ایک کے ذریعہ باطل ہو تو مبطلات اور مفطرات میں سے ہر ایک کے ارتکاب کی حرمت شارع کی نظر میں دن کے بقیہ حصوں میں ماہ رمضان کے احترام میں اپنی جگہ پر باقی ہے اور ان میں سے کسی ایک کا انجام دینا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور اس کا بھی تذکرہ ضروری ہے کہ گرچہ روزہ باطل ہے لیکن امساک کا وجوب اور دن کے بقیہ حصہ میں روزہ رہنا ماہ مبارک رمضان کے روزے سے مختص ہے جسے شارع مقدس نے ماہ مبارک اور اس کے روزہ کے احترام میں واجب کیا ہے. ہاں جو روزہ ماہ مبارک رمضان کے علاوہ ہو اگر باطل ہو جائے اسکے بعد کسی مبطل کا انجام دینا قاعدہ کے مطابق اور جائز ہے اور یہ حکم جو قاعدہ کے بر خلاف ہے یہ ماہ رمضان، ماہ نزول قرآن اور ماہ خدا سے مخصوص ہے جو کافی اور مطمئن کرنے والی دلیلوں سے ثابت ہے.

## جن جگہوں پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں

مسئلہ ۲۹٤. اگر روزہ دار ماہ مبارک رمضان میں عمداً قی کر لے یا شب میں مجنب ہو جائے تو جو تفصیل مسئلہ نمبر ۲۸۵ میں گزر چکی ہے کہ تین مرتبہ بیدار ہو اور تین مرتبہ سوئے اور اذان صبح تک بیدار نہ ہو تو صرف اسے اس روز کی قضا کرنی ہو گی چنانچہ عمداً حقنہ لے یا اپنے سر کو پانی میں ڈبو دے تو بنا بر احتیاط مستحب کفارہ بھی دے اور اگر اسے علم تھا کہ یہ کام روزہ کو باطل کر دیتا ہے تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں اور توجہ رکھنی چاہئے کہ ماہ مبارک رمضان کے روزہ میں جب بھی کوئی روزہ باطل ہو جائے تو وہ افطار نہیں کر سکتا اور روزہ کو توڑ نہیں سکتا چونکہ اس پر امساک واجب ہے لہذا اگر عمداً قی کرے تو اس پر قضا واجب ہے اور اگر اس کے بعد کچھ کھا لے تو کفارہ ہے.

## روزہ کا کفارہ

مسئلہ ۲۹۵. جس پر ماہ مبارک رمضان کا کفارہ واجب ہے اسے چاہئے کہ ایک غلام آزاد کرے یا اس حکم پر عمل کرے جو بعد کے مسئلہ میں بیان ہو گا.
دو مہینے روزہ رکھے یا پھر ساٹھ فقیر کا کھانا کھلانا یا پھر ان میں سے ہر ایک کو تین پاؤ طعام یعنی جو، گندم یا اسی طرح کی کوئی چیز دے چنانچہ اگر یہ چیزیں اس کے لئے ممکن نہ ہوں تو جتنے تین پاؤ گندم یا جو دے سکتا ہے فقراء کو دے اور کھانا نہ کھلا سکے تو استغفار کرے گرچہ ایک مرتبہ«استغفراللہ» کہے اور اس آخری صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ جب بھی کفارہ دےسکے کفارہ دے.

مسئلہ ۲۹٦. جو ماہ مبارک رمضان کے روزہ کے کفارہ کے لئے دو ماہ روزہ رکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے ۳۱ روز پےدرپے روزہ رکھے اور بقیہ پےدرپے نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے.

سوال ۲۹۷. جس نے بلوغ کے پہلے سال میں نہ جاننے یا قدرت نہ رکھنے کی وجہ سے روزہ نہ رکھے تو اس کا وظیفہ کیا ہے؟ کیا صرف قضا کر لینا کافی ہے؟ یا کفارہ بھی ضروری ہے؟ اور علم وقدرت ہونے کی صورت میں کیا حکم ہے؟
جواب: علم وقدرت ہونے کی صورت میں اسے کفارہ دینا ہو گا لیکن نہٖ جاننے کی صورت میں یا قدرت نہ ہونے کی صورت میں قضا واجب ہے اور قضا کرنے میں تاخیر کرنے کا کفارہ ہر روز کے لئے ایک مُد (تین پاؤ) طعام دینا واجب ہے.

## قضا روزں کے احکام

سوال ۲۹۸. اگر چھوٹی لڑکی کی عمر بارہ سال ہے اس مرجع کی مقلد تھی جس کے یہاں سن بلوغ ۹سال ہے اور اس وقت بیماری کی وجہ سے اپنے کچھ روزے نہیں رکھ سکی اور اس مرجع کی وفات کے بعد اس نے آپکی تقلید کر لی اور آپ کی نظر میں لڑکی کے لئے جو بلوغ کا سن ہے اسکے پیش نظر کیا جن روزوں کو اس نے نہیں رکھا اس کی قضا کرے یا اس کی گردن سے ساقط ہے؟
جواب: اگر اس کی بیماری آیندہ ماہ مبارک رمضان تک باقی رہی تو اس کی قضا واجب نہیں ہے ورنہ ان کی قضا کرنا ہو گی اور ہمارا فتویٰ، ہماری تقلید کے بعد اس کے لئے حجت ہے.

## مسافر کے روزہ کا حکم

مسئلہ ۲۹۹. جس مسافر کو چار رکعتی نمازوں کو سفر میں دو رکعت پڑھنا چاہئے اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے اور جو مسافر سفر میں نماز پوری پڑھ رہا ہو مثلاً جو زیادہ سفر کرتا ہے اور کثیرالسفر ہے جس کے لئے مسافرت آسان اور معمولی ہے یا پھر اس کا سفر گناہ کے لئے ہے تو اسے چاہئے کہ سفر میں روزہ رکھے.

مسئلہ ۳۰۰. ماہ رمضان میں سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر روزہ رکھنے سے بچنے کے لئے ہو تو مکروہ ہے.

سوال ۳۰۱. ایسے شخص کے روزے کے صحیح ہونے میں معیار کیا ہے جو بعد از ظہر مسافرت کرے، گھر سے نکلنا؟ یا بعد از ظہر شہر سے نکل جانا ہے؟
جواب: معیار محل سکونت اور شہر ہے یعنی زوال کے وقت وہ اپنی قیام گاہ اور شہر میں ہو تا کہ اس دن کا روزہ صحیح ہو. نہ کہ حد ترخص کے باہر اور راستے میں.

سوال ۳۰۲. جو شخص ماہ مبارک میں ظہر سے پہلے ایسی جگہ واپس پہنچ جائے جہاں سے وہ شہر کی اذان سن سکتا ہو اور دیواروں کو دیکھ سکتا ہو لیکن شہر میں داخل نہ ہوا ہو تو کیا اس کا روزہ صحیح ہے؟
جواب: بظاہر اس کا روزہ صحیح نہیں اور وہ افطار کر سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس دن روزہ بھی رکھے اور قضا بھی کرے لہذا ایسے شخص کے لئے جو مطمعن ہو یا شک کرے کہ وہ ظہر سے پہلے شہر میں وارد ہو جائے گا یا نہیں بہتر اور احواط یہ ہے کہ وہ اپنا روزہ سفر کے دوران ہی افطار کر لے.

سوال ۳۰۳. اگر بعض جگہوں پر مکلف کا فریضہ قصر اور تمام، دونوں پر عمل کرنا ہو تو کیا وہ روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر ماہ مبارک رمضان کا مہینہ ہو اور اس نے روزہ بھی رکھا ہو تو کیا ضروری ہے بعد میں اس کی قضا کرے؟
جواب: جن جگہوں پر نماز میں احتیاطاً قصر اور تمام دونوں پر عمل کرنا فریضہ ہو وہاں روزہ کے متعلق بھی یہی حکم ہے یعنی روزہ رکھے اور بعد میں قضا بھی کرے.

## جن افراد پر روزہ واجب نہیں ہے

مسئلہ ۳۰٤. جو بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں سکتا یا اس کے لئے مشقت کا باعث ہو تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن اس دوسری صورت کے لئے اسے ہر روز کے لئے ایک مد طعام (تین پاؤ غذا) یعنی جو، گندم، روٹی یا چاول و غیرہ فقیر کو دے.

مسئلہ ۳۰۵. اگر انسان ایسی بیماری میں مبتلا ہو کہ جس سے پیاس زیادہ لگتی ہے اور وہ پیاس کو برداشت نہ کر سکتا ہو یا اس کے لئے مشقت کا باعث ہو تو اس پر واجب نہیں ہے لیکن دوسری صورت (مشقت ہونے کی شکل میں) میں ہر روز کے لئے تین پاؤ گندم یا جو و غیرہ فقیر کو دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جتنا پانی پینے کے لئے مجبور ہو اس سے زیادہ نہ پئے اور اگر بعد میں روزہ رکھ بھی سکے تو ضروری نہیں ہے کہ ان روزوں کو قضا کرے.
مسئلہ ۳۰٦. وہ حاملہ عورت جس کے ہاں ولادت نزدیک ہو اور اس کے لئے اور اس کے بچے کے لئے روزہ رکھنا مضر ہو تو روزہ اس پر واجب نہیں ہے اور اگر عذر فقط بچے کے لئے ہو نہ اس کے لئے تو اسے چاہئے کہ ہر روز کے لئے ایک مد طعام یعنی گندم، جو و غیرہ فقیر کو دے اور دونوں صورتوں میں نہ رکھے ہوئے روزوں کی قضا کرے.

سوال ۳۰۷. وہ عورت جو بچے کو دودھ پلاتی ہے اور اس کا دودھ بھی نسبتاً کم ہے اور دایہ بھی نہیں ہے جو اس بچے کے لئے رکھی جائے اور خود اگر وہ روزہ رکھے تو بچے کے لئے مضر ہے تو کیا وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے؟
جواب: روزہ اس پر واجب نہیں ہے لیکن ہر روز کے لئے تین پاؤ گندم، جو و غیرہ فقیر کو دے اور آئندہ سال تک اس کی قضا کرے اور اگر آئندہ سال تک روزہ نہ رکھ سکے تو ہر روز کے روزہ کی تاخیر کے لئے تین پاؤ گندم، جو و غیرہ فقیر کو دے اور یہی حکم حاملہ عورت کے متعلق مسئلہ ۳۰۷ میں بیان کیا جا چکا ہے.

سوال ۳۰۸. وہ لڑکی جو سن بلوغ تک پہنچ چکی ہے اور جسمانی ضعف کی بنا پر ماہ مبارک رمضان میں روزہ نہیں رکھ سکتی اور ماہ رمضان کے بعد بھی آئندہ رمضان تک روزہ کی قضا نہیں کر سکتی تو اس کا حکم کیا ہے؟
جواب: جو لڑکی سن بلوغ (۱۳سال) کو پہنچ چکی ہے اس کا وظیفہ دوسرے مکلفین کی طرح ہے لذا اگر ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک جسمانی ضعف کی زیادتی کی وجہ سے قضا نہیں کر سکتی، قضا اس سے ساقط ہے لیکن اسے چاہئے کہ ہر روز کے روزہ کے لئے تین پاؤ گندم، جو، چاول و غیرہ فقیر کو دے.

## مستحب روزں کے احکام
====

سوال ۳۰۹. میں نے ۲۵ ذیقعدہ (روزدحوالارض) کو روزہ رکھنے کو مؤکد استحباب کی وجہ سے روزہ کی نیت کی لیکن اذان صبح سے پہلے جب بیدار ہوا تو دیکھا محتلم ہوں اور چونکہ ڈیوٹی پر تھا حمام تک رسائی ممکن نہ تھی لذا غسل کے بدلے تیمم کیا اور سو گیا اور اذان کے بعد وضو کیا اور وقت کی تنگی کے پیش نظر اسی لباس میں نماز ادا کی اور اس دن روزہ سے رہا تو کیا میری نماز اور روزہ صحیح ہے؟
جواب: مستحبی روزوں میں اذان صبح تک حتی جان بوجھ کر جنابت پر باقی رہنا روزہ کے باطل ہونے کا سبب نہیں ہے اور مستحبی روزہ کے لئے تیمم فرض کرنے کی صورت میں بھی عذر باقی رہنے اور وضو کرنے کی وجہ سے نماز بھی صحیح ہے اور نماز کے لئے لباس وبدن میں جتنی طہارت ممکن ہو واجب ہے اور ممکن نہ ہونے کی صورت میں نماز اسی شکل میں صحیح ہے.

سوال ۳۱۰. اولاد کا مستحبی روزہ جس کے والدین دلسوزی کی وجہ سے اس کو روزہ سے منع کرتے ہیں نیز شوھر کی اجازت کے بغیر عورت کا مستحبی روزہ کیا ہکم رکھتا ہے؟
جواب: اولاد کا مستحبی روزہ اگر والدین اور جد کی اذیت کا باعث ہے تو جائز نہیں ہے لیکن اگر اسے مستحبی روزہ رکھنے سے منع کریں تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ روزہ نہ رکھے لیکن اگر عورت کے روزہ رکھنے سے شوہر کا حق ضائع ہو تو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے اسی طرح اگر شوہر مستحبی روزہ رکھنے سے(نہ کہ اذیت کت لئے)منع کرے تو بنا بر احتیاط مستحب اسے پرہیز کرنا چاہئے.

### پہلی تاریخ ثابت ہونے کا طریقہ

مسئلہ ۳۱۱. پہلی تاریخ چار چیزوں سے ثابت ہوتی ہے.
١. انسان خود چاند کو دیکھے.
٢. بعض ایسے افراد جن کے کہنے سے یقین ہو جائے وہ کہیں ہم نے چاند کو دیکھا ہے اسی طرح ہر وہ چیز جس سے یقین پیدا ہو جائے.
٣. دو عادل فرد گواھی دیں کہ ہم نے رات کو چاند دیکھا ہے لیکن اگر یہ دونوں چاند کی صفت ایک دوسرے کے بر خلاف بتایئں یا ان کی گواھی واقع کے بر خلاف ہو مثلاً کہیں ماہ کے اندر کا دائرہ افق کی طرح تھا تو اول ماہ ثابت نہ ہو گا لیکن اگر بعض خصوصیات کی تشخیص میں اختلاف نہ ہو مثلاً ایک کہے کہ چاند بڑا تھا دوسرا کہے کہ نہیں تو ان کے کہنے سے اول ماہ ثابت ہو گا.
٤. اول شعبان سے تیس روز گزر جایئں تو اول ماہ رمضان ثابت ہے اسی طرح اول ماہ مبارک سے تیس روز گزر جایئں تو اول ماہ شوال ثابت ہو جائے گا.

مسئلہ ۳۱۲. اول ماہ اور چاند کے متعلق حاکم کے حکم کی حجیت میرے نزدیک محل اشکال ہے بلکہ نہیں ہے بلکہ ہر شخص کو چاہئے کہ خود اول ماہ کے لئے حجت رکھتا ہو.

### حرام اور مکروہ روزہ

مسئلہ۳۱۳. عید فطر کے دن روزہ رکھنا حرام ہے نیز جس دن کے متعلق نہیں معلوم کہ آخر شعبان ہے یا اول رمضان اگر اول رمضان کی نیت سے روزہ رکھے تو حرام ہے.

مسئلہ۳١٤. جس کو علم ہو کہ روزہ اس کے لئے مضر نہیں ہے اگرچہ ڈاکٹر روزہ نہ رکھنے کو کہے اسے چاہئے کہ روزہ رکھے اور جس کو یقین یا گمان ہو بلکہ اگر ایک منطقی احتمال بھی دے کہ روزہ اس کے لئے مضر ہے تو اگرچہ ڈاکٹر کہے روزہ اس کے لئے

مضر نہیں ہے اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے چونکہ میعار اور شرط ضرر کا خوف ہے نہ کہ یقین اور گمان اور احتمال کے ذریعے خوف حاصل ہو جاتا ہے لذا روزہ رکھے تو صحیح نہیں ہے.

## روزہ کے دیگر مسائل

سوال ٣١٥. کیا عورت ماہ مبارک رمضان کا روزہ رکھنے کے لئے دوا کا استعمال کر سکتی ہے کہ حیض نہ آئے، ایسی صورت میں روزہ کا کیا حکم ہے؟
جواب: یہ کام جائز اور اس کا روزہ صہیح ہے.

## اعتکاف کے احکام

اعتکاف یعنی عبادت کے قصد سے«قربتہ الی اللہ»مسجد میں رہنا بلکہ مسجد میں صرف قربت کی نیت سے رہنا بھی کفایت کرے گا گرچہ قصد قربت کے ساتھ عبادت کا قصد ہونا احوط ہے اور جس وقت بھی روزہ رکھنا صحیح ہے اس میں اعتکاف کرنا بھی صحیح ہے اس کے لئے سب سے افضل وقت ماہ مبارک رمضان ہے اس میں افضل ماہ مبارک کے آخر دن ہیں اور اصل شرع کے مطابق اعتکاف مستحب ہے اسے خود اپنی طرف سے یا زندہ و مردہ کی نیابت میں انجام دیا جا سکتا ہے گرچہ زندہ کی نیابت میں انجام دے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ ثواب حاصل کرنے کی امید سے انجام دے.

## اعتکاف کے شرائط

اعتکاف کے صحیح ہونے میں آٹھ شرطیں ہیں.
١. ایمان
٢. عقل
٣. قصد قربت
٤. روزہ رکھنا
٥. تین روز سے کم نہ رہنا
٦. چاروں مساجد یا مسجد جامع میں ہونا
٧. عورت کے لئے شوہر کی اجازت اگر شوہر کے حق کے منافی نہ ہو
٨. مسجد سے باہر نہ نکلنا

مسئلہ ٣١٦. جو مسجد جامع نہیں ہے مثلاً کسی قبیلہ یا محلہ کی مسجد ہے یا اس کا جامع ہونا مشکوک ہے تو اس میں اعتکاف صحیح نہیں ہے.

سوال ٣١٧. اعتکاف کے لئے مسجد جامع سے مراد کون سی مسجد ہے، کیا ممکن ہے ایک شہر میں کئی مسجد جامع ہوں؟
جواب: مسجد جامع وہ عمومی مسجد ہے کہ جس میں عام طور پر لوگ جمع ہوتے ہیں اور کسی خاص اہل محلہ یا گروہ یا زمانہ سے مخصوص نہ ہو اور ممکن ہے ایک شہر میں کئی مسجد جامع ہوں.

سوال ٣١٨. بڑے شہر جیسے تہران اس کے ہر محلہ کی ایک مسجد ہے اور ان میں سے بعض لوگوں کے اجتماع اور زیادہ رفت و آمد کی وجہ سے خاص اہمیت کی حامل ہیں کیا ایسی مسجد شہر کی مسجد جامع شمار ہو گی تا کہ اعتکاف اس میں صحیح ہو؟
جواب: معیار شہر کے کئے جامعیت ہے مہ اہل محلہ کے لئے لہذا اگر شہر کے لئے جامعیت یقینی نہ ہو اس میں اعتکاف صحیح نہیں ہے.

## جو چیزیں معتکف پر حرام ہیں

پانچ چیزیں معتکف پر حرام ہیں.
١. عورتوں سے متعلق شہوانی امور کو انجام دینا، مثلاً مقاربت، چھونا، چومنا
٢. استمناء(کسی بھی طرح منی خارج کرنا)
٣. اچھی خوشبو سونگھنا یا خوشبو دار بوٹیوں سے لذت حاصل کرنا
٤. خرید و فروخت بلکہ بنا بر احوط ہر طرح کی تجارت
٥. مد مقابل کو مغلوب کرنے کے لئے مجادلہ ومباحثہ

## احکام خمس

مسئلہ ٣١٩. سات چیزوں پر خمس واجب ہے.

۱. کاروبار اور تجارت سے حاصل شدہ فائدہ.
۲. معدن.
۳. گنج.
٤. حلال مال جب حرام کے ساتھ مخلوط ہو جائے.
٥. وہ جواہر جو دریا میں غوطہ زنی کے ذریعے حاصل ہوئے ہوں.
٦. جنگی مال غنیمت.
۷. وہ زمین جس کو کافر ذمی، مسلمان سے خرید لے.

۱. کاروبار کا فائدہ

مسئلہ ۳۲۰. جب بھی انسان کو تجارت، صنعت یا کسی دوسری طرح کوئی فائدہ حاصل ہو مثلاً کسی میت کے لئے اجرت پر نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور اسے مال ہاتھ آئے چنانچہ اس سے اور اس کے عیال سے بچ جائے تو خمس یعنی اس کا پانچواں حصہ اس طریقہ کے مطابق نکالے جو بعد میں بیان ہو گا.

مسئلہ ۳۲۱. اگر قناعت کرے اور سختی برداشت کرنے کی وجہ سے کوئی چیز سال کے خرچ سے بچ جائے تو اس پر خمس واجب نہیں ہے وہ سال کا خرچ شمار ہو گی گرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ادا کرے شہید نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ«لو اسرف حسب علیہ ولو قترحسب لہ»(۱)

مسئلہ ۳۲۲. جس چیز کا خمس ادا نہیں کیا گیا ہو اسے کسی دوسرے کو دیدے تو اس کا پانچواں حصہ اس شخص کی ملکیت نہیں ہے.

مسئلہ ۳۲۳. اگر کوئی بید یا چنار کا درخت لگائے تو جو اس کے بیچنے کا سال ہے اگر اس میں ان کو نہ بیچے تو اس کا خمس دینا ہو گا لیکن اگر اس کی شاخیں جسے معمولاً ہر سال کاٹ لیتے ہیں اس سے کوئی فائدہ اٹھائے اور صرف اس سے یا دوسری جگہ سے حاصل منافع کے ساتھ اس کے سالانہ خرچ سے بچ جائے تو ہر سال کے آخر میں اسے خمس دینا ہو گا.

مسئلہ ۳۲٤. آدمی جو مال فائدہ حاصل کرنے کے لئے لگاتا ہے وہ ہونے والے فائدے سے منہا ہو جائیگا چونکہ گذشتہ سال وکے سرمائے کا حصہ ہے لہذا اس پر خمس نہیں ہے.

مسئلہ ۳۲٥. جو شخص کمائی سال بھر کے درمیان کھانے پینے، پہننے، گھر اس کا سامان خریدنے، شادی، لڑکی کے جہیز اور زیارت وغیرہ میں خرچ کرتا ہے اگر اس کی شان سے زیادہ نہ ہو اور اس نے زیادہ روی بھی نہ کیا ہو تو خمس نہیں ہے.

سوال. ۳۲٦. میں پچھلے سال سرکاری نوکری کر رہا تھا لہذا کچھ اضافی تنخواہ باقی ہے جو ہمیں اس سال ملے گی دوسری طرف میں اس سال بیکار ہوں اور پیسوں کا ضرورتمند ہوں مہربانی کر کے فرمائیے کہ جو پیسہ مجھے ملے گا اس پر خمس دینا ہم پر واجب ہے یا نہیں؟
جواب: یہ پیسہ جس سال حاصل ہو اس سال کی در آمد ہے اب اگر پورے سال کے مخارج میں خرچ نہ ہو پائے اور بچ جائے تو اس پر خمس ہے.

سوال ۳۲۷. اگر کوئی باغ یا ملک اس پیسہ سے خریدی جائے کہ جس کا خمس ادا ہو چکا ہو تو کیا اگر فروخت نہ کیا جائے تو بھی اس پر خمس واجب ہو گا؟
جواب: جس قیمت پر خریدا ہے اس قیمت کا بڑھ جانا اور فائدہ حاصل ہونا تجارت کے فائدہ کا جزء ہے جو سالانہ خرچ سے زیادہ ہو تو اس پر خمس ہے ہاں اگر تجارت کے لئے ہو تو ہر سال کی اضافہ کی قیمت اس سال کی درآمد ہے اور اگر تجارت کے لئے ہو تو میعار بیچنے کا وقت ہے.

سوال ۳۲۸. بعض اوقات افراد کو عیدی یا بطور تشویق یا ہدیہ کوئی پیسہ ملتا ہے اگر فرد قناعت کرے اور سالانہ خمس کی مدت آجائے تو کیا حکم ہے؟
جواب: ہدیہ ہبہ اور عیدی پر خمس نہیں ہے لیکن بطور تشویق پیسہ کام کے حساب میں ہے اور کسب کے فائدہ کا جزء ہے اگر سال کے خرچ سے زیادہ ہو تو خمس اس پر واجب ہے.

سوال ۳۲۹. سرکاری ملازم جو کہ انتقال کر گیا اس کی بیوی کو اس وقت پینشن ملتی ہے تو کیا اس پر خمس ہے یا ارث شمار ہو گی اور اگر حکومت اس پینشن میں کچھ اضافہ کر دے تو کیا اس اضافہ پر(جبکہ سال گزر جائے)خمس ہے یا نہیں؟
جواب: پینشن جو دوسروں کے مرنے پر انسان کو ملتی ہے اس پر خمس نہیں ہے اور حکومت نے اس میں جو اضافہ کیا ہے اس پر خمس نہ ہونا اصل سے زیادہ واضح اور روشن ہے.

سوال ۳۳۰. ہم نے گاڑی خریدنے کے لئے کچھ پیسہ گاڑی کمپنی کے اکاؤنٹ میں جمع کیا تا کہ آئندہ سال گاڑی حاصل کر لوں تو کیا اس پر خمس واجب ہے؟
جواب: اگر ضرورت ہو تو چونکہ سالانہ خرچ ہے لہذا خمس نہیں ہے۔

سوال ۳۳۱. جن افراد نے ٹریکٹر خریدا ہے اور لوگوں کی زمین کی کھدائی کے لئے اجرت لیتے ہیں لیکن جو اجرت لیتے ہیں وہ زندگی کے مخارج پر خرچ ہو جاتی ہے تو کیا ٹریکٹر پر خمس ہے؟
جواب: جس چیز کی بھی در آمد معشیت کے لئے استعال ہوتی ہے وہ سرمایہ ہے اور اس پر خمس ہے خواہ اس کا خمس قسط کی صورت میں ادا کرے۔

سوال ۳۳۲. ایک شخص نے گھر قرض لے کر بنایا اور ایک مدت تک اس میں رہا لیکن کام نہ ہونے اور تجارت کے لئے سرمایہ کی ضرورت کی وجہ سے گھر بیچ دیا اس وقت کرایہ کے مکان میں رہتا ہے اور گھر کے پیسہ سے قرض ادا کیا اور اس کے کچھ پیسے سے گاڑی اور گھر کا سامان خریدا اور بقیہ پیسہ کو تجارت کے لئے قرار دیا ہے بیان فرمایئے اس کے کس قدر مال پر خمس واجب ہو گا؟
جواب: فروخت کیئے گئے گھر کے پیسہ کی طرح جو کہ اس کی ضرورت تھی جب تک گھر فراہم نہ ہو جائے اس پر خمس واجب نہ ہو گا حتی اس پر بھی جو سرمایہ شمار ہو رہا ہے ہاں اس سے حاصل شدہ منفعت اور کسب کا فائدہ ہے لہذا اس پر خمس ہو گا۔

سوال ۳۳۳. ہم نے ۱۰ لاکھ تومان مکان مالک کو بطور قرض الحسنہ دیا ہے تا کہ وہ ہم سے کرایہ کم لے تو کیا اس پیسہ پر خمس ہے؟
جواب: جو پیسہ مکان مالک کو بعنوان قرضہ الحسنہ دیا گیا اور مکان مالک نے بھی اس کو لے لیا تا کہ کرایا کم لے تو دیا گیا پیسہ چونکہ مستاجر(کرایہ دار)کی سالانہ ضرورت اور مخارج میں شمار ہو گا اس لئے اس پر خمس نہیں ہے مگر جب مخارج اور ضرورت سے خارج ہو جائے اور سالانہ خرچ سے بچ جائے تو اس قرض کی بنا پر اس پر خمس ہے۔

سوال ۳۳٤. وہ گھر جس میں رہتا ہے اگر اس کی قیمت خریدنے کے وقت کی نسبت زیادہ ہو جائے تو کیا اس اضافہ شدہ قیمت پر خمس واجب ہے؟
جواب: بیچنے سے پہلے درآمد کا حصہ نہیں ہے لذا خمس نہیں ہے لیکن بیچنے کے بعد اگر مخارج میں صرف نہ ہو یا مخارج کے لئے اس کی ضرورت نہ ہو تو کسب کے فائدے کا حصہ ہے اور اس پر خمس ہے۔

سوال ۳۳٥. ایک شخص نے عمرہ مفردہ کے لئے نام لکھوایا جبکہ عمرہ پر اس کا جانا قطعی ہے اور جانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے لئے پیسہ بینک میں جمع کرے لیکن اس کی نوبت آئندہ سال ہے تو کیا خمس کی تاریخ کے موقع پر جو پیسہ حج وزیارت کمیٹی کے اکاؤنٹ میں جمع کیا ہے اس پر خمس واجب ہے؟
جواب: عمرہ اور اس کے علاوہ معمول کے مطابق زیارتی سفر کا خرچ جو سالانہ مخارج میں شمار ہوتا ہے اس پر خمس نہیں ہے۔

سوال ۳۳٦. اگر کوئی پیسہ جہیز خریدنے کے لئے الگ رکھا جائے تو کیا یہ خود جہیز کے حکم میں ہے یا فرق کرتا ہے؟
جواب: ظاہراً کوئی فرق نہیں کرتا اور اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

سوال ۳۳۷. میں ایک ایسا جوان ہوں کہ مجھے شادی کی ضرورت ہے کچھ پیسا اس کام کے لئے جمع کیا ہے اور کر رہا ہوں تو کیا اس جمع پیسہ پر خمس واجب ہے؟
جواب: جو پیسہ اب تک جمع ہوتا رہا اگر وہ سابق مراجع کے زمانے میں تھا اور اس پر خمس واجب سمجھتے تھے لیکن جو اس وقت کے بعد سے شادی کے ضروری خرچ کے لئے جمع ہو گا میری نظر میں اس پر خمس نہیں ہے۔

سوال ۳۳۸. وہ سرمایہ جس کا خمس ادا کر دیا گیا ہو گھاٹے یا زندگی کے مخارج کی وجہ سے اس میں کمی آجائے تو کیا اسے آئندہ سال کے مخارج سے پورا کیا جا سکتا ہے؟
جواب: ایسا نہیں کیا جا سکتا اور ہر سال کے آخر کی پونجی بعد والے سال کے لئے معیار ہے یعنی اگر بعد والے سال میں اس میں کوئی چیز اضافہ ہوئی تو چاہئے گذشتہ سال کے سرمایہ کے برابر نہ ہوا ہو تو اس پر خمس دینا ہو گا۔

سوال ۳۳۹. ایک شخص اپنے خمس کی سالانہ تاریخ کے وقت گرچہ مقروض ہے لیکن اس کے پاس فی الوقت نقد پیسہ موجود ہے کیا اس پیسہ پر خمس ہے اگر ہے تو کیا صورت ہے؟
جواب: اگر قرض ادا کرنے کا وقت آجائے اور اس نقد پیسہ سے وہ خمس ادا کرنا چاہ رہا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنا قرض ادا کرے اور اگر قرض سرمایہ کے لئے نہیں تھا تو اس پر خمس نہیں ہے وگرنہ اس کا خمس ادا کرنا ہو گا چونکہ مخارج سال کی بچت شمار ہو گی۔

سوال ٣٤٠. اگر کسی سرکاری ملازم کی تنخواہ دفتری مشکل کی وجہ سے کچھ مہنے کاٹ لی جائے اور اس کے اکاؤنٹ میں نہ ڈالی جائے اور اسی درمیان اس کے خمس کی تاریخ آجائے تو کیا اس کا فریضہ ہے کہ جب تنخواہ اس کے اکاؤنٹ میں ڈالی جائے تو خمس ادا کرے؟
جواب: وہ جب وصول ہو اس سال کا حصہ ہے نہ کہ گذشتہ کا کیونکہ اس وقت اس کے اختیار میں نہ تھی اور موجودہ فائدہ بھی اس پر صادق نہ تھا.

سوال ٣٤١. جو شخص سرکاری ادارے اور دفتر میں ملازم ہوتا ہے جب سے اس کو تنخواہ دی جاتی ہے اس وقت سے وہ ادارہ یا دفتر اس کی تنخواہ سے کچھ رقم اس کی پینشن کے طور پر کاٹ لیتا ہے اور جب وہ ملازمت سے ریٹائر ہو جاتا ہے تو اسے وہ رقم دینے لگتا ہے تو کیا اس پر خمس ہے یا نہیں؟اور خمس واجب ہونے کی صورت میں اس پر خمس ادا کرنا فوری ہے یا اس سال کی سالانہ بچت کا حصہ ہے جس میں اسے دیا گیا ہے؟
جواب: اس سال کی سالانہ بچت کا حصہ ہے جس میں اسے ملا.

### ٢. معدن

مسئلہ ٣٤٢. اگر کوئی سونے، چاندی، مس، لوہا، تیل، پتھر کے کوئلہ، فیروزہ، عقیق اور نمک وغیرہ کی کان حاصل کر لے تو اس کے نصاب کے برابر ہونے کی صورت میں اس پر خمس واجب ہو گا.

مسئلہ ٣٤٣. چونا، پکاہوا چونا، لال مٹی بنا بر احتیاط واجب معدن میں شمار ہوتی ہے اور اس پر خمس ہے.

مسئلہ ٣٤٤. اگر کسی کا کام کان کھودنا ہو تو اس پر جوخمس بتایا گیا اسے ادا کر دینے کے بعد کسی درآمد کی جہت سے اس پر دوسرا خمس واجب نہ ہو گا لذا اگر سال گذر جائے اور معدن سے حاصل درآمد سے سالانہ خرچ نکالنے کے بعد کوئی چیز بچ گئی تو اس پر خمس نہیں ہے وہ پہلا معدن کا خمس جو اس نے ادا کر دیا ہے کافی ہے.

### ٣. گنج

مسئلہ ٣٤٥. گنج اس مال کو کہتے ہیں جو زمین، درخت، پہاڑ یا کسی دیوار کے نیچے چھپا ہو اور اسے کوئی پالے اور اس طرح ہو کہ اسے گنج کہا جائے.

مسئلہ ٣٤٦. اگر انسان اس زمین میں جو کسی کی ملکیت نہیں ہے کوئی گنج پیدا کر لے تو وہ خود اس کا مال ہے اسے اس کا خمس ادا کرنا چاہئے.

### ٤. جب حلال اور حرام مال مخلوط ہو جائے

مسئلہ ٣٤٧. اگر مال حلال، حرام میں اس طرح مخلوط ہو جائے کہ انسان اس میں سے ایک دوسرے کی تشخیص نہ دے سکے اور نہ حرام مال کا مالک معلوم ہو اور نہ ہی اس کی مقدار تو پورے مال کا خمس ادا ہونا چاہئے اور خمس دینے کے بعد بقیہ مال حلال ہو جائے گا.

مسئلہ ٣٤٨. اگر حلال مال حرام میں مخلوط ہو جائے اور انسان حرام کی مقدار کو جانتا ہو لیکن اسکے مالک کو نہ جانتا ہو تو اس مقدار کو صاحب مال کی نیت سے صدقہ دیدے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مجتہد جامع الشرائط سے اجازت بھی لے.

### ٥. وہ جواھر جو سمندر سے غوطہ لگا کر نکالا جائے

مسئلہ ٣٤٩. اگر غوطہ زنی کے ذریعہ یعنی سمندر میں غوطہ لگا کر لؤلؤ اور مرجان یا دوسرے جواہر جو سمندر میں غوطہ زنی سے حاصل ہوتے ہیں ہاتھ آئے تو چاہئے وہ نمو کرنے والا ہو یا معدنی ہو اس سے ان مخارج کو کم کرنے کے بعد کہ جو اس کو نکالنے میں آئے ہیں اس کی قیمت ١٨ سونے کے چنے کے برابر ہو تو اس کا خمس دینا ہو گا اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اسے ایک بار سمندر سے نکالا ہو یا کئی مرتبہ وہ سب ایک ہی جنس سے ہو یا کئی جنس سے لیکن اگر کئی افراد نے نکالا ہو تو ان میں جس کا حصہ بھی ١٨ چنوں کے برابر ہو فقط اس کو خمس دینا ہو گا.

### ٦. غنیمت

مسئلہ ٣٥٠. اگر مسلمان امام کے حکم سے کفار سے جنگ کریں تو جو چیز جنگ میں انھیں حاصل ہو اس کو غنیمت کہتے ہیں اور جو مخارج غنیمت کے لئے ہوئے ہیں مثلاً اس کی حفاظت، اسکو اٹھانا، لے جانا نیز ایک مقدار جس کو امام کسی خاص جگہ مصرف کرنا چاہتا ہے اور وہ چیزیں جو امام سے مخصوص ہیں ان سب کو غنیمت سے جدا کرنا ہو گا اس کے بعد بقیہ پر خمس دینا ہو گا.

### ۷. وہ زمین جس کو کافر ذمی مسلمان سے خریدے

مسئلہ ۳۵۱. اگر کافر ذمی کوئی زمین مسلمان سے خریدے تو اس کا خمس اسی زمین سے ادا کرے اور اگر اس کا پیسہ دیدے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر پیسے کے علاوہ کوئی دوسری چیز دینا چاہئے تو یہ مجتہد جامع الشرائط کی اجا زت سے ہونا چاہئے نیز اگر گھر دکان وغیرہ مسلمان سے خریدے اس صورت میں اس زمین کی الگ قیمت لگا کر بیچے تو اس زمین کا خمس اس کو ادا کرنا ہو گا اور اگر گھر اور دکان کو ساتھ بیچے تو زمین بھی اس کے ساتھ منتقل ہو جائے گی اور زمین پر خمس واجب نہیں ہے اور اس خمس کو ادا کرنے میں قصد قربت ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ مجتہد جامع الشرئط بھی اگر اس سے خمس لے تو قصد قربت کرنے کی ضرورت نہیں ہے.

### خمس کا مصرف

مسئلہ ۳۵۲. خمس کو دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہئے ایک حصہ سہم سادات سے مختص ہے اسے مرجع تقلید کو دینا چاہئے یا اس کی اجازت سے فقیر یا یتیم سید کو یا وہ سید جو سفر میں مشکلات سے دوچار ہے اس کو دینا چاہئے اور دوسرا نصف حصہ امام کا ہے جس کو اس زمانے میں مرجع تقلید یا اس کے وکیل یا اس کے نمائندے کو دینا چاہئے یا ان جگھوں پر صرف کرنا چاہئے کہ جہاں مجتہد نے اجازت دی ہے لیکن اگر انسان سہم امام کو کسی ایسے مجتہد کو دینا چاہتا ہے کہ جس کی تقلید نہیں کرتا تو اس کو اس صورت میں اس کی اجازت دی جاتی ہے کہ اسے علم ہو کہ اس کا مرجع اور دوسرا مجتہد ایک ہی شکل میں سہم امام کو مصرف کرتے ہیں.

### خمس کے متفرقہ مسائل

سوال ۳۵۳. اگر خمس کی تاریخ آجانے پر میاں بیوی عمداً اپنا مال ایک دوسرے کو بخش دیں تو ان کے مال کے خمس کا کیا حکم ہے؟
جواب: چونکہ یہ خمس سے بچنے کے لئے ہے لہذا بری الذمہ نہیں ہوں گے ان کو خمس دینا چاہئے

سوال ۳۵٤. وہ رقوم شرعیہ جو جامع الشرائط مجتہد یا اس کے نمائندہ کے ذریعہ دست بہ دست ہوئی ہو کیا دوسرے مجتہدوں یا ان کے نمائندوں کو دی جا سکتی ہے؟
جواب: جائز نہیں ہے اور دوسرے کے مال میں تصرف کے حکم میں ہے.

سوال ۳۵۵. کیا سہم سادات کو مجتہد کی اجازت کے بغیر فقیر اور مستحق سادات کو دیا جا سکتا ہے؟
جواب: نہیں دیا جا سکتا بلکہ اجازت کی ضرورت ہے.

سوال ۳۵٦. پیسہ کی ارزش میں کمی آجانا کیا خمس پر کوئی اثر مرتب کرتا ہے؟
جواب: جب تک عرف اور معاشرہ کسی چیز کی قیمت کے اضافہ کو فائدہ سمجھتی ہے اس وقت تک پیسہ کی ارزش میں کمی آنے سے خمس کے متعلق ہونے میں کوئی نقصان نہیں ہے اور خمس فائدہ پر ہے، اور اس کا معیار بھی عرف میں فائدہ کا صادق آنا ہے.

### احکام زکات

مسئلہ ۳۵۷. زکات نو چیزوں پر واجب ہے.
۱. گندم
۲. جو
۳. خرما
٤. کشمش
۵. سونا
٦. چاندی
۷. اونٹ
۸. گائے
۹. بھیڑ
اگر کوئی ان نو چیزوں میں کسی ایک کا ان شرائط کے ساتھ جو بعد میں بیان ہوں گے مالک ہو تو اسے چاہئے کہ جو مقدار معین کی گئی ہے ان جگھوں پر خرچ کرے کہ جس کاحکم دیا گیا ہے.

سوال ۳۵۸. میرے پاس چاول کی زراعت ہے اور رسالہ عملیہ میں صرف نو چیزوں سے زکات متعلق ہے اور اس مطلب کے پیش نظر کے حضرت رسول اکرم کے زمانہ میں عراق اور عرب سر زمین پر چاول تھا ہی نہیں تو کیا چاول پر بھی زکات ہے؟ اگر زکات ہے تو اس کا نصاب کیا ہے؟
جواب: زکات صرف انھیں نو چیزوں پر واجب ہے اور فلسفہ احکام اپنی تمام جہتوں کے ساتھ آدمی پر واضح نہیں ہے کس طرح اتنی زحمتوں کے ساتھ(کاشت ہونے والے)چاول کو گندم(بالخصوص جو صرف بارش کے پانی سے ہو)کے برابر حساب کریں؟مذید یہ کہ چاول کا مسئلہ خود آئمہ کے زمانے میں بھی مورد بحث تھا.

## زکات واجب ہونے کے شرائط

مسئلہ ۳۵۹. زکات اس صورت میں واجب ہوتی ہے کہ مال، نصاب(جو کہ بعد میں بیان ہو گا)کے برابر ہو جائے اور اس کا مالک بالغ، عاقل اور آزاد ہو اور اس مال میں تصرف کر سکے.

سوال۳٦۰. ایک کنبہ کے افراد امام خمینی خیریہ کمیٹی کے زیر سر پرستی ہیں ان کے پاس زمین کا ایک پلاٹ ہے جس میں مثلاً ۲۸۰۰ کلو جو پیدا کرتے ہیں تو اس بات کے پیش نظر کہ اس گھرانے کا فقر ثابت ہے کیا اس پر زکات ادا کرنا واجب ہے؟
جواب: زکات پیداوار سے متعلق ہے نہ کہ در آمد سے لہذا اگر اس مال پر زکات واجب ہونے کے شرائط پورے ہوں تو اس کی زکات ادا کرنی چاہئے چاہے وہ فقیر ہوں.

## گندم، جو، خرما اور کشمش کی زکات

مسئلہ ۳٦۱. گندم، جو خرما اور کشمش پر زکات اس وقت واجب ہوتی ہے جب نصاب کے برابر ہوں اور ان کا نصاب رائج وزن کے مطابق ۸٤۷/۲۰۷ کلو گرام ہے.

سوال۳٦۲. نہر سے سینچای کی صورت میں کسانوں سے پانی پہنچانے اور پانی کو گندگی وکثافت سے پاک رکھنے کے عنوان سے پیسہ لیتے ہیں جو موٹر سے آبیاری کی قیمت کے مساوی ہے اس صورت میں گندم یا جو کی زکات دسواں حصہ ہے یا بیسواں حصہ ہے؟یا اس خرچ کو بقیہ مخارج میں شمار کر کے بیسواں حصہ زکات ادا کرے؟
جواب: سارے پیسے جو زراعت کے لئے خرچ ہوئے ہیں مخارج میں شما ہونگے لیکن اس کی زکات دسواں حصہ ہے.

## سونے اور چاندی کی زکات

مسئلہ ۳٦۳. سونے اور چاندی پر زکات اس صورت میں واجب ہو گی کہ جب وہ سکہ دار ہو اور اس کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے اور اگر اس پر سے سکہ کے نشان مٹ گئے ہوں تو بھی زکات دینی ہو گی.

## اونٹ، گائے اور بھیڑ کی زکات

مسئلہ ۳٦٤. اونٹ، گائے اور بھیڑ کی زکات میں مذکورہ شرطوں کے علاوہ اور بھی دو شرطیں ہیں.
۱. یہ کہ جانور سے پورےسال میں کام نہ لیا جائے اور اگر پورےسال میں ایک دو روز کام کیا ہو تو اس پر زکات واجب ہے.
۲. دوسرے یہ کہ جانور پورے سال میں چرے لذا اگر پورےسال یا اس کے کچھ حصہ میں چائے دن ہو یا رات کاٹی ہوئی گھاس یا کسی مالک کی ملک یا پھر کسی دوسرے کی ملک میں چرے تو اس پر زکات نہیں ہے لیکن اگر پورے سال میں ایک یا دو روز مالک کی گھاس کھائے تو بنا بر احتیاط اس کی زکات واجب ہے بلکہ قوت سے کالی نہیں ہے.

## زکات کا مصرف

مسئلہ ۳٦۵. زکوۃ آٹھ مقامات پر صرف کی جا سکتی ہے.
۱. فقیر وہ شخص ہے کہ جس کے پاس اپنے اوراپنے اہل وعیال کے لئے سال بھر کے اخراجات نہ ہوں.
۲. مسکین کو دے، مسکین وہ شخص ہے جو فقیر سے بھی سے زیادہ سختی میں زندگی بسر کرتا ہے.
۳. اس شخص کو دے جو امام یا نائب امام کی طرف سے زکات اور جمع کرنے پر مامور ہو اور اس کی دیکھ بھال کرے اوراسے امام یا نائب امام یا فقراء تک پہنچائے.
٤. ان کفار کو جن کو زکات اگر دی جائے تو وہ دین اسلام کی طرف مائل ہو جائیں یا جنگ میں مسلمانوں کی مدد کریں.
۵. غلاموں کوخریدنا اورآزاد کرنا.
٦. اس مقروض کو جو اپنا قرض نہیں ادا کر سکتا.
۷. خدا کی راہ میں یعنی ان کاموں پر خرچ کرنا جو مسجد کی طرح عمومی فائدہ رکھتے ہوں مثلاً پل بنانا، راستہ صحیح کرنا جس کا سارے مسلمانوں کو فائدہ پہنچے اور اس جگہ جہاں اسلام کے لئے فائدہ ہو چاہئے وہ کسی بھی صورت میں ہو.
۸. ابن سبیل، یعنی وہ مسافر جو سفر میں محتاج ہو جائے.

مسئلہ ٣٦٦. جس چیز کو انسان زکات کی بابت فقیر کو دے رہا ہے ضروری نہیں ہے کہ اس سے کہے یہ زکات ہے بلکہ اگر فقیر شرمندہ ہو تو مستحب ہے اس طرح کہ جھوٹ نہ ہو پیشکش کے نام سے دے لیکن زکات کی نیت کرے.

## مستحقین زکات کے شرائط

مسئلہ ٣٦٧. جو زکات لے رہا ہو اسے چاہئے شیعہ اثنا عشری ہو اگر زکات دینے والے کے لئے خصوصاً طریقہ سے کسی کا شیعہ ہونا ثابت ہو تو اسے زکات دے اور زکات تلف ہو جانے کے بعد معلوم ہو کہ شیعہ نہیں تھا تو ضروری نہیں ہے کہ دوبارہ زکات ادا کرے.

مسئلہ ٣٦٨. اگر کوئی شیعہ بچہ یا دیوانا فقیر ہو تو انسان اس کے ولی کو زکات اس قصد سے دے سکتا ہے کہ جو زکات دے رہا ہے ہو بچہ یا دیوانا کی ملکیت ہے.

مسئلہ ٣٦٩. جن افراد کا خرچ اولاد کی طرح انسان پر واجب ہے اسے وہ زکات نہیں دے سکتا لیکن دوسرے انھیں زکات دے سکتے ہیں.

مسئلہ ٣٧٠. عورت اپنے فقیر شوہر کو زکات دے سکتی ہے چاہے وہ شوہر اس زکات کو خود اس بیوی پر خرچ کرے.

## نیت زکات

مسئلہ ٣٧١. انسان کو چاہئے زکات کا قصد قربت یعنی خداوند عالم کے حکم کو بجا لانے کی نیت سے ادا کرے اور جس مال کو دے رہا ہو معین کرے کہ مال کی زکات ہے یا زکات فطرہ ہے لیکن اگر اس پر جو اور گندم کی زکات واجب ہو تو ضروری نہیں ہے کہ جو چیز دے رہا ہے اسے معین کرے کہ وہ گندم کی زکات ہے یا جو کی زکات ہے.

## زکات کے دیگر مسائل

مسئلہ ٣٧٢. جب گندم وجو کو بھوسے سے جدا کر لیں نیز کھجور اور انگور سوکھ جائے تو انسان کو چاہئے کہ اس کی زکات فقیر کو دیدے اور سونے، چاندی، گائے، بھیڑ اور اونٹ بارہویں مہینے کے تمام ہونے کے بعد فقیر کو دیدے یا اپنے مال سے جدا کر دے لیکن جدا کرنے کے بعد اگر کسی خاص فقیر کا منتظر ہو یا کسی ایسے فقیر کو دینا چاہے جو کسی جہت سے برتری رکھتا ہے تو اس کے انتظار میں چند ماہ زکات کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے.

## زکات فطرہ

مسئلہ ٣٧٣. جو سخص شب عید فطر غروب کے وقت بالغ، عاقل اور باہوش ہے نیز فقیر اور کسی کا غلام نہیں ہے اسے چاہئے کہ اپنے اور اپنے پاس کھانے والوں میں سے ہر ایک کے لئے ایک صاع(جو تقریباً تین کلو کے برابر ہے)گندم، جو، خرما، کشمش، چاول، جوار یا اس طرح کی کوئی چیز مستحق کو دے اور اگر ان میں سے کسی ایک کا پیسہ دےدیا تو کافی ہے.

مسئلہ ٣٧٤. جس کے پاس خود اس کا اس کے بچوں کا خرچ نہیں ہے اور کوئی ذریعہ معاش بھی نہیں ہے کہ جس سے اس کے اور اس کے گھر والوں کے پورے سال کا خرچ پورا ہو سکے فقیر ہے اس پر زکات فطرہ واجب نہیں ہے.

مسئلہ ٣٧٥. انسان کو چاہئے کہ شب عید فطر غروب کے وقت جو لوگ اس کے کھانے والوں میں شمار ہوتے ہیں چھوٹے ہوں یا بڑے، مسلمان ہوں یا کافر ان کا خرچ دینا اس پر واجب ہو یا نہ خود اس کے شہر میں ہوں یا کسی دوسرے شہر میں سب کا فطرہ ادا کرے.

مسئلہ ٣٧٦. اگر کسی کے یہاں شب عید فطر غروب کے بعد ولادت وہ یا کوئی اس کے یہاں کھانے والا شمار ہو تو واجب نہیں ہے کہ اس کا فطرہ ادا کرے اگرچہ مستحب ہے ان افراد کا فطرہ جو غروب کے بعد اور روز عید فطر ظہر سے پہلے اس کے یہاں کھانے والوں میں شمار ہوں ان کا فطرہ ادا کرے

سوال٣٧٧. جو مہمان شب عید فطر آئے اس کا فطرہ کس کے ذمہ ہے؟
جواب: خود مہمان کے ذمہ ہے حتی اگر غروب سے پہلے بھی وارد ہو(تو بھی اسی کے ذمہ ہے)اس لئے کہ ایک شب افطار اور کھانا کھانے سے اس کا شمار میزبان کے یہاں کھانے والوں میں نہیں ہوتا اور اس پر کنبہ میں ہونا صادق نہیں آتا اور مہمان کی اجازت ورضایت سے میزبان اس کا فطرہ دے سکتا ہے.

سوال٣٧٨. وہ مہمان جو صاحب خانہ کی اجازت سے شب عید فطر اور غروب سے پہلے وارد ہو اس کا فطرہ کس کے ذمہ ہے؟

جواب: خود مہمان کے ذمہ ہے مگر یہ کہ وہ کئی روز وہاں رہنا چاہتا ہو اس طرح کہ صاحب خانہ کے یہاں کھانے والوں میں شمار ہو۔

سوال ٣٧٩. ان سپاہیوں کا فطرہ جو بیرکوں میں رہتے ہیں اور سرکاری کھانا کھاتے ہیں خود ان کے ذمہ ہے یا حکومت کے ذمہ ہے؟کیا یہ سپاہی حکومت کا کنبہ شمار ہوں گے؟
جواب: حکومت کے ذمہ نہیں ہے اگر وہ خود ادا کرنے کی قوت رکھتے ہیں اور کھانے کا پیسہ دیتے ہیں انہیں چاہئے کہ اپنی زکات فطرہ ادا کریں اور اگر کھانا ان کو دیا جاتا ہے اس طرح کہ حکومت کا کنبہ شمار ہوتے ہیں تو بھی احتیاط لازم کی بنا پر زکات فطرہ خود ان کے ذمہ ہے گرچہ ان پر فطرہ کا واجب نہ ہونا خالی از قوت نہیں ہے۔

## زکات فطرہ کا مصرف

مسئلہ٣٨٠. مال کی زکات کے جو آٹھ مصرف بتائے گئے ہیں اگرانھیں جگھوں پر زکات فطرہ کو خرچ کرے تو کافی ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ شیعہ فقیر کو دیا جائے۔

سوال ٣٨١. کیا فقیر سادات کو زکات فطرہ دی جا سکتی ہے؟اور دئیے جانے کی صورت میں انھیں کس طرح دی جائے؟
جواب: سید اپنی زکات فطرہ سادات کو دے سکتا ہے لیکن غیر سید اپنی زکات فطرہ سید کو نہیں دے سکتا۔

سوال ٣٨٢. جس نے مدتوں اپنی زکات فطرہ ادا نہیں کیا وہ گزشتہ سالوں کا فطرہ کس طرح حساب کرے؟
جواب: اسے موجودہ قیمت کے لحاظ سے حساب کرنا چاہئے۔

## صدقات

سوال ٣٨٣. صدقہ کے متعلق توضیح فرمایئے؟
جواب: ہر عطیہ اور بخشش جو بلا عوض قربت خدا کی نیت سے ہو وہ صدقہ ہے اور اس کا کوئی نصاب نہیں ہے صدقہ انسان کو مختلف بلاؤں مثلاً امراض، آگ لگنے، ایکسیڈنٹ، ڈوبنے، جنون، ناگوار موت وغیرہ سے بچاتا ہے اور انھیں انسان سے دفع کرتا ہے اس کے متعلق رسولخدا نے فرمایا ہے«صدقہ ستر قسم کی بلاؤں کو دور کرتا ہے» یہ ساری چیزیں وہ ہیں جو اخروی اور معنوی ثواب کے علاوہ ہیں اور صدقہ سے حاصل ہوتی ہے۔
پروردگار عالم ان دیگر تمام چیزوں کو کہ جن کو لینے کے لئے دوسروں کو وکیل اور مامور کیا ہے کہ بر خلاف صدقہ اپنے ہاتھوں سے لیتا ہے«الم یعلموا ان اللہ هو یقبل التوبة عن عباده ویاخذ الصدقات وان اللہ هو التواب الرحیم»۔

سوال ٣٨٤. صدقہ کے صحیح ہونے کے شرائط بیان فرمایئے؟
جواب: اگر صدقہ کی حقیقت میں قصد قربت کو جزء ماہیت اور شرط داخل نہ جانیں تو بھی اس کا صحت کے لئے شرط ہونا بلا شبہ اور قطعی ہے۔
امام صادق علیہ السلام نے فرمایا«لا صدقة ولا عتق الا ما ارید بہ وجہ اللہ عزوجل»۔
اصحاب نے گرچہ ایجاب اور قبول کو شرط صحت جانا ہے لیکن اس کے کوئی قانع کرنے والی دلیل نہیں ہے اور اطلاعات و عمومات کی اقتضاء کے مطابق بلکہ اصل قربت کا شرط نہ ہونا ہے اور خاص روایتیں بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں۔
«عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی الرجل یخرج بالصدقہ لیعطیها السائل فیجده قد ذهب، قال: فلیعطیها غیره ولا یردها فی مالہ»۔
ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے: اس شخص کے متعلق جو صدقہ کے ساتھ نکلتا ہے کہ فقیر کو دے لیکن دیکھتا ہے وہ چلا گیا. فرمایا: پس دوسرے کو دیدے اور اسے اپنے مال میں نہ ملائے۔
واضح ہے کہ روایت میں نہ ایجاب ہے نہ قبول نہ قبض ہے نہ اقباض اسے دینے کا حکم اور(اپنے مال میں)ملانے کے نہ ہونے کا ذکر ہوا ہے جو صدقہ کا لازمہ ہے۔ .
«عن ابی عبداللہ علیہ السلام ان علیاً علیہ السلام کان یقول: من تصدق بصدقة فردت علیہ فلا یجوزا کلها و لا لہ الا انفاقها انما منزلتها بمنزلة العتق للہ فلوان رجلاً اعتق عبداللہ فرددلک العبد لم یرجع فی الامر الذی جعلہ اللہ فکذلک لا یرجع فی الصدقة»۔
حضرت ابا عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے: اگر کوئی شخص صدقہ دے اور وہ صدقہ اس کی طرف پلٹ جائے تو جائز نہیں ہے کہ وہ خود کھائے مگر یہ کہ وہ اس کو انفاق کر دے اس کی منزلت اس کی راہ میں غلام آزاد کرنے کی طرح ہے یعنی اگر کوئی خدا کے لئے بندہ آزاد کرے اور وہ غلام اس کی طرف پلٹ آئے تو پھر اس کی ملکیت میں داخل نہیں ہوتا ایسے ہی وہ صدقہ ہے جو اللہ کی راہ میں دیا گیا ہو اگر واپس آجائے تو پھر بھی صدقہ میں داخل ہوتا ہے۔
اس روایت کا مورد بھی پہلی روایت کی طرح ہے جہاں ان دو شرطوں میں سے کوئی ایک موجود نہیں ہے چونکہ ظاہراً با وجود اس کے کہ اس نے قبول نہ کیا اور لینے سے پہلے واپس کر دیا لیکن پھر بھی اس کا استمال جائز نہیں قرار دیا گیا اور اپنے اموال کا جز بنانے سے روکا گیا ہے ورنہ صدقہ میں کسی کو خدا کا شریک نہ بنانے کے خلاف ہو گا(٢)نیز یہ روایت ان دیگر روایتوں کی طرح عدم شرطیت پر دلالت کرتی ہے کہ جن میں صدقہ کو عتق(آزاد کرنے)سے تشبیہ دی گئی ہے اور چونکہ عتق ایقاع ہے لہذا قبض واقباض کا وہاں تصور نہیں ہے۔

منجملہ دیگر روایتیں جن سے استدلال کیا جا سکتا ہے محمدبن مسلم کی صحیحہ ہے:
«قال سئلت ابا جعفر عن رجل کانت لہ جاریة فاذتہ فیھا امراتہ، فقال: ھی علیک صدقہ، فقال: ان کان، قال: ذلک فلیمضھا و ان لم یقل فلیرجع فیھا ان شاء».
اس صحیحہ میں کیفیت استدلال اس طرح ہے کہ صدقہ کو واپس لینے کے عدم جواز کا مکمل معیار دو چیزیں قرار دی گئی ہیں:انشاءصدقہ اور صدقہ کی نیت اس کے علاوہ ظاہراً روایت کے متعلق قبض و اقباض کا وقوع نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ پلٹانے کے جواز کا نہ ہونا قصد قربت ہونے کے فرض کی وجہ سے ہے لذا صحیحہ مورد اور قاعدہ کے لحاظ سے عدم شر طیت پر دلالت کرتی ہے۔

سوال ٣٨٥. صدقات میں سب سے افضل کیا ہے؟
جواب:١. اپنے عیال کے لئے وسعت دینا سب سے بڑا صدقہ ہے اس لئے شہیدرح نے دروس میں فرمایا ہے«والتوسعة علی العیال من اعظم الصدقات»
٢. اس شخص کا صدقہ دینا جس کی مالی حالت روبراہ ہے«افضل الصدقة من ظھر غنی».
٣. وہ صدقہ جو خود اس شخص کے ایثار کے ساتھ نہ ہو کہ اس کی بیوی بچوں کی طرف سے اس لئے کہ بیوی بچوں کے متعلق کہا گیا ہے ان کی طرف سے ایثار و کشادگی نہ کرے یہ افضل صدقہ ہے اور بنیادی طور پر جن جگہوں پر ایثار کا حکم دیا گیا ہے اس کا مخاطب خود ایثار کرنے والا ہے نہ کہ دوسرے(جیسے اس کے بیوی بچے اور گھر کے دیگر افراد) اور انھیں مشقت و تکلیف میں مبتلا کرنا نا قابل مذمت امر ہے بلکہ بعض جگہوں پر حرام ہے۔
٤. دعوت اور مہمانداری کرنا.
٥. اپنے اقربا کو صدقہ دینا کیونکہ اقرباء میں محتاج ہونے کی صورت میں دوسروں کو صدقہ دینا مکروہ ہے بلکہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا«لا صدقہ وذورحم محتاج»اور حاجتمند اقرباء ہونے کے باجود دوسروں کو صدقہ دینا شمار نہیں ہوتا رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے اپنے اقرباء کو صدقہ دینا ستر گنا(ثواب رکھتا ہے (٢)جبکہ عام صدقہ دینا دس گنا(ثواب رکھتا ہے)من جاء بالحسنة فلہ عشر امثالھا.
نا گفتہ نہ رہ جائے اپنے اقرباء کو صدقہ دینا صلہ رحم کے مصادیق میں سے ہے جو عمر کے طولانی ہونے کا باعث ہے چونکہ صدقہ بھی اپنی جگہ پہنچے تو بہتر ہے اس لئے کہ صدقہ دینے والا صدقہ لینے والوں کی نسبت شناخت رکھتا ہے اور وہ بھی ناراحتی کا احساس نہیں رکھتے(چونکہ مدد اور تعاون اپنے اقرباء اور اعزاء سے پا رہے ہیں)اور اگر ناراحتی کا احساس بھی کریں تو دوسروں سے صدقہ لینے کے ناراحتی کے احساس سے کمتر ہے ان سب کے علاوہ چونکہ وہ اعزا و اقارب ہیں لہذا ان کی خوشی و دعا کا انسان کی زندگی پر بڑا اثر پڑتا ہے۔
اس جگہ اعزاواقرباء کو صدقہ دینے کی اہمیت اور معنویت سے مزید آشنائی اور زیادہ توجہ کے لئے صرف ایک روایت پر اکتفا کرتے ہیں.
«عن الحسین بن زید، عن الصادق عن آبائہ علیھم السلام عن النبی(ص)فی حدیث المناھی قال: و من مشی الی ذی قرابة بنفسہ وما لہ لیصل رحمہ اعطاہ اللہ عزوجل اجر شہید مائة شہید ولہ بکل خطوة اربعون الف حسنة و محی عنہ اربعون الف سیئة ورفع لہ من الدرجات مثل ذلک و کان کانما عبداللہ عزوجل مائة سنة صابراً محتسباً».
حسین بن زید حضرت صادق سے اور آنحضرت رسول اللہ سے ایک حدیث میں فرماتے ہیں کہ حضرت رسول نے فرمایا: جو شخص اپنے قرابت دار تک اپنے یا اپنے مال کو پہنچائے تا کہ صلہ رحم کر سکے خدا وند متعال اس کو سو شہیدوں کا ثواب عطا کریگا اور اس کے ہر ایک قدم پر چالیس نیکیاں لکھے گا اور اس کی چالیس برائیوں کو پاک کریگا اور اس کو چالیس درجہ بلند کرےگا اس حال میں کہ بندہ خدا سو سال سے صابر ہے اور اس کا حساب ہو رہا ہے.
اپنے اقرباء کو صدقہ دینا اس درجہ مطلوب اور اہمیت کا حامل ہے کہ اگر وہ عزیز و رشتہ دار دشمن بھی ہو تو اسے صدقہ دینا مستحب ہے اور بہترین صدقہ ہے.
٦. دانشوروں، علماء اور طالبعلم کو صدقہ دینا.
٧. رسول خدا کی ذریت(آل) کو صدقہ دینا.
٨. پانی دینا.
٩. میت کی طرف حج کرنا.
١٠. مر جانے والوں کی طرف سے صدقہ دینا جو اب دنیا میں کچھ نہیں کر سکتے اور زندہ افراد کے اعمال خیر کے شدت سے محتاج ہیں.
١١. آبرو، شخصیت اور منصب کو بخش دینا(یعنی مظلوم کے لئے واسطہ بننا).
١٢. دینی بھائیوں کے لئے ہدیہ لے جانا.
١٣. وہ صدقہ جو کسی کے مانگنے سے پہلے اسے دے دیا جائے.
١٤. جو صدقہ تاخیر کئے بغیر جلدی دے دیا جائے.
١٥. وہ صدقہ جس کو دینے والا اسے کم شمار کرے اور کسی کو نہ بتائے.
١٦. وہ برم گفتگو جو انسان کی ہدایت کا باعث ہو اور دشمنی کو دور کرنے یا کسی دوسری بھلائی کا باعث ہو آخر میں اس بات پر توجہ رکھنی چاہئے کہ شہیدرح نے کتاب دروس میں فرمایا ہے: زمین کے کیڑوں مکوڑوں اور دریا کی مچھلیوں کو چارہ دینا بھی عظیم ثواب رکھتا ہے اسی طرح آپ نے فرمایا ہے:صدقہ دینے کے ساتھ منعم کا شکر واجب ہے اور اس کی بہ نسبت کفر کرنا حرام ہے.

سوال ٣٨٦. کیا سادات کو صدقہ دینا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے، البتہ زکات دینا مطلقاً ممنوع ہے اور کفارہ، رد مظالم بھی سادات کو نہ دینا احتیاط مستحب ہے.

## احکام حج

مسئلہ ٣٨٧. مکہ میں خانہ خدا کی زیارت اور ان اعمال کو انجام دینا جن کا(شریعت نے) حکم دیا ہے کو حج کہتے ہیں اور یہ پوری عمر میں ایک مرتبہ اس شخص پر واجب ہوتا ہے جس کے یہاں ذیل میں بیان ہونے والی شرطیں پائی جائیں.
١. بالغ ہو.
٢. عاقل وآزاد ہو.
٣. حج میں جانے کے ذریعے کسی ایسے حرام کام کو انجام دینے پر مجبور نہ ہو کہ جس کی اہمیت شرع مقدس میں حج سے زیادہ ہے یا کسی ایسے واجب عمل کو ترک کرنا پڑے جو حج سے زیادہ اہم ہے.
٤. مستطیع ہو.
انسان چند چیزوں کے ہونے سے مستطیع ہو جاتا ہے.
١. زاد راہ اور جو چیزیں اس کی شان کے مطابق سفر میں ضروری ہیں اور مفصل کتابوں میں بیان ہوئی ہیں اس کے پاس ہوں نیز سواری یا وہ مال جس کے ذریعے وسیلہ فراہم ہو سکے اس کے پاس ہو.
٢. مزاج سالم ہونا اور حج کے لئے قدرت ہونا تا کہ وہ مکہ جا سکے اور حج بجا لائے.
٣. راستے میں جانے سے کوئی مانع نہ ہو اور اگر راستہ بند ہو یا انسان کو خوف ہو کہ راستے میں اس کی شان یا آبرو چلی جائے گی یااس کا مال لٹ جائے گا اس پر حج واجب نہیں ہے لیکن اگر دوسرے راستے سے جا سکتا ہے تو چاہئے وہ زیادہ طولانی ہو اگر زیادہ مشقت نہ ہو اور بہت زیادہ متروک نہ ہو تو پھر اسی راستے سے جائے.
٤. اعمال حج کو بجا لانے کے برابر اس کے پاس وقت ہو.
٥. ان لوگوں کے مخارج جن کا خرچ اس پر واجب ہے جیسے بیوی بچے اور جن لوگوں کو انسان خرچ دینا ضروری سمجھتا ہے ان کا بھی خرچ اس کے پاس ہو.
٦. واپسی کے بعد زندگی گزارنے کے لئے تجارت، زراعت، منافع ملکیت یا پھر کوئی اور ذریعہ معاش اس کی گزر اوقات کے لئے ہوتا کہ واپسی پر زحمت سے زندگی گزارنے پر مجبور نہ ہو.

مسئلہ ٣٨٨. اگر کچھ مال کسی کو دیدیں اور اس پر حج واجب ہو جائے چنانچہ وہ حج کر لے تو بھلے ہی کچھ مال اس کے پاس ہو جائے اس پر حج واجب نہیں ہے.

### استطاعت

سوال ٣٨٩. جن لوگوں نے کئی سال پہلے حج کے لئے نام لکھوایا ہے لیکن جب ان کی نوبت پہنچی تو ان کے پاس جانے آنے اور دیگر مخارج کے لئے مالی استطاعت نہیں رہی تو تو کیا اس دلیل کی بنا پر کہ ان کے پاس پہلے استطاعت تھی حج کے لئے جانا واجب ہے؟یا وہ قوانین کی رعایت کرتے ہوئے اپنی رسید بیچ سکتے ہیں؟
جواب: اس طرح کے افراد کے لئے استطاعت پیدا نہیں ہوئی ہے لذا حج کے لئے خریدا گیا ٹوکن بیچنا جائز ہے لیکن اگر کسی وقت مالی اور جسمی استطاعت ہو اور انہیں حج کے لئے لے جائیں اور وہ بھی جا سکتا ہو تو حج اس کے ذمہ باقی ہے اور انہیں چاہئے کہ حج کریں چاہئے مشکل و زحمت کے ساتھ ہو.

سوال ٣٩٠. ایک عورت کے پاس کچھ سونے چاندی وغیرہ کے زیور ہیں اگر انہیں بیچ دے تو وہ خانہ خدا کی زیارت سے مشرف ہو سکتی ہے تو کیا وہ مسطیع ہے یا یہ کہ زیورات مستثنی ہیں؟
جواب: زیورات کا ہونا استطاعت کا باعث نہیں ہے.

## حج کی نیابت اور اس کے اجیر ہونا

**سوال ٣٩١. جو افراد میت کے حج کے ٹوکن سے اس کی نیابت میں حج کرنے جاتے ہیں اگر خود ان میں حج کی تمام شرطیں اور استطاعت پائی جائیں تو سوائے راستہ کھلا ہونے کے(اور وہ بھی میت کے حج کے ٹوکن کے ذریعے کھل گیا ہے)اگر وہ مثلاً مدینہ یا جدہ(میقات سے پہلے)میت کے لئے کسی کو نائب کر سکیں اور خود اپنا واجب حج انجام دیں تو وظیفہ کیا ہے؟**
**جواب:**اس فرض کے ساتھ کہ اس کے سوائے دوسرے کا ٹوکن استمال کئے بغیر راہ نہ کھلے گی اور استطاعت حاصل نہ ہو گی چونکہ استطاعت میں مال، بدن اور طاقت کے علاوہ راستہ کھلا ہونا بھی شرط ہے مگر یہ کہ اس ٹوکن کا مالک یا جن لوگوں نے اسے ٹوکن دیا ہے اسے حج بجا لانے کی اجازت دی ہو نیز مدینہ یا جدہ سے کسی کو اجیر کرنے کی بھی اجازت دی ہو اس صورت میں نہ صرف ایسا کام جائز ہے بلکہ اسےچاہئے کسی کو نائب بنائے اور وہ خود اس کی جگہ پر نیابت کرے اور حج بجا لائے تو اس کی نیابت صحیح نہیں ہے اس لئے کہ مستطیع کی نیابت باطل ہے.

## امر بالمعروف ونهی عن المنکر

مسئلہ ٣٩٢. امر بالمعروف ونھی عن المنکر کے آئندہ بیان ہونے والے شرائط کے ساتھ واجب ہے اور اس کا ترک کرنا حرام ہے اور مستحبات ومکروبات میں امرونھی، مستحب ہے.

مسئلہ ٣٩٣. نیکی کی دعوت دنیا اور برائی سے روکنا واجب کفائی ہے اور جب کچھ بالغ و عاقل افراداسے انجام دے رہے ہوں تو دوسروں سے ساقط ہے اور اگر یہ عمل بعض بالغ اور سمجھدار لوگوں کے باہمی تعاون واجتماع پ موقوف ہو تو ان پر واجب ہے کہ اس کے لئے جمع ہوں.

## امر بالمعروف ونھی عن المنکر کے شرائط

مسئلہ ٣٩٤. کچھ چیزیں امر بالمعروف ونھی عن المنکر کے واجب ہونے میں شرط ہیں.
١. جو امرونھی کرنا چاہتا ہے اسے اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ جس چیز کو بالغ وعاقل شخص انجام نہیں دے رہا وہ واجبات میں سے ہے اور جو انجام دے رہا ہے، وہ منکرات میں سے ہے اور جو شخص معروف(نیکی)منکر(برائی)کو نہیں جانتا اس پر امر نھی کرنا واجب نہیں ہے.
٢. اسے اپنے امر ونھی کی تاثیر کا احتمال ہو لذااگر اسے علم ہو کہ اس کے کہنے کا کوئی اثر نہ ہو گا تو واجب نہیں ہے.
٣. اسے علم ہو کہ گناہ کرنے والا شخص اس گناہ کی تکرار کرنا چاہتا ہے پس اگر اسے علم ہو یا گمان کرے یا درست احتمال ہو کہ اس کی تکرار نہ کرے گا تو واجب نہیں ہے.
٤. امرونھی میں کوئی اہم فساد نہ ہو لہذا اگر علم ہو یا گمان کرے کہ اگر امر یا نھی کرے گا تو اس کی یا اس کے رشتہ داروں یا بعض مومنین کی جان، مال، ناموس اور آبرو کو قابل توجہ نقصان پہنچ سکتا ہے تو واجب نہیں ہے.

مسئلہ ٣٩٥. اگر معروف یا منکر ان امور میں سے ہو جن کو شارع مقدس نے زیادہ اہمیت دی ہے مثلاً اصول دین یا مذہب یا قرآن کی حفاظت اور مسلمانوں کے عقائد کو جاننا یا ضروری احکام میں سے ہو تو اہمیت کا لحاظ کیا جانا چاہئے اور صرف ضرر کا ہونا واجب نہ ہونے کا سبب نہ ہو گا پس اگر مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت جان مال کی قربانی پر موقوف ہو تو قربانی دینا واجب ہے.

مسئلہ ٣٩٦. اگر اسلام میں کوئی بدعت واقع ہو جیسے منکرات اور وہ غلط باتیں جو دینی اور سیاسی قدرت رکھنے والے افراد اور حکومتیں عام طور پر دین مبین اسلام کے نام پر انجام دے رہی ہوں تو بالخصوص علمائے اسلام پر حق کا اظہار اور باطل کا انکار واجب ہے اور اگر علمائے اعلام کا سکوت ان کے علمی مقام کی بر حرمتی اور علمائے اسلام کی بہ نسبت سوء ظن کا باعث ہو تو جس طرہ بھی ممکن ہو حق کا اظہار واجب ہے اگرچہ انھیں تاثیر ہونے کا علم بھی ہو.

مسئلہ ٣٩٧. اگر علمائے اسلام کا سکوت ظالم تقویت کا باعث ہو یا اس کی تائید کا باعث ہو یا دیگر تمام محرمات پر عمل کی جرات پیدا ہونے کا باعث ہو تو اگرچہ فی الوقت مؤثر نہ ہو اظہار حق وانکار باطل واجب ہے.

مسئلہ ٣٩٨. اگر علمائے اسلام کا سکوت ان کی بہ نسبت عوام کے بد گمان ہونے کا باعث ہو اور ان پر ظالم لوگوں کے ساتھ ساتھ ملانے کا الزام لگایا جائے تو اظہار حق اور انکار باطل واجب ہے بھلے ہی انھیں علم ہو کہ حرام فعل سے روکا نہ جا سکے گا اور ان کے اس اظہار کا ظلم کے ختم ہونے پر کوئی اثر نہ پڑے گا.

سوال ٣٩٩. جن لوگوں کے پاس امور حسبیہ(حساب کتاب والے امور مثلاً خمس وغیرہ)(اس میں بھی فقیہ کی اجازت شرط ہے)تو کیا فقیہ کے نمائندے کے بطور امربالمعروف ونھی عن المنکر کا بھی حق رکھتے ہیں؟
جواب: گرچہ امور حسبیہ کا اجازہ اسے بھی اپنے اندر شامل کر لیتا ہے لیکن چونکہ جمہوری اسلامی ایران میں امربالمعروف ونھی عن المنکر کے خاص قوانین ہیں اس کے لئے افراد معین ہیں لذا انسان کو خود اپنے لئے زحمت اور درد سر پیدا نہیں کرنا چاہئے چونکہ واجب کفائی ہے اور کچھ افراد حکومت کی طرف سے اس کام کو اپنا وظیفہ سمجھتے ہیں لہذا دوسروں پر وجوب مشکوک ہونے کے علاوہ چونکہ نقصان اور ضرر کا باعث ہے لذا اس میں وارد نہ ہوں.

## امربالمعروف اور نھی عن المنکر کے مراتب

مسئلہ ٤٠٠. امربالمعروف اور نھی عن المنکر کے مراتب ہیں اور جب نچلے مرتبہ کے ذریعہ مقصود کے حاصل ہو جانے کا احتمال ہو تو دیگر مراتب پر عمل کرنا جائز نہیں ہے.

مسئلہ ٤٠١. امربالمعروف کا پہلا مرتبہ یہ کہ گنہگار شخص کے ساتھ ایسے پیش آجائے کہ اسے اس بات کا احساس ہو جائے کہ اس نے چونکہ گناہ کیا ہے اس لئے اس کے ساتھ ایسا رویہ برتا گیا ہے مثلاً اس سے چہرہ موڑ لے یا ترش روی کے ساتھ اس سے ملاقات کرے یا اس سے ملنا جلنا بند کر دے اور اس سے پرہیز کرے لیکن اس طرح کہ اسے احساس ہو جائے کہ یہ ساری باتیں صرف اس وجہ سے ہیں کہ وہ گناہ ترک کر دے.

مسئلہ ٤٠٢. امربالمعروف اور نہی عن المنکر کا دوسرا مرتبہ زبان سے امرونہی کرنا ہے لہذا اثر ہونے کا احتمال اور گذشتہ ساری شرطیں مہیا ہونے کی صورت میں واجب ہے کہ گناہ کرنے والے کو روکے اور واجب ترک کرنے والے کو اسے انجام دینے کے لئے امر کرے.

مسئلہ ٤٠٣. مارنے پیٹنے، قید کرنے، توہین کرنے اور اس سے بھی سخت مراتب اختیار کرنے اور جس بات سے اشخاص اور نفوس پر تصرف ہوتا ہو(کہ محترم شمار ہوتے ہیں)تو ایسے مواقع پر عوامی نمائندوں کے تصویب شدہ قانون کی ضرورت ہے.

## امربالمعروف کے مختلف مسائل

سوال ٤٠٤. جسمانی اذیتیں پہنچانا یا نہایت سختی سے پیش آنا اگر عدل وانصاف کے قیام اور امربالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے ہو تو کیا حکم ہے؟
جواب: یہ عوامی نمائندوں کے تصویب شدہ قانون کے تابع ہے.

سوال ٤٠٥. دین اسلام میں زنا کرنا شراب پینا جوا کھیلنا وغیرہ حرام ہے تو کیا شرعاً انھیں دیکھنے کی صورت میں ان سے متعلق اداروں کو اطلاع دی جا سکتی ہے؟
جواب: خبر دینا لازم نہیں ہے اگر نہ کہیں تو مذموم اور برا ہے چونکہ حدود الہی میں شبہ کی بنا پر تخفیف ہو جاتی ہے ہاں مگر یہ کہ نہی عن المنکر کے عنوان سے ہو جو اپنے کچھ شرائط کے ساتھ مشروط ہے یا پھر دوسروں پر بھی فساد کا اثر ہونے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں خبر دینا ضروری ہے.

سوال ٤٠٦. آیا جذاب اور نظروں کو حیرت میں ڈالنے والے رنگین کپڑوں کا استمال(لڑکیوں کے لئے)منکرات میں شمار ہو گا؟
جواب: جوانوں اور غیر مردوں کی نظروں کو جذب اور انھیں تحریک کرنے میں منکر ہونے کا معیار یہ ہے کہ وہ لباس ان کے گناہ میں آلودہ ہونے کا موقع فراہم کرے لہذا رنگوں، عورتوں، مردوں، وقت اور جگہ کے اعتبار سے اختلاف ان کے منکر ہونے میں بھی اختلاف کا باعث ہے یعنی ایک عورت کا لباس کسی جگہ تحریک کرنے والا نہ ہو لیکن وہی لباس ایک دوسری عورت کے لئے دوسرے شرائط میں تحریک کرنے والا ہو.

## خریدوفروخت کے احکام

### باطل معاملات

مسئلہ ٤٠٧. چند جگہوں پر معاملہ باطل ہے.
١. بنا بر اقوی عین نجس جیسے پیشاب، پاخانہ اور مست کرنے والی چیزوں کی خرید وفروخت صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ اس میں کوئی حلال فائدہ مضمر ہو اس صورت میں اس کی فروخت قوت سے خالی نہیں ہے.
٢. غصبی مال خریدنا اور بیچنا مگر یہ کہ اس کا مالک معاملہ کی اجازت دیدے.
٣. ایسی چیز کی خرید وفروخت جس کی کوئی مالیت نہ ہو(جسیے چنے کا ایک دانہ).
٤. ایسی چیزوں کا معاملہ جن کا عمومی فائدہ حرام ہو جیسے جوئے کے وسائل.
٥. وہ معاملہ جس میں ربا ہو اور معاملہ میں دھوکہ دھڑی بھی کرنا حرام ہے یعنی ایسی چیز بیچنا کہ جس میں کوئی دوسری مخلوط ہو اس طرح کہ وہ دوسری چیز ظاہر نہ ہو اور بیچنے والا خرید دار کو نہ بتائے مثلاً ایسا گھی بیچنا جس میں چربی ملی ہوئی ہو اس عمل کو(غش)دھوکہ کہتے ہیں.
پیغمبر اسلام سے منقول ہے وہ مجھ سے نہیں ہے جو مسلمانوں کے ساتھ معاملہ میں غش یعنی دھوکہ دھڑی کرے یا انھیں نقصان پہنچائے یا فریب دے اور حیلہ سے کام لے، جو بھی اپنے مسلمان بھائی کو دھوکہ دے پرودگار عالم اس کی روزی سے برکت اٹھا لیتا ہے اور اس کے معاش کے راستے بند کر دیتا ہے اور اسے خود اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے.

مسئلہ ٤٠٨. مست کرنے والی چیز کی خرید وفروخت حرام اور ان کا معاملہ بھی باطل اور حرام ہے.

مسئلہ ٤٠٩. قمار یا چوری یا باطل معاملہ سے حاصل کی گئی(رقم سے)کوئی چیز خریدنا باطل اور اس مال میں تصرف کرنا حرام ہے اور اگر کوئی اس چیز کو خرید لے تو اسے اس چیز کو اصلی مالک کو واپس کر دینا چاہئے.

مسئلہ ٤١٠. جس چیز سے حلال استفادہ کیا جا سکتا ہے اسے اس نیت سے فروخت کیا جائے کہ اس کا استمال حرام کام ہو مثلاً اگر کوئی انگور اس قصد سے بیچے کہ اس سے شراب بنائی جائے تو اس کی خرید وفروخت حرام وباطل ہے.

مسئلہ ٤١١. جس جنس کی ارزش اور قیمت زیادہ ہو اگر اس کو اس جنس کے عوض فروخت کریں کہ جس کی ارزش و قیمت کمتر ہے اور اس صورت میں کہ اس قسم کے معاملہ سے اضافی مقدار ادا کرنے والے پر ظلم ہو اور اس کے اقتصادی بندے اور اس کے مالی دیوالیہ پن کا باعث بنے اور یہ عرفاً(عام)میں برائی وباطل کام محسوب ہو تو ربا حرام ہے اور ایک ربا کا گناہ، اس بات سے کہیں بڑھ کر ہے کہ انسان ستر مرتبہ اپنی محرم سے زنا کرے.

سوال ٤١٢. ایک چیز کو دوسری چیز سے خریدوفروخت کرنا(جنس سے جنس کا معاملہ)یہ کس طرح کا معاملہ ہے؟اس کا شرع اور تعیین شدہ قانون میں حکم کیا ہے؟
جواب: ایسا معاملہ کہ جس میں خریدی اور بیچی جانے والی چیز ادھار ہو اور اس کی ایک مدت ہواس کو معاملہ(جنس سے جنس کا معاملہ)کہتے ہیں ایسا معاملہ محل اشکال اور مورد تامل ہے گرچہ اس کا صحیح ہونا وجہ سے خالی نہیں ہے اور جس معاملہ کا بطلان مسلم ہے وہ قرض کا قرض سے معاملہ کرنا(بیع الدین بالدین)یعنی خود قرض سے ایسی چیز کو فروخت کرنا جو پہلے قرض تھی اور (جنس سے جنس)کی صورت میں معاملہ کرتے وقت بالفعل کوئی قرض نہیں ہے بلکہ معاملہ تمام ہونے کے بعد قرض وجود میں آتا ہے قرض سے قرض کی صورت میں جو معاملہ کرنے سے منع کیا گیا ہے وہ بالفعل قرض سے متعلق ہے نہ کہ بعد میں ہونے والے قرض سے.

سوال ٤١٣. سونے کے زیور میں کوئی چیز بنانے کی اجرت کے عنوان سے اضافہ کر کے، غیر ساختہ خالص سونے کو اس کے معاوضہ میں قرار دینا صحیح ہے یا نہیں؟
جواب: جس جنس کی قیمت زیادہ ہے اسے اگر کم قیمت جنس کے بدلے فروخت کیا جائے تو اس قسم کا معاملہ اضافی مقدار ادا کرنے والے کے لئے اقتصادی جمود اور مالی دیوالیہ پن اور عرف عام میں برائی اور ظلم وستم کا باعث بنتا ہو تو یہ سود ربا ہے اور حرام ہے اور ایک درہم سو ربا کا گناہ کسی محرم عورت کے ساتھ ستر مرتبہ زنا کے گناہ سے بڑا گناہ ہے میں فرق نہیں ہے کہ سودی معاملہ دو اجناس مثلاً سونا اور چاندی میں ہو یا ایک جنس مثلاً فقط سونا میں ہو.

## بیچنے والے اور خریدار کے شرائط

مسئلہ ٤١٤. بیچنے والے اور خریدار کے لئے سات چیزیں شرط ہیں.
١. بالغ ہوں
٢. عاقل ہوں
٣. حاکم شرع نے انھیں اپنے مال میں تصرف سے روکا نہ ہو
٤. خریدنے اور بیچنے کا قصد رکھتے ہوں لہذا اگر کوئی مثلاً مذاق میں کہے ہم نے اپنا مال بیچ دیا تو معاملہ باطل ہے
٥. انھیں کسی نے مجبور نہ کیا ہو.
٦. جو مال اور قیمت بعنوان عوض لے اور دے رہے ہیں اس کے مالک ہوں یا اس باپ یا دادا کے مانند ہوں جن کے پاس بچہ کا اختیار ہے.
٧. رشید ہوں اور ایک حد تک معاملات کی صورت سے واقف ہوں

سوال ٤١٥. اہل کتاب تاجروں کے ساتھ معمول اور روز مرہ کے معاملات انجام دینا صحیح ہے یا نہیں؟
جواب: جن کے اموال کو اسلامی حکومت محترم سمجھتی ہے ان کے ساتھ معاملا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے.

## جنس اور اس کے عوض کی شرطیں

مسئلہ ٤١٦. جس چیز کو بیچ رہے ہوں اور اس کے عوض میں جو چیز لے رہے ہوں اس کی پانچ شرطیں ہیں.
اس کی مقدار یا پیمانے یا عدد وغیرہ کے لحاظ سے معلوم ہو.
٢. اسے احوالہ کیا جا سکے یا مشتری خود اسے اپنی تحویل میں لے سکتا ہو یا معاملہ عقلائی ہو جائے لہذا ایسا گھوڑے کو بیچنا جو بھاگ گیا ہو صحیح نہیں ہے جبکہ مشتری اسے نہ پکڑ سکتا ہو لیکن اگر مشتری کو احتمال ہو کہ مال کو تلاش کر لے گا اور اسے کم قیمت پر خرید لے تاکہ معاملہ عقلائی ہو جائے تو اس صورت میں صحیح ہے.
٣. ایسی خصوصیات جو جنس اور اس کی عوض میں ہوں اور جن کی وجہ سے معاملہ میں عوام کی رغبت میں فرق آجاتا ہے ان کو مشخص کرے.
٤. یہ کہ جنس یا اس کے عوض میں کوئی دوسرا حق نہ رکھتا ہو لذا جو مال انسان نے کسی دوسرے کے پاس گروی رکھا ہے اس کی اجازت کے بغیر اس کو نہیں بیچ سکتا.
٥. خود جنس کو فروخت کریں نہ کہ اسکی منفعت کو اگرچہ اس کا جائز ہونا قوت سے خالی نہیں ہے مثلاً کسی نے اپنے گھر کی منفعت کو ایک سال کے لئے بیچ یا تو صحیح ہے چنانچہ خریدار پیسہ کی جگہ پر اپنی ملک کی منفعت دے مثلاً کسی سے کوئی قالین خریدے اور اس کے عوض میں اپنے گھر کی ایک سال کی منفعت اس کے حوالے کر دے تو کوئی حرج نہیں ہے.

## خرید و فروخت کا صیغہ

مسئلہ ٤١٧. خرید و فروخت میں ضروری نہیں ہے صیغہ عربی میں پڑھا جائے مثلاً اگر بیچنے والا اردو میں کہے«ہم نے اس مال کو اس پیسہ کے عوض میں خروخت کیا»اور خریدار کہے «میں نے قبول کیا»تو معاملہ صحیح ہے لیکن بیچنے والے اور خریدار کے یہاں انشاء کا قصد ہونا چاہئے یعنی ان دونوں جملوں سے ان کا مقصود خرید و فروخت ہو.

مسئلہ ٤١٨. اگر معاملہ کے وقت صیغہ نہ پڑھیں لیکن بیچنے والا جو مال خریدار سے لے رہا ہے اس کے عوض اپنا مال اس کی ملکیت میں دیدے اور وہ اس کو قبول کر لے تو معاملہ صحیح ہے دونوں(قیمت اور مال کے)مالک ہو جائیں گے.

سوال ٤١٩. معاہدہ(اگریمنٹ)کے اعتبار کی شرعاً کیفیت کیا ہے؟کیا معاملہ انجام پانے کے لئے کفایت کرے گا؟
جواب: اگر معاہدہ کی صورت میں معاملہ انجام پائے اور قیمت وجنس معلوم ہو، معاملہ کے سارے شرائط بھی پائے جائیں اور اس میں کوئی دھوکہ یا لا علمی نہ ہو تو چونکہ خرید وفروخت پر عمل ہو گیا لہذا اس معاہدہ پر عمل ضروری ہے.

## نقد، ادھار اور پیشگی

مسئلہ ٤٢٠. اگر کسی چیز کو نقد بیچیں تو خریدار اور بیچنے والے دونوں پیسے اور جنس کا مطالبہ کر کے لے سکتے ہیں اور گھر و زمین وغیرہ کو تحویل دینا اس طرح ہے کہ اسے خریدار کے اختیار میں دے دیں اور وہ اس میں تصرف کر سکے اور فرش، کپڑے وغیرہ کو حوالہ کرنا اس طرح ہے کہ اسے اس طرح خریدار کے اختیار میں دیں کہ وہ اگر اسے دوسری جگہ لے جانا چاہے تو لے جائے اور بیچنے والا نہ روکے.

مسئلہ ٤٢١. ادھار معاملہ میں مدت پوری طرح واضح ہونی چاہئے لہذا اگر کوئی کسی جنس کو اس طرح بیچے کہ جب زراعت تیار ہو جائے گی تو اس کا پیسہ اسے مل جائے گا تو چونکہ اس میں مدت پوری طرح معین نہیں ہے لہذا معاملہ باطل ہے.

مسئلہ ٤٢٢. پیشگی والا معاملہ اس طرح ہے کہ خریدار پیسہ پہلے ادا کر دے اور ایک مدت کے بعد جنس کو اپنی تحویل میں لے اور کہے میں اس پیسہ کو ادا کر رہا ہوں تاکہ مثلاً چھ ماہ بعد فلاں جنس بیچنے والے سے لے لونگا اور بیچنے والا کہے میں نے قبول کیا یا خروخت کرنے والا پیسہ لے لے اور کہے فلاں جنس میں نے بیچ دی لیکن چھ ماہ بعد حوالہ کروں گا تو معاملہ صحیح ہے.

مسئلہ ٤٢٣. اگر کسی جنس کو سلف(یعنی پیشگی)کی صورت میں بیچے اور اس کے عوض میں کوئی دوسری چیزیا کوئی دوسرا پیسہ لے تو معاملہ صحیح ہے.

سوال ٤٢٤. میں پھٹکر سامان بیچتا ہوں اور جن چیزوں کو قسط کی صورت میں بیچتا ہوں اور اس پر کچھ فی صد اضافہ کر کے حساب کرتا ہوں اس کا حکم کیا ہے؟
جواب: قسطی سامان، قیمت میں اضافہ کر کہ بیچنا بھلے ہی فی الوقت فائدہ شمار ہو معاملہ کے باطل ہونے کا سبب نہیں ہے اور معاملہ صحیح ہے.

سوال ٤٢٥. کیا چاول کو مثلاً کسی ایک تاریخ میں بیچے اور پھر فروخت کی تاریخ سے چار یا پانچ ماہ گزرنے کے بعد معاہدہ کی شرط کے مطابق اس کی قیمت دریافت کر سکتا ہے(البتہ یہ بھی پیش نظر رہے کہ ان پانچ مہینوں کے درمیان چاول کی قیمت میں بھی قابل توجہ اضافہ ہوا ہے)؟
جواب: بیچنے کے وقت جنس کی قیمت معلوم ہونی چاہئے کسی چیز کو کبھی اس طرح نہیں بیچا جا سکتا کہ اس کی قیمت بعد میں معلوم ہو اسطرح کا معاملہ دھوکہ والا اور باطل ہے.

سوال ٤٢٦. اگر کوئی کسی سے ایک سامان پچاس ہزار میں خریدے اور پھر اس سامان کو اسے ساٹھ ہزار میں بیچ دے اور پیسہ چار مہنہ بعد لے تو اس کی کیا صورت ہے؟
جواب: سامان کو بطور نقد خریدنا اور پھر اسی پہلے بیچنےوالے شخص کو ادھار کی صورت میں بیچ دینا اگر پہلا معاملہ کرتے وقت معاملہ کے ضمن میں پہلے بیچنے والے سے شرط نہ ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اس صورت میں خریدار بغیر کسی قید وشرط کے سامان کو اپنے اختیار سے ادھار کی شکل میں زیادہ قیمت کے ساتھ بھی بیچنا چاہے تو بیچ سکتا ہے.

## جن جگھوں پر انسان معاملہ کو توڑ سکتا ہے

مسئلہ ٤٢٧. معاملہ کے توڑنے کے حق کو خیار کہتے ہیں خریدار اور بیچنے والا گیارہ صورتوں میں معاملہ کو توڑ سکتے ہیں.
١. ابھی معاملہ ہونے کی جگہ پر دونوں موجود ہوں اس کو«خیار مجلس»کہتے ہیں.
٢. یہ کہ دونوں کے ساتھ غبن ہوا ہو اس کو«خیار غبن» کہتے ہیں.
٣. معاملہ میں معاہدہ کریں کہ ایک معین مدت تک دونوں یا ان میں سے ایک معاملہ کو توڑ سکتا ہے(خیارشرط)
٤. بیچنے والا یا خریدار اپنے مال کو جو ہے اس سے بہتر بنا کر پیش کرے اور اسطرح سامنے لائے کہ اس کی قیمت لوگوں کی نظر میں زیادہ ہو جائے(خیار تدریس)
٥. بیچنے والا یا خریدار جنس میں کسی کام کو انجام دینے کے لئے شرط کرے یا شرط کرے کہ جو مال دے وہ مخصوص طرح کا ہو اور پھر اس شرط پر عمل نہ ہو تو اس صورت میں دوسرا شخص معاملہ کو توڑ سکتا ہے(خیار تخلف شرط).
٦. سامان یا اس کے عوض میں(دی جانے والی چیز میں)کوئی عیب ہو(خیار عیب).

٧. انهیں پتہ چلے کہ جو سامان بیچا ہے اس میں کچھ مقدار کسی دوسرے شخص کی بهی موجود ہے لہذا اگر اس کا مالک راضی نہ ہو تو خریدار معاملہ کو توڑ سکتا ہے اس مقدار کا بیچنے والے سے پیسہ لے سکتا ہے نیز اگر معلوم ہو جائے جس چیز کو خریدار نے بطور عوض قرار دیا ہے اس میں کچھ حصہ دوسرے کا مال اور اس کا مالک راضی نہ ہو بیچنے والا معاملہ کو توڑ سکتا ہے یا اس مقدار عوض کو خریدار سے لے سکتاہے(خیار شرکت).
٨. بیچنے والا سامان کی کچھ ایسی معین خصوصیات بیان کرے جس کو خریدار نے نہیں دیکھا اور بعد میں معلوم ہو کہ جس طرح بیان کیا اس طرح نہیں ہے اس صورت میں خریدار معاملہ کو توڑ سکتا ہے نیز خریدار جو معین عوض دے رہا ہے اس کی خصوصیات بتائے بعد میں معلوم ہو کہ اس طرح نہیں ہے جیسا کہ اس نے کہا تها تو بیچنے والا معاملہ کو توڑ سکتا ہے(خیار رروئیت).
٩. خریدارنے جس سامان کو نقد خریدا ہے اس کا پیسہ تین دن تک ادا نہ کرے اور بیچنے والا بهی سامان حوالہ نہ کرے اس صورت میں اگر خریدار نے پیسہ تاخیر سے دینے کے لئے شرط نہ کیا ہو اور سامان میں بهی تاخیر کی شرط نہ ہوئی ہو تو بیچنے والا معاملہ کو توڑ سکتا ہے لیکن جس سامان کو خریدا ہے اگر وہ میوہ جات میں سے ہو جو کہ ایک روز رہ جائے تو بیکار ہو جاتا ہے چنانچہ رات تک اس کا پیسہ نہ دے اور شرط نہ کیا ہو کہ پیسہ دینے میں تاخیر کرے گا اور سامان دینے میں بهی تاخیر کی شرط نہ ہوئی ہو تو بیچنے والا معاملہ کو توڑ سکتا ہے(خیار تاخیر).
١٠. کسی جانور کو خریدا ہو تو تین روز تک معاملہ کو توڑ سکتا ہے(خیار حیوان)
١١. بیچنے والا جس سامان کو بیچے اسے(خریدار)کے حوالہ نہ کر سکے مثلاً جس گهوڑا کو بیچا ہو وہ بهاگ جائے اس صورت میں خریدار معاملہ اس صورت میں خریدار معاملہ کو توڑسکتا ہے(خیارتعذرتسلیم).

## مالکیت

سوال ٤٢٨. جیسا کہ معمول ہے معاملاتی دلال معاملہ ہو جانے کے بعد خریدار اور بیچنے والے سے کثیر رقم کمیشن کے بطور لیتے ہیں جبکہ معاملہ کے دونوں فریق اس سے راضی نہیں ہیں اس مسئلہ کا شرعاً کیا حکم ہے؟اگر معاملہ باطل ہو تو کیا حکم ہے؟
جواب: چونکہ وہ جو پیسہ لیتے ہیں وہ دلالی اور ان کے کام کا عوض ہے اس لئے وہ جائز ہے اور مسلمان کا عمل محترم ہے ہاں وہ معائدہ نہ ہونے کی صورت میں اجرت سے زیادہ لینے کے حقدار نہیں ہیں لیکن باطل معاملوں میں نہ قیمت حلال ہے نہ حق عمل حلال ہے.

سوال ٤٢٩. کاشت کی جانے والی زمین میں جس پر ایک مدت سے کاشت ہوتی رہی ہے کساؤں کے پاس اس کی سند ہے کوئی معدن نکل آئے تو کیا اس طرح کے معدن کا نکل آنا زمین کو کسانوں کی ملکیت سے خارج کر دیتا ہے اور دوسروں کی ملکیت سے متعلق ہو جاتا ہے یا کسان کی ملکیت اس وقت بهی ہے؟
جواب: زمین مالک کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتی لیکن بڑے معدن ملک(زمین)کے تابع نہیں ہوتے البتہ مذکورہ فرض میں ملک کو کرایہ پر لینا چاہئے.

## خرید و فروخت کے متفرق مسائل

مسئلہ ٤٣٠. اگر بیچنے والا سامان کی قیمت بتائے تو ان تمام چیزوں کو بتائے جن کی وجہ سے سامان کی قیمت کم یا زیادہ ہوتی ہے اور اس کے بعد چاہے اسی قیمت پر بیچے یا اس سے کم پر بیچے مثلاً بتائے کہ اس نے نقد خریدا ہے یا ادهار.

سوال ٤٣١. ایسا مریض جو ایک مدت تک لاعلاج بیماری(کینسر)میں گرفتار رہا ہے اور یقینی دلائل منجملہ ڈاکٹر کی گواهی اور دیگر کچھ محترم افراد کی گواہی کی بناپر وہ انتقال سے پہلے چالیس روز تک بیہوش رہا ہے کیا ایسا شخص معاملہ انجام دے سکتا ہے؟اور اگر دعوی کیا جائے کہ ایسے آدمی نے انتقال سے پہلے کوئی معاملہ انجام دیا ہے تو کیا شرعی لحاظ سے صحیح ہے یا نہیں؟
جواب: ایسی بیماری اور مرض جو موت سے متصل ہو اگر مریض شخص معاملہ انجام دے تو اس صورت میں اگر اس نے اختیار اور عقل کی سلامتی کے ساتھ انجام دیا ہو تو نافذ ہے.

سوال ٤٣٢. دو آدمیوں نے کوئی معاملہ انجام دیا ہے اور معاملہ کے ضمن میں خیار فسخ(معاملہ کو توڑنے کا اختیار)بهی شرط کیا ہے لیکن خیار فسخ کے لئے مدت تعین نہیں کی ہے اور طرفین نے ایک دوسرے کے ساتھ طے کیا ہے کہ کوئی بهی معاملہ سے عدول کا حق نہیں رکهتا ہے چنانچہ خریدار اس معائدہ پر دستخط کے بعد معاملہ کرنے سے منصرف ہو جائے تو دس لاکھ بیعانہ جو اس نے دیا ہے اس کے مطالبہ کا حق نہیں رکهتا اور اگر بیچنے والا معادہ پر دسخط کرنے کے بعد معاملہ انجام دینےسے منصرف ہو جائے تو دس لاکھ بیعانہ واپس کرنے کے علاوہ تین لاکھ تومان ضرر اور گهاٹے کے عنوان سے خریدار کو ادا کرے گا آپ سے استدعا ہے اس صورت میں جب خیار فسخ میں مدت معین نہ ہو تو اسی قرار داد کی رسید دکهانے کی صورت میں یہ معاملہ صحیح ہے یا نہیں؟
جواب: خیار شرط میں اگر مدت معین نہ ہو تو چونکہ عوضین میں دهوکہ اور جہل ہے معاملہ کے باطل ہونے کا سبب ہے اور جہل کی برگشت شرط میں جہل مطلق کی طرف ہے لیکن اگر معاملہ اور اگر یمنٹ میں کسی طرح خیار شرط کی مدت

معلوم ہو جائے جس کی وجہ سے جہل مطلق سے خارج ہو جائے تو شرط اور عقد دونوں صحیح ہے مثلاً قانونی سند کو مرتب کرنے کی آخری مدت معین ہو تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ معاملہ کو توڑنے اور ضرر ونقصان کی شرط مدت دار اور معلوم ہے چونکہ واضع ہے کہ قانونی سند کو مرتب کرنے کے بعد معاملہ توڑنے کا حق نہیں دیا جاتا لہذا اس سے پتہ چلتا ہے کہ سند مرتب ہونے سے پہلے معاملہ توڑنے کا حق ہے۔

سوال ٤٣٣. آج کل جیسا کہ رائج ہے معائدوں میں پشیمانی یا معاملہ کو قطعی طور پر پختہ کرنے کے لئے عقد کے ضمن میں ایک رقم کو شرط کرتے ہیں تو کیا اس پیسہ کو شرعی لحاظ سے لینا حلال ہے یا نہیں؟کس صورت میں عمل ہونا چاہئے؟
جواب: اس طرح کی شرطیں در حقیقت گھاٹے کا جبران یا عقد کو مستحکم کرنے کے لئے ہوتی ہیں اور عقلائی غرض کی حامل ہیں چونکہ خلاف شرع اور عقد کے مقضی کے خلاف نہیں ہیں لہذا صحیح اور انھیں وفا کرنا ضروری ہے۔

## بعض محرمات اور حرام تجارتیں
## غنا اور موسیقی

سوال ٤٣٤. حضرت عالی کی نظر میں غنا سننے کا کیا حکم ہے اور غنا کی کونسی قسم حرام ہے؟
جواب: بعض اعلم فقہاء کی اتباع کرتے ہوئے میری نظر موسیقی وغنا کی حرمت محتوائی ہے اور وہ آواز، غنا اور موسیقی کہ جس میں بے عفتی اور اوارہ پن کی ترویج ہوتی ہے یا لاپرواہ اور خود خواہ عیاشوں کی عیاشی اور ہوس پرستوں کی ہوس رانی کے لئے ہو یا باطل کی تزویج اور اور افکار کو خراب کرنے اور انسانوں کو فکری انحراف میں مبتلا کرنے کے معنی میں ہو یا اسلام کا غیر مطلوب، بر خلاف سہولت و عدالت و. . . . . چہرہ دکھانا مقصود ہو اسی طرح دیگر بلکہ سب ہی جگہوں پر غنا اور موسیقی حرام ہے اسے انجام دینے والے، گانے والے اور سننے والے ہر دو حرام کے مرتکب ہوئے ہیں حتی قرآن مجید کی کوئی آیت بھی حرام اور باطل کام کی ترغیب کے لئے غنا کے ساتھ پڑھی جائے تو اس کا غنا کے ساتھ پڑھنا حرام ہے دیگر اسلامی مسائل وسنت کی بہ نسبت غنا و موسیقی تو دور کی بات ہے۔

سوال ٤٣٥. مشکوک غنا کا کیا حکم ہے؟
جواب: مشکوک غنا مورد برائت ہے اور حرام نہیں ہے۔

سوال ٤٣٦. موسیقی سننا جبکہ انسا میں اس سے تحریک نہ ہو اور صرف وقت کاٹنے کے لئے سنے تو کیا حکم ہے؟
جواب: جو موسیقی حرام ہے اس میں وقت کاٹنے یا کسی اور وجہ سے ہونے میں کوئی فرق نہی ہے۔

سوال ٤٣٧. مذکورہ ذیل جگہوں پر عورت کی آواز سننے کا کیا حکم ہے؟تلاوت قرآن، مرثیہ خوانی، قصیدہ، اشعار اور نظم پڑھنا، مقالہ، شعر خوانی، عادی گفتگو، ہنسنا اور گریہ وغیرہ؟
جواب: عورت کی آواز سننا فی نفسہ حرام نہی ہےلیکن پردہ اور عفت کی رعایت لازمی ہے اور ہر وہ امر جو عورت کے پردے اور عفت کوختم کرنے کا باعث ہو انجام نہیں دینا چاہئے پس اس کا ترک کرنا لازمی ہے پس اس لحاظ سے مذکورہ امور میں اور جن کے متعلق سوال کیا گیا ہے کوئی فرق نہیں ہے گرچہ ان میں سے بعض کا عفت اور پردے کے ختم کا سبب ہونا بقیہ سے اقوی ہے۔

سوال ٤٣٨. بانسری اور اس کے بجانے کا کیا حکم ہے؟
جواب: اگر کسی فساد جیسے آوارہ پن، دوسروں کو تکلیف پہنچانا، مغربی تہذیب کی ترویج، اسلام کے متعلق عوام کے عقائد کو ضعیف کرنا، نا محرم عورت ومرد کا ایک جگہ اکٹھا ہونا وغیرہ کا باعث نہ ہو تو خود بانسری بجانے کو حرام نہیں کہا جا سکتا لیکن اگر کوئی فساد اس کی وجہ سے ہو تو قطعاً حرام ہے اور اس سے نہی عن المنکر کے عنوان سے شرائط کی رعایت کے ساتھ روکنا واجب ہے۔

سوال ٤٣٩. جو گونگی تعریف لہو و لہب کی پیش کی جاتی ہے اس کے پیش نظر آپ سے استدعا ہے کامل اور واضع مثال کے ساتھ اس طرح کی نشست کے متعلق بیان فرما دیں؟
جواب: عیاشی کی نشستیں جس میں محرمات کا ارتکاب کیا جائے جیسے جوا وشراب وغیرہ لہوی نشست ہے اور اس میں شرکت حرام ہے۔

## ناچنا اور تالی بجانا

سوال ٤٤٠. کسی بھی طرح تالی بجانے کا کیا حکم ہے؟شادی اور محفلوں میں تالی بجانے کا کیا حکم ہے؟
جواب: خود تالی بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس میں افراط اور زیادہ روی پسندیدہ نہیں ہے اور نزاکت کے خلاف ہے اور دیگر محرمات بھی اس کے ساتھ ہو جائیں تو قطعاً اس کا مرتکب حرام کا مرتکب ہے۔

سوال ٤٤١. شادی وغیرہ کی محفلوں میں ناچنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کوئی دوسرا حرام جیسے سرکشی و باطل کی ترویج اور عورت ومرد کے اختلاط کا باعث نہ ہو تو شادی کے پروگرام میں تالی بجانے کی طرح ناچنے کو بھی حرام نہیں کہا جا سکتا.

## ہار اور جیت

سوال ٤٤٢. آلہ قمار(جوئے کے وسائل)کسے کہا جاتا ہے؟کیا تاش آلہ قمار ہے؟شطرنج کیسا ہے؟ کیا ممکن ہے آلہ قمار ہونے سے خارج ہو جائے؟
جواب: آلات قمار ایسے وسائل ہیں جو معمولاً عوام کے درمیان ہار اور جیت کے لئے استعمال ہوتے ہیں اگ کوئی چیز پہلے آلہ قمار شمار ہوتی تھی اور اسے شک ہے کہ اس وقت بھی آلہ قمار ہے یا نہیں تو وہ آلہ قمار کے حکم میں ہے لیکن اگر کوئی چیز فی الحال آلہ قمار شمار نہیں ہوتی تو چاہے گذشتہ میں قمار(جوئے) کے وسائل کا جزء تھی اس سے ہار جیت کے بغیر کھیلنے میں کوئی حرج نہیں ورنہ مطلقاً حرام ہے.

## تصویر اور پتلے بنانا

سوال ٤٤٣. پتلہ بنانے اور اس کے خریدنے اور بیچنے کے متعلق حضرت عالی کی کیا نظر ہے؟ تصویر اور ڈرائنگ کے متعلق مجموعی طور پر کیا حکم ہے؟
جواب: منطقی مقاصد کے لئے پتلہ(مجسمہ)بنانا حرام نہیں ہے اور تصویر بنانا، ڈرائنگ کرنا اگر فساد کا باعث نہ ہو بے حیائی اور آوارہ پن کی ترویج نہ کرے تو جائز ہے اور کوئی حرج نہیں ہے.

## رشوت

سوال ٤٤٤. کیا اسلامی فقہ کی نگاہ میں حق کے ثابت کرنے اور پانے کے لئے رشوت ادا کی جا سکتی ہے؟ اور کیا رشوت دینے والے کو بھی سزا ہے یا نہیں؟ دلیل کیا ہے؟
جواب: رشوت دینا اور لینا حرام ہے ہاں مگر اس جگہ جہاں انسان اپنا حق نہیں پا سکتا سوائے اس کے کہ وہ رشوت دے اس صورت میں رشوت دینے والے کے لئے کوئی حرج نہیں ہے اور وہ معذور ہے لیکن لینے والے کے لئے حرام ہے اور باطل کے ذریعہ مال کھانا اور ایک حرام عمل کا مرتکب ہونا کہ جس میں کوئی عذر نہ ہو اس پر تعزیز کی سزا ہے.

سوال ٤٤٥. اگر کوئی ہدیہ یا زحمت کے عوض کوئی چیز کسی افسر یا اس کے ماتحت کو اپنے نقصان سے بچانے یا کام میں تیزی پیدا کرنے کے لئے ادا کرے تو کیا یہ رشوت شمار ہو گی؟
جواب: رشوت مطلقاً حرام ہے لیکن سوال میں جو صورت فرض کی گئی ہے اس پر رشوت کا صادر آنا مشکل ہے اور پیسہ دینا صحیح نہیں ہے کیونکہ آفس میں کام کو انجام دینے والے نے اپنا وقت کرایہ پر دیا ہے لہذا اس وقت پیسہ لینا اس کے لئے جائز نہیں ہے لیکن بہر حال جو اس طرح کے پیسوں کو ادا کرنے پر مجبور ہے اس کا دینا حرام نہیں ہے اگرچہ لینے والے کے لئے حرام ہے.

## حق التألیف

سوال ٤٤٦. کیا مؤلفوں، مترجموں اور دیگر صاحبان ہنر افراد جو آثار کی تخلیق میں زحمت برداشت کرتے ہیں، پیسہ اور وقت صرف کرتے ہیں اگر وہ کوئی پیسہ حق زحمت یا حق التالیف کے عنوان سے لیں تو کیا صحیح ہے؟
جواب: حق زحمت یا حق لتالیف لینا تا کہ کتاب یا اصل نسخہ یا ہنری اثر کو اس کے حوالہ کر دے اس میں کوئی حرج نہیں ہے چونکہ مسلمان کو عمل محترم ہے اور اس کے عمل میں بغیر اجازت تصرف حرام ہے.

سوال ٤٤٧. کتب یا آثار جیسے پینٹنگ، ڈرائینگ، خوشنویسی اور کمپیوٹری سافٹ ویئر جو کہ ہنر مند کے ذوق اور ذہن کی تخلیق ہے کیا ہنر مند اور صاحب اثر ہمیشہ کے لئے اس کی طباعت پر پابندی یا اس کی طباعت سے ممانعت کا حق رکھتا ہے؟ اگر منع نہ کرے تو پھر کیا حکم ہے؟
جواب: وہ ہمیشہ کے لئے سافٹ وئیر کی کاپی کرنے سے روک سکتا ہے چونکہ انسان اپنے مال پر تصرف رکھتا ہے اوراس کے مال میں دوسروں کا تصرف کرنا(جیسے طباعت جو کہ اس طرح کے تصرف کا لازمہ ہے)رضایت کے بغیر حرام ہے اور مسلمانوں کا عمل محترم اور با قیمت ہے اور ممکن ہے حق رکھنے والے یا اس کے مالک اثر کی ارزش یا اس کتاب کو کسی فرد میں منحصر کرنا چاہتے ہوں اور اگر وہ منع نہ کرے تو بھی بنا عدم اور کاپی نہ کرنے پر ہے اور یہ جائز نہیں ہے ہمیں خود سے اپنے لئے حق ایجاد نہیں کرنا چاہئے.

## داڑھی مونڈنا

سوال ٤٤٨. کیا داڑھی مونڈنا اور اس کے اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اس کی حرمت میری نظر میں معلوم نہیں ہے اور حرمت کے آثار اس پر مرتب نہیں ہوتے گرچہ اس کو ترک کرنے کی احتیاط مطلوب ہے.

## غیبت اور تجسس

سوال ٤٤٩. جو مومن کی غیبت میں مشغول ہے اور نہی عن المنکر کے وقت جواب میں کہتا ہے«غیبت کرنا، محفل و مجلس کی تفریح کا سامان ہے» کیا اسلامی اقدار کا قائل اور مقید نہ ہونا جو کہ عدالت سے خارج ہونے کا باعث ہے اس فرد پر صادق ہے؟
جواب: لوگوں کی غیبت سے نہ بچنا حرام ہے اور اسے عمومی طور پر انجام اور رواج دینا اور اس طرح جواب دینا کہ غیبت محفل تفریح کا سامان ہے اگر یہ عمداً اور توجہ کے ساتھ ہو نہ ہنسی اور مذاق وغیرہ کی نیت سے تو اس صورت میں یہ اسلامی اقدار کا پابند نہ ہونا ہے.

سوال ٤٥٠. کیا غیبت سننے والے کا گناہ غیبت کرنے والے کی طرح ہے؟
جواب: سننے والا بھی گنہگار ہے اور اس نے معصیت کی ہے.

سوال ٤٥١. کیا فاسق کی غیبت ہر اعتبار سے جائز ہے یا صرف اس کے فسق کے متعلق جائز ہے؟
جواب: متجاہر بالفسق(اعلانیہ گناہ کرنے والا) کی غیبت وہ بھی صرف گناہ کے متعلق جس کو وہ اعلانیہ انجام دیتا ہے حرام نہیں ہے وگرنہ بقیہ جگہوں پر غیبت کی حرمت میں فاسق اور غیر فاسق میں کوئی فرق نہیں ہے.

سوال ٤٥٢. اخلاقی مفاسد اور گناہ جو بعض افراد کے ذریعہ خود ان کے گھروں میں انجام دیا جاتا ہے شرعی لحاظ سے اس کے متعلق جستجو اور تجسس کس حد تک جائز ہے؟
جواب: تجسس حرام اور ناجائز ہے.

سوال ٤٥٣. اگر ہمیں ٹیلی فون سے اطلاع دیں کہ فلاں گھر میں فساد اور فساد کے اسباب موجود ہیں کیا اسے ثابت کرنے کے لئے پولیس کے ذریعہ اس گھر کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے؟
جواب: حرام ہے اور جب تک مجموعی طور پر گناہ اعلامیہ دیدو مشائدہ نہ ہو اسے سزا، تحقیق اور جستجو کا مورد قرار نہیں دیا جا سکتا.

## ہتک حرمت

سوال ٤٥٤. جو مدیر اسلامی خلاق کی رعایت نہیں کرتا قانون کے خلاف عمل کرتا ہے اس کے کلام میں حیا نہیں ہوتی اور اپنے برے اخلاق کے ذریعہ اسلامی اخلاقیات کو مورد سوال قرار دیتا ہے اور لوگوں کے درمیان ہتک حرمت کرتا ہے طالبعلموں کو مارتا پیٹتا ہے کیا وہ نمونہ بن سکتا ہے؟کیا شرعی لحاظ سے کوئی دوسرے کی توہین کر سکتا ہے؟ اور توہین ہونے والے کے اعتراض اور یاددہانی پر اسے مار پیٹ سکتا ہے؟
جواب: لوگوں کی توہین کرنا چاہے چھوٹے ہوں یا بڑے چاہے ثقافتی مراکز پر ہوں یا کسی اور جگہ حرام اور نا جائز ہے اور توہین کی حرمت میں فرق نہیں ہے کہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا اسی طرح جسمانی تنبیہ حرام ہونے کے علاوہ اگر بدن کی حالت میں تغیر کا باعث ہو تو دیت کا بھی موجب ہے اور اسطرح کے امور سے روکنے کے لئے چاہے کہ اس سے متعلق افسران سے رابطہ قائم کریں.

## کفار کے مشابہ ہونا

سوال ٤٥٥. حالیہ دنوں میں بعض جوانوں کے درمیان لباس اور بال کے ایسےاسٹائل پائے جاتے ہیں جو مغربی ہیں اور اجنبی شہروں سے آئے ہیں اس بات کے پیش نظر کہ اس طرح کے لباسوں کو پہننا اور اس طرح سنورنا عرف میں کفار کے مشابہ بننا ہے کیا شرعاً حرام ہے یا حلال؟
جواب: اگر اسلام کے دشمنوں اور اس سے بر سر پیکار افراد کی تہذیب کی ترویج ہو تو حرام اور جائز ہے.

## متفرق مسائل

سوال ٤٥٦. اس کے پیش نظر کے مرد کے لئے سونا حرام ہے تو کیا مردوں کے لئے استمال ہونے والے سونے کے زیورات کو بنانا اور بیچنا بھی یہی حکم رکھتا ہے؟
جواب: سونے کے مردانہ زیورات جیسے مرد عام طور سے اور معمول کے مطابق اس سے حرام استفادہ کرتے ہیں اسے بیچنا حرام اور باطل ہے ہاں اگر کسی سماج میں یہ رواج ہو کہ اس طرح کے زیورات خرید کر مرد کو صرف یادگار کے طور پر دیا جاتا ہے اور وہ بھی اسی جہت سے لے تو اس کو بیچنا جائز ہے یا پھر مخصوص خریدار ہو جس کے متعلق اسے علم ہو کہ وہ بھی صرف اسی غرض سے خرید رہا ہے.

سوال ٤٥٧. نشیلی چیزوں کا استمال جیسے بھنگ، چرس، بروئین، مارفین، ماری جوانا وغیرہ کے مختلف صورتوں میں استمال کا کیا حکم ہے؟
جواب: ان کا استمال چاہئے کسی بھی طرح ہو حرام ہے لیکن جو نشہ آور ہے جیسے بھنگ تو یہ نشہ آور کے عنوان سے حرام ہے اور اس کے علاوہ دوسری چیزیں چونکہ عرف اور عقلاء کے نزدیک نقصان پہنچانے والی اور مضر شمار ہوتی ہے اس لئے حرام ہیں.

## شرکت کے احکام

مسئلہ ٤٥٨. اگر دو آدمی کسی چیز میں مشارکت رکھنا چاہتے ہیں چنانچہ عقد شرکت پڑھنے سے پہلے یا اس کے بعد ہر ایک اپنا کچھ مال کسی دوسرے کے مال سے مخلوط کرے جس کو دوسرے سے تشخیص نہ دی جا سکے اور عربی یا کسی دوسری زبان میں شرکت کے صیغہ کو پڑھا جائے یا کوئی ایسا کام کریں کہ جس سے معلوم ہو کہ ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہونا چاہتے ہیں تو ان کی شرکت صحیح ہے.

مسئلہ ٤٥٩. اگر کچھ افراد جو اپنے کام کی مزدوری پاتے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ شراکت کریں جیسے بعض دلال جن میں طے ہوتا ہے کہ جتنا بھی کمیشن ملے گا اسے آپس میں تقسیم کریں گے تو ان کی شرکت صحیح نہیں ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنی مزدوری کا مالک ہے لیکن اگر رضایت کے ساتھ ملی ہوئی مزدوری کو آپس میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو صحیح ہے.

مسئلہ ٤٦٠. اگر کچھ شریک آپس میں طے کر لیں کہ سارا فائدہ ایک آدمی لے تو صحیح نہیں ہے لیکن اگر یہ طے کر لیں کہ پورا نقصان یا زیادہ نقصان ان میں سے ایک آدمی دے تو شرکت اور معائدہ دونوں صحیح ہے.

مسئلہ ٤٦١. جب بھی کوئی ایک شریک تقاضا کرے کہ شراکت کے سرمایہ کو تقسیم کیا جائے تو دوسروں فریقوں کو قبول کرنا چاہئے مگر یہ کہ اس صورت میں کسی دوسرے فریق کے ضرر کا باعث ہو یا شراکت کی ایک مدت ہو تو تقسیم کرنے کا مطالبہ نہیں کر سکتے.

سوال ٤٦٢. ایک آدمی پانچ لاکھ روپے کے سرمایہ کے ساتھ دوسرے شخص کے پچاس ہزار کو لگا کر عقد شرکت پڑھتا ہے اس طرح کہ پہلا شخص ہر طرح کا کام کرنے سے معاف ہے اور کام صرف دوسرے شخص کے ذمہ ہے اور اس سے جو فائدہ حاصل ہو گا وہ ان دونوں کے درمیان بطور مساوی تقسیم ہو گا اس مسئلہ میں شرعی حکم کیا ہے؟ اگر دوسرا فرد تین آدمیوں کی طرف سے جہنوں نے پیسہ ساتھ لگایا ہے پہلے شخص کے ساتھ عقد شرکت پڑھ لے تو کیا صورت ہے؟
جواب: شراکت دونوں صورت میں صحیح ہے اس دلیل کی بنا پر کہ گرچہ شرکت کا اس بات کا مقتضی ہے کہ حاصل شدہ فائدہ مال کی بہ نسبت تقسیم ہو لیکن عامل کے فائدہ اٹھانے کی شرط کی صورت میں چاہے وہ کتنا بھی ہو ملا اشکال اور اس کی صحت مورد خلاف نہیں ہے خلاف اس جگہ ہے جہاں غیر عامل کا حصہ اس کے مال سے زیادہ ہو گرچہ اس طرح کی بھی شرط کرنا ممکن ہے کہ صحیح ہو چونکہ شرط نہ خلاف شرع ہے اور نہ ذات عقد کی اقتضا کے خلاف ہے بلکہ اطلاق کے خلاف ہے.

سوال ٤٦٣. کچھ لوگ مختلف کمپنیوں کے شیئیر زاسی کمپنی کے معائدے کے مطابق(کہ جو قانون تجارت کے تحت عمل کرتی ہے) خریدتے ہیں لیکن اس کے شرکاء اہل عمل(کام) اور اس کی نوعیت ان(شرکت کرنے والوں) کے لئے نا معلوم ہوتی ہے(کیا اس کمپنی کے ساتھ معائدہ کرنے کے لئے) عرفاً اتنا ہی کافی ہے کہ یہ(معاملہ) عذری نہ ہو(یعنی اس میں دھوکہ نہ ہو) خود وہ اپنے شرکاء کو نہ پہنچائے اور تجارت کی نوعیت سے آگاہ بھی نہ ہو؟
جواب: کفایت کرے گا اور عمل میں شراکت کی رضایت چاہے قانون تجارت کے ساتھ معلوم ہو کفایت کا باعث ہے اس طرح کے دھوکے شراکت کو نقصان نہ پہنچائیں گے بلکہ ان کا نقصان پہنچانا، بیع جیسے بعض عقود اور معاملات سے مخصوص ہے.

## مضاربہ کے احکام

سوال ٤٦٤. جس طرح بینک لوگوں کے ساتھ پیش آتے ہیں اور فیکس ڈیپازٹ پیسہ پر منافع دیتے ہیں اگر ہم بھی ایسے ہی معاملہ کریں مثلاً ایک تجارت کرنے والے کو پیسہ دیں اور طے کر لیں کہ وہ ہر مہینہ ہم کو ایک رقم منافع کے بطور یا(اس پیسہ سے) کام کرنے کے عوض میں دیا کرے تو کیا جائز ہے اگر نہیں تو کس صورت میں ہم تاجر کو پیسہ دے سکتے ہیں؟
جواب: مضاربہ کی صورت میں ہونا چاہے اور اس کے سرائط جو کہ عبارت ہیں.
١. مدت معلوم ہو.
٢. در آمد کا تقسیم ہونا کسر مشاع کی صورت میں ہو.
٣. عامل اور پیسہ کو لینے والا اس سے تجارت کرے(خرید و فروخت کرے) جس راستہ کی پیشکش کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ عقد مضاربہ کے ضمن میں شرط کر لیں اگ رکوئی نقصان ہو تو عامل اور پیسہ کو لینے والا اپنے پاس سے دینے والے کے نقصان کو پورا کریں اور ضمناً ایک رقم ہر مہینہ بغیر حساب کئے اسے ادا کریں اور مدت ختم ہو جانے پر حساب کریں.

سوال ٤٦٥. ایک شخص کے پاس رقم جمع ہے اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس نے وہ پیسہ کسی تاجر یا کارخانہ والے کو دیا اور وہ سرمایہ کے مالک کو ایک رقم منافع کے عنوان سے ادا کرتا ہے(جبکہ قرائن کے ذریعہ سرمایہ لگانے والے کے لئے فائدہ مشخص ہوتا ہے) کیا اس طرح فائدہ حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی دوسرا آسان راستہ شرع مقدس میں موجود ہو تو ہمارے لئے بیان فرما دیجئے؟
جواب: مضاربہ کی صورت میں اور اس کے شرائط کی رعایت کے ساتھ یا پھر شرکت کی صورت میں اپنے سرمایہ کی بہ نسبت فائدہ حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے.

سوال ٤٦٦. قہری ولی(جو خود ولی بن گیا ہو) بچہ کے تمام نقد سرمایہ کو مال المضاربہ کے عنوان سے کسی شخص کو دیدے اور چونکہ مضارب نے اپنے عہد کو وفا نہ کیا اس لئے(ولی نے) مذکورہ عقد کو توڑ دیا ہے اس وقت سوال یہ ہے.
١. ایک سال سے زیادہ ہو گیا ہے کہ مضارب نے بچہ کے سرمایہ کا فائدہ نہیں دیا اور اس مذکورہ مدت میں سرمایہ کی حقیقی قیمت آدھی ہو گئی ہے تو کیا مذکورہ نقصان کو جو کہ مضارب کے عمداً ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہوا ہے قہری ولی مضارب سے طلب کر سکتا ہے کیا اس امر کے لئے جواز کی ضرورت ہے؟
٢. جب مذکورہ بالا طرح کے امور حاکم کے پاس لے جائے جائیں عدالت کے رائج اصول کے مطابق مطلوبہ شرع سے دو فیصد قضاوت کے خرچ کے بطور عدالت طلب کرتی ہے کیا محکومیت اور مذکورہ رقم کو حاصل کر لینے کے بعد قضاوت اور فیصلہ کے لئے جوخرچ آیا ہے اسے محکوم علیہ(مضارب) سے لے سکتاہے؟
جواب: پہلی صورت کا جواب یہ ہے کہ: چونکہ مذکورہ فسخ کے ذریعہ تمام موجودہ مال، صغیر کا حق ہے نہ کہ ان کی قیمت پس اگر اصل مال باقی ہے یا وہ فروخت ہو گیا ہے اور اس سے دوسرے معاملات انجام دے دئیے گئے ہیں تو اب چونکہ وہ تمام معاملات اس سر پرست کی اجازت سے انجام پائے ہیں اور اس اعتبار سے جو منافع حاصل ہو وہ بچہ کا حق ہے اور اگر خسارت تاخیر کی شرط لگائی جائے یا یہ کہ ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور ادا کرنے میں تاخیر کرے تو(اس صورت میں) اس سے خسارت کا پیسہ لیا جا سکتا ہے اور دوسرے سوال کا جواب:(عدالت کا تمام خرچ) وصول کیا جا سکتا ہے اور اس کی استناد مرقوم شدہ قواعد کی طرف ہو گی.

## احکام صلح

مسئلہ ٤٦٧. صلح یہ ہے کہ انسان دوسرے کے ساتھ توافق کر لے کہ اپنے مال یا فائدہ کا کچھ حصہ اس کی ملکیت میں دیدے یا پھر اپنا حق طلب کرنے سے صرف نظر کر لے وہ چاہئے عوض کے مقابلے میں ہو یا بدون عوض ہو.

مسئلہ ٤٦٨. دو آدمی جو کسی چیز کے بارے میں ایک دوسرے کے ساتھ صلح کرتے ہیں انہیں بالغ وعاقل ہونا چاہئے اور انہیں کسی نے مجبور نہ کیا ہو صلح کا قصد رکھتے ہوں اور حاکم شرع نے انہیں ان کے مال میں تصرف سے نہ روکا ہو.

سوال ٤٦٩. استدعا ہے کہ ایک ملک جس کے متعلق صلح کرنے والوں کے درمیان ایک عام سند کے تحت قطعی مصالحہ ہو چکا ہو تو کیا مال المصالحہ کی تعیین اور اس کے ایک حصہ کو ادا کرنے کے بعد صلح کرنے والا صلح کو قبول کرنے والے(مصالح لہ)کو اس میں تصرف سے روک سکتا ہے؟ اس کے متعلق حکم شرعی بیان فرما دیجیئے؟
جواب: صلح اگر قطعی ہو یعنی سارے خیار کو طرفین نے ساقط کر دیا ہو تو لازم اور نافذ ہے اور پلٹانے کے قابل نہیں ہے اور صلح کو قبول کرنے والے(مصالح لہ) کے لئے مصالحت کی جانے والی شئے میں تصرف شرعاً جائز ہے چونکہ اس کا یہ تصرف خود اپنی ملکیت میں ہے جس طرح قیمت اور مال مصالحہ صلح کرنے والے کی ملکیت ہے اگر مد مقابل مکمل طور پر یا کچھ ادا کرنے میں تاخیر کرے تو اس کو ادا کرنے کے لئے مجبور کیا جا سکتا ہے اور حق مطالبہ ثابت ہے اور ادا کرنے میں تاخیر ناجائز، معصیت اور گناہ ہے.

سوال ٤٧٠. اگر کوئی باپ اپنی زندگی میں اپنی زمین کو اپنے بچوں سے مخصوص کرتے ہوئے مصالحہ کر لے کہ اس کے مرنے کے بعد ان کے حوالے ہو جائے اور کچھ اس نے اپنے مخارج کے چھوڑ رکھا ہو تو کیا اس طرح مصالحہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور کیا باپ اپنے کسی فرزند کو اپنے مال سے محروم کر سکتا ہے؟
جواب: اگر شرعی مصالحہ انجام پایا ہے لیکن اپنی حیات میں فائدہ اٹھانے کے حق کو صرف خود سے مخصوص کیا ہو تو مصالحہ صحیح ہے اور مرنے کے بعد مصالحہ کرنے والے کے مال کے متعلق کوئی کسی طرح کا حق نہیں رکھتا.

## کرایہ کے احکام

مسئلہ ٤٧١. کرایہ پر دینے والا اور جو کسی چیز کو کرایہ پر لے رہا ہے ان دونوں کو چاہئے کہ بالغ عاقل اور اپنے اختیار سے کرایہ کو انجام دیں نیز اپنے مال میں تصرف کا حق بھی رکھتے ہیں پس وہ سفیہ(نادان) جو اپنے مال بیہودہ کاموں میں خرچ کرتا ہے اگر کوئی چیز ولی کی اجازت کے بغیر کرایہ پر لے یا کرایہ پر دے تو صحیح نہیں ہے.

مسئلہ ٤٧٢. اگر بچہ کا ولی یا سرپرست اس کے مال کو کرایہ پر دے یا خود اسے کسی دوسرے کے لئے اجیر بنا دے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس کے بالغ ہو جانے کے بعد اس کی عمر کے کسی حصہ کو کرایہ کی مدت کا جز قرار دے تو بچہ بالغ ہونے

کے بعد کرایہ کی بقیہ مدت کو ختم کر سکتا ہے لیکن اگر ایسا ہو کہ ولی اس کے بلوغ کے حصہ کو اگر کرایہ میں شامل نہ کرتا تو اس کی مصلحت کے خلاف تھا اس صورت میں وہ کرایہ کی مدت کو ختم نہیں کر سکتا.

سوال ٤٧٣. اگر مستاجر(کرایہ دار) کرایہ کی مدت تمام ہونے کے بعد مالک کی رضایت کے بغیر دکان یا گھر میں تصرف کرے(یہ بھی پیش نظر رہے کہ اسلامی جمہوریہ ایران کے مدنی قانون میں اگر(مؤجر) کرایہ پر دینے والے کو ذاتی طور پر ضرورت نہ ہو تو حق مستاجر کو دیتے ہیں چاہئے مالک راضی نہ ہو) تو کیا حکم ہے؟
جواب: جیسے ہی کرایہ کی مدت ختم ہوئی اس کا کرایہ پر لینا بھی ختم ہو گیا اور مالک کی رضایت کے بغیر کرایہ دار تصرف کرے تو یہ تجاوز ہے ہاں مگر یہ کہ خاص قوانین شرعی اصول کے مطابق ہوں تو اس کی پیروی ہونی چاہئے.

سوال ٤٧٤. ایک شخص نے کسی کو کام کرنے کے لئے مزدوری پر لیا اور اس کی لاعلمی سے استفادہ کرتے ہوئے اس کی طرح کے کام کرنے والوں کی آدھی مزدوری اسے ادا کی تو کیا وہ کام کرانے والا ادا نہ کی گئی آدھی مزدوری کا مقروض ہے؟
جواب: چونکہ خیار غبن ہر طرح کے معاوضوں میں جاری ہے جیسے بیع(فروخت کرنا) کرایہ وغیرہ لہذا وہ مزدور جس کی مزدوری غبن کی گئی ہے اور اپنی مزدوری سے کم پر اس نے کام کیا ہے معاملہ کو توڑنے کا حق رکھتا ہے اور معاملہ کو توڑنے کے بعد اس عمل کی جس اس وقت صحیح مزدوری تھی اس کا مستحق ہو گا یا در ہے بچی ہوئی مزدوری اس اجرت کے ضامن ہونے کے حکم کی تابع ہے.

## اس مال کے شرائط جسے کرایہ پر دیتے ہیں

مسئلہ٤٧٥. جس مال کو اجارہ پر دیتے ہیں اس کی کچھ شرطیں ہیں.
١. معین ہو لہذا اگر کوئی کہے کہ میں نے اپنے گھروں میں سے کسی ایک کو کرایہ پر دے دیا تو صحیح نہیں ہے.
٢. کرایہ دار خود اسے دیکھے یا جو اسے کرایہ پر دے رہا اس طرح(مثلاً گھر کی) خصوصیات کو بیان کرے کہ پوری طرح واضح ہو.
٣. مؤجر کے لئے اسے تحویل دینا یا مستاجر کے لئے تحویل میں لینا ممکن ہو پس بھاگے ہوئے گھوڑے کا کرایہ پر دینا باطل ہے اس کا تحویل میں لینا اگرچہ مستاجر کے ذریعہ ہی ممکن ہو.
٤. مال استفادہ کرنے کی وجہ سے تمام نہ ہو جائے لہذا روٹی، پھل اور دیگر کھانے پینے کی چیزوں کو کرایہ پر دینا صحیح نہیں ہے.
٥. جس استفادہ کے لئے مال کو کرایہ پر دیا گیا ہے وہ ممکن ہو پس اس زمین کو کرایہ پر دینا جسکے لئے بارش کا پانی کفایت نہ کرے اور نہر سے بھی آبیاری نہ ہو سکے تو صحیح نہیں ہے.
٦. جس چیز کو کرایہ پر دے رہا ہے خود اس کا مال ہو اگر کسی دوسرے کا مال کرایہ پر دے تو اس صورت میں صحیح ہے کہ جب اس کا مالک رضایت دیدے.

## اس استفادہ کے شرائط کہ جس کی وجہ سے مال کو کرایہ پر دیا جاتا ہے

مسئلہ ٤٧٦. جس استفادہ کی وجہ سے مال کو کرایہ پر دیتے ہیں اس کی چار شرطیں ہیں.
١. یہ کہ حلال ہو لہذا بطور مثال دکان کو شراب بیچنے کے لئے یا شراب رکھنے کے لئے کرایہ پر دینا اور(ایسے ہی کسی) جانور کو شراب لانے لے جانے کے لئے کرایہ پر دینا باطل ہے.
٢. اس استفادہ پر کرایہ دینا لوگوں کی نظر میں بیہودہ نہ ہو.
٣. جس چیز کو کرایہ پر دے رہے ہوں ا سکے کئی استفادے ہوں تو جو استفادہ کرایہ کرنے والا اس سے چاہتا ہو اسے معین کریں مثال جو جانور سواری کے کام آتا ہے اور سامان بھی اٹھاتا ہے کرایہ پر دیں تو کرایہ پر دینے کے وقت معین کریں کہ اس پر سواری کرنا یا اس پر سامان لے جانا کرایہ دار کا حق ہے یا ہر طرح کا استفادہ کرایہ دور کا حق ہے.
٤. استفادہ کی مدت کو معین کرے اور اگر مدت معلوم نہ ہو تو کام کو معین کر دیں مثلاً کسی درزی سے طے کریں کہ ایک معین لباس کو مخصوص طریقہ سے سی دے تو کافی ہے.

## کرایہ کے متفرق مسائل

مسئلہ ٤٧٧. جس نے کسی چیز کو کرایہ پر دیا ہے جب تک اس چیز کو تحویل میں نہ اس کا کرایہ مانگنے کا حق نہیں رکھتا نیز اگر کسی کام کو انجام دینے کے لئے اجیر ہوا ہو تو کام کو انجام دینے سے پہلے اجرت کے مطالبہ کا حق نہیں رکھتا.

سوال ٤٧٨. لوگوں کے درمیان معروف ہے کہ کچھ پیسہ رہن کے عنوان سے صاحب خانہ کو دیتے ہیں اور پھر وہ مالک اس پیسے سے استفادہ کرتا ہے تو کرایہ اصلاً نہیں لیتا ہے یا پھر بہت تھوڑی مقدار میں کرایہ وصول کرتا ہے اس عمل کا شرعی حکم کیا ہے؟
جواب: آج کل جو رہن متعارف ہے طرفین کے فائدہ میں ہیں اور یہ رہن کا لینااور دینا صاحب خانہ کی ناداری و تنگدستی کی وجہ سے نہیں ہے لہذا بندہ کو نظر ثانی کرنے پر معلوم ہوا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور جائز ہے.

## پگڑی

مسئلہ ٤٧٩. جو افراد گھر یا دکان یا کوئی دوسری چیز ان کے مالکوں سے کرائے پر لیتے ہیں جب کرایہ کی مدت تمام ہو جائے تو ان کے لئے حرام ہے کہ اس جگہ مالک کی اجازت کے بغیر قیام کریں مالک کی رضایت نہ ہونے کی صورت میں چاہئے کہ فوراً تخلیہ کر دیں اور اگر نہ کریں تو اس محل اور کرایہ مثل اور ضامن اور غاصب ہیں اور ان کے لئے(کرایہ داروں کے لئے) شرعاً کوئی بھی حق نہیں ہے چاہئے ان کے کرایہ کی مدت کم ہو یا زیادہ یا چاہئے کرایہ کی مدت میں ان کے رہنے کی وجہ سے اس جگہ کی قیمت زیادہ ہو گئی ہو یا نہ ہوئی ہو یا چاہئے ان کے وہاں سے جانے کی صورت میں ان کی تجارت کو نقصان پہنچے یا نہ پہنچے ہاں مگر یہ عقد کے ضمن میں شرط کر لیا ہو.

مسئلہ ٤٨٠. اگر کرایہ دار صاحب خانہ کو پیسہ کے ساتھ عقد اجارہ(کرایہ) کے ضمن میں شرط کر لے کہ ایک مدت تک کرایہ کے پیسے میں اضافہ نہ کرے اور اسے اس جگہ سے نکالنے کا حق بھی نہ رکھتا ہو اور اسے یہ حق ہو کہ جتنا اس نے کرایہ معین کیا ہے آنے والے سالوں میں اتنا ہی کرایہ رکھے اور مؤجر(کرایہ دینے والے) پر لازم ہے کہ اسے کرایہ دے تو وہ ایک مبلغ اس سے یا کسی غیر سے اپنے حق کو ساقط کرنے کے لئے یا جگہ کو خالی کرانے کے لئے لے سکتا ہے اس طرح کی پگڑی حلال ہے.

سوال ٤٨١. میں نے(٢١/٢/١٣٦١ ھ ش) تاریخ میں ایک دکان اس کے اصلی مالک سے اس وقت کرایہ کے ریٹ کے مطابق ایک لاکھ ستر ہزار روپے پگڑی اور مزید مبلغ بجلی، گیس، دکان اور دکان کے سامنے کے فرش اور پروانہ کسب وغیرہ کے اخراجات پر خرچ کر کے حاصل کی ہے لیکن جبکہ مالک اصلی کو فوت کئے ہوئے دس سال سے زیادہ ہو گئے ہیں اس کے وارث اس ملک کو واپس لینا چاہتے ہیں آیا دکان پر شرعاً میرا حق ہے یا پھر ورثاء کا حق ہوتا ہے؟ اگر ورثاء کا حق ہے تو پگڑی کی رقم آج کل کے ریٹ کے مطابق انھیں مجھ کو ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟
جواب: کیونکہ مالک اصلی سے پگڑی کو خریدنا ظاہراً دکان اور عین کی مالکیت کے حق کو خریدنے کے معنی ہے مالک اور اس کے ورثاء کو کسی دوسرے کو دکان دینے یا خود اپنے لئے لینے کے لئے کوئی حق نہیں ہے کرایہ دار کو اس کی مرضی کے بغیر دکان سے نہیں نکال سکتے ہیں البتہ کرایہ کی بابت، متعارف و مقرر اصول کے مطابق عمل ہونا چاہئے.
یاد رئے کہ جو کچھ بیان ہوا خدا کا حکم ہے اس کے بارے میں حکم کرنا اور قضاوت کرنا ایک ایسا امر ہے جو ایران کی عدلیہ اور قوانین کی طرف رجوع کرنے کا محتاج ہے.

## جعالہ، مزارعہ، مساقات
## احکام جعالہ

مسئلہ ٤٨٢. جعالہ یہ کہ انسان کے لئے جو کام انجام دیا جا رہا ہے اس کے مقابل کوئی معین مال دینے کا وعدہ کر لے کہے جو بھی میری گمشدہ چیز ڈھونڈے گا اس دس روپے دونگا جو اس طرح وعدہ کرتا ہے اسے جاعل اور جو اس کام کو انجام دیتا ہے اسے عامل کہتے ہیں جعالہ اور کسی کو کسی کام کے لئے اجیر کرنے میں فرق یہ ہے کہ اجارہ میں صیغہ پڑھنے کے بعد اجیر کو چاہئے کہ عمل کو انجام دے اور جس نے اسے اجیر کیا ہے وہ اس کی اجرت کا مقروض ہو گا لیکن جعالہ میں عامل عمل کو ترک کر سکتا ہے اور وہ جب تک عمل کو انجام نہ دے جاعل کے ذمے کچھ نہیں ہے.

## احکام مزارعہ

مسئلہ ٤٨٣. مزارعہ یہ ہے کہ مالک زراعت کرنے والے کے ساتھ اس طرح معاملہ کرے کہ اپنی زمین اس کے اختیار میں زراعت کی غرض سے دے تا کہ وہ فصل کا کچھ حصہ مالک کو ادا کرے.

مسئلہ ٤٨٤. مزارعہ کی چند شرطیں ہیں.
١. صاحب زمین کاشتکار سے کہے زمین تیرے حوالے کی اور کاشتکار بھی کہے ہم نے قبول کیا یا بغیر اس کے کوئی بات کہے مالک کاشتکار کو زمین حوالہ کر دے اور کاشتکار بھی قبول کر لے.
٢. صاحب زمین اور زارع دونوں ہی بالغ و عاقل ہوں اور اپنے ارادہ واختیار سے مزارعہ کو انجام دیں اور بے وقوف نہ ہوں یعنی اپنے مال کو بیہودہ چیزوں میں صرف نہ کرتے ہوں.
٣. زمین سے حاصل(فصل)کسی ایک سے مخصوص نہ ہو.
٤. ایک حصہ بطور مشاع ہو(یعنی ان کے درمیان مشترک ہو اور معین نہ ہوا ہو) جیسے آدھا یا ثلث وغیرہ کی صورت میں، پس اگر طے کر لیں کہ ایک کھیت کی فصل ایک کا مال ہو اور دوسرے کھیت کی فصل دوسرے کا مال ہو تو صحیح نہیں ہے نیز اگر مالک کہے اس زمین پر زراعت کرو اور جو کچھ چاہتے ہو مجھے دو تو بھی صحیح نہیں ہے.
٥. جتنی مدت تک زمین زراعت کرنے والے کے اختیار میں رہے اسے معین کرے اور چاہئے کہ مدت اتنی ہو کہ اس میں ایک فصل کا تیار ہو جانا ممکن ہو.
٦. زمین قابل زراعت ہو اگر اس میں زراعت ممکن نہ ہو لیکن کوئی ایسا کام کرے کہ زراعت اس میں ممکن ہو جائے تو مزارعہ صحیح ہے.
٧. اگر کسی ایسی جگہ ہوں جہاں مثلاً کسی ایک طرح کی زراعت کرتے ہیں تو اگر اس کا نام بھی نہ لیں تو وہی زراعت معین ہو گی اور اگر کئی طرح کی زراعت کرتے ہوں تو جس زراعت کو کرنا چاہتے ہیں اسے معین کریں مگر یہ کہ اس کی شکل معمولی ہو اور اسی طرح سے انجام دی جائے.

۸. مالک زمین کو معین کرے جس کے پاس زمین کے کئی ٹکڑے ہوں جن میں فرق بھی ہو اگر زراعت کرنے والے سے کہے ان میں سے کسی ایک میں زراعت کرو اور اسے معین نہ کرے تو مزارعہ باطل ہے۔
۹. جو خرچ دونوں میں سے ہر ایک کو کرنا چاہئے معین کریں لیکن جو خرچ ان میں سے ہر ایک کو کرنا چاہئے اگر معلوم ہو تو ضروری نہیں ہے معین کریں۔

## احکام مساقات

مسئلہ ٤٨٥. اگر انسان کسی کے ساتھ اس طرح معاملہ کرے کہ وہ پھلدار درخت جو خود اس کے ہیں یا اس سے حاصل فائدہ اس کا ہے یا اس کا اختیار اس کے پاس ہے ایک معین مدت تک اس شخص کے حوالہ کر دے تا کہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے پانی دے اور جتنے پر طے ہوا ہے اس کا پھل لے لے اس معاملہ کو مساقات کہتے ہیں۔

مسئلہ ٤٨٦. وہ درخت جو پھل نہیں دیتے جیسے بید، چنا وغیرہ ان کے متعلق مساقات کی صورت میں معاملہ کرنا صحیح نہیں ہے لیکن جیسے مہندی کا درخت جس کا پتہ استمال ہوتا ہے یا جس درخت کا پھول استمال ہوتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ٤٨٧. مساقات کی مدت معلوم ہونی چاہئے اور اگر اس کے شروع کو معین کریں اور اس کے آخر کو اس وقت قرار دیں جب اس سال کا پھل آتا ہے تو صحیح ہے۔

مسئلہ ٤٨٨. مساقات میں طرفین سے ہر ایک فائدہ کا ادھا یا ایک تہائی وغیرہ کا حصہ دار ہو اگر طے ہو مثلاً ۳۰۰ کلو پھل کا مالک ہے اور بقیہ اس کا ہو گا جو ان امور کو انجام دے رہا ہے تو معاملہ باطل ہے۔

## جو اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا

مسئلہ ٤٨٩. جو بچہ بالغ نہیں ہوا ہے یا بالغ ہو گیا لیکن اس میں سوجھ بوجھ نہیں ہے وہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ٤٩٠. دیوانہ اور سفیہ یعنی وہ جو اپنے مال کو بیہودہ کاموں میں خرچ کرتا ہے اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔

## وکالت کے احکام

وکالت یہ ہے کہ انسان جس کام میں دخالت کر سکتا ہے اسے دوسرے کے حوالہ کر دے تا کہ وہ اس کی طرف سے انجام دے مثلاً کسی کو وکیل بنا دے کہ وہ اس کا گھر بیچ دے یا کسی عورت کو اس کے عقد میں لا دے پس وہ سفیہ (نادان)آدمی جو اپنا مال بیہودہ کاموں میں خرچ کرتا ہے اپنے مال کو بیچنے کےلئے کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا۔

مسئلہ ٤٩١. اگر انسان کسی دوسرے آدمی کو جو دوسرے شہر میں ہے وکیل بنا لے اور اس کے لئے وکالت نامہ بھجیے اور وہ قبول کر لے تو اگرچہ وکالت نامہ ایک مدت کے بعد پہنچے وکالت صحیح ہے۔

مسئلہ ٤٩٢. جس کام کو انسان انجام نہیں دے سکتا یا شرعاً انجام نہیں دینا چاہئے تو اسے انجام دینے کے لئے کسی دوسرے کی طرف سے وکیل نہیں بن سکتا مثلاً جو حج جے احرام میں ہے چونکہ وہ شادی کے لئے صیغہ عقد نہیں پڑھ سکتا لہذا وہ صیغہ پڑھنے کے لئے کسی دوسرے کی طرف سے وکیل نہیں بن سکتا۔

مسئلہ ٤٩٣. جس کام کو انجام دینے کے لئے اسے وکیل بنایا گیا ہے اس کے لئے وہ کسی دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا لیکن اگر موکل نے اسے کسی کو وکیل بنانے کی اجازت دی ہو تو جس طرح بھی اسے حکم دیا ہے اس طرح عمل کر سکتا ہے پس اگر اس نے کہا ہو ہمارے لئے وکیل بناؤ تو چاہئے کہ اس کی طرف سے کسی کو وکیل بنائے اور اپنی طرف سے کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا۔

مسئلہ ٤٩٤. اگر انسان اپنے موکل کی اجازت سے اس کی طرف سے کسی کو وکیل بنا دے تو وہ اس وکیل کو معزول نہیں کر سکتا اور اگر پہلا وکیل مر جائے یا موکل اسے معزول کر دے تو دوسری وکالت باطل نہیں ہوتی۔

مسئلہ ٤٩٥. اگر موکل مر جائے یا دیوانہ ہو جائے تو وکیل کی وکالت باطل نہیں ہوتی بالخصوص اگر موکل نے اسے موت کے بعد بھی وکیل بنایا ہو وکیل مالی امور میں موکل کی موت کے بعد ورثہ کی اجازت کے بغیر وکالت کے عوض ثلث مال میں تصرف کر سکتا ہے اور ثلث سے زیادہ میں تصرف ورثہ کے عدم ضرر سے مشروط ہے۔

## قرض کے احکام

قرض دینا مستحبی کاموں میں سے ہے جس کے متعلق احادیث اور آیات میں بہت زیادہ تاکید ہوئی ہے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت بیان ہوئی ہے کہ جو بھی اپنے مسلمان بھائی کو قرض دے اس کا مال زیادہ ہو جاتا ہے اور ملائکہ اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور اگر اپنے مقروض شخص سے مہربانی سے پیش ائے تو حساب کے بغیر تیزی کے ساتھ پل صراط پر سے گزر جائے گا اور جس شخص سے اس کا مسلمان بھائی قرض چاہئے اور وہ نہ دے تو بہشت اس پر حرام ہو جاتی ہے.

مسئلہ ٤٩٦. اگر قرض میں شرط کر لیں کہ ایک معین وقت میں اسے ادا کرے تو وقت آنے سے پہلے ضروری نہیں ہے قرض دینے والا قبول کرے لیکن اگر وقت معین کرنا صرف مقروض شخص کے ساتھ ہمراہی کے لئے ہو تو اگر وقت سے پہلے بھی دیدے تو قبول کر لینا چاہئے.

مسئلہ ٤٩٧. اگر مقروض شخص کے پاس سوائے اس گھر کے جس میں وہ رہتا ہے اور جو اثاثہ اس کی ضرورت کا اس گھر میں ہے اس کے علاوہ کوئی چیز اس کے پاس نہ ہو تو صاحب قرض مقروض شخص سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا بشرطیکہ مقروض نے یہ گھر اور اپنی ضرورت کا سامان صاحب قرض کے مال سے نہ خریدا ہو یا یہ کہ اس کے مال کی وجہ سے ہی وہ یہ چیزیں بنا نہ سکا ہو اور اس کا فقر بھی تجارت اور معاملات میں افراط وتفریط کی وجہ سے نہ ہو بلکہ قرض خواہ کو چاہئے کہ صبر کرے تا کہ وہ اس کا قرض ادا کر سکے.

مسئلہ ٤٩٨. ایک شخص کچھ لوگوں کا مقروض ہے اور اس کے پاس کچھ مال بھی ہے اور صاحبان قرض نے اپنے مال کا مطالبہ بھی کیا ہے تو یہ مال صاحبان قرض میں سے کسی کو دیدے کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر ان کے درمیان تقسیم کرے تو بہتر ہے اسی طرح مفلس جب تک حاکم شرع اسے مجبور نہ کرے جو مال اس کے پاس ہے وہ جس صاحب قرض کو بھی دیدے کوئی حرج نہیں ہے لیکن ان دونوں صورتوں میں بقیہ صاحبان قرض کو نقصان پہنچانے کا قصد نہیں ہونا چاہئے ورنہ اسکی مالکیت قاعدہ لاضرر کے تحت محکوم ہے.

مسئلہ ٤٩٩. جو شخص دیوالیہ ہو گیا ہے اس سے کوئی شخص طلبگار ہے لیکن اس کا عین مال(مقروض کے پاس) موجود ہے تو وہ شرعاً عین مال کو مقروض شخص سے واپس لے سکتا ہے یا اپنے قرض کی بہ نسبت بقیہ قرض داروں کے ساتھ حصہ لے سکتا ہے اور جب بھی بہانہ سے اپنے مال کو مقروض کے چنگل سے باہر نکال لے تو دیگر قرض داروں کا مقروض نہ ہو گا.

سوال ٥٠٠. اگر کوئی شخص مضاربہ کے پیسہ کا فائدہ دینے کی وجہ سے دیوالیہ ہو جائے اور اس سے قرض کے طلبگار وہی افراد ہوں جہنوں نے اس سے فائدہ لیا ہے اور ان میں سے اکثر افراد نے جتنا پیسہ مضاربہ کے طور پر دیا ہو اس کے برابر یا اس سے زیادہ فائدہ لے چکے ہوں(بغیر اس کے کہ عامل نے اس پیسہ سے کوئی تجارت کی ہو) تو دیوالیہ شخص کے قرض کے ادا کرنے کی کیا صورت ہے؟
جواب: اس شخص کا قرض اپنی جگہ پر باقی ہے اور ادا کیا گیا پیسہ قرض کی جگہ پوری نہ کرے گا دلیل اس کی یہ ہے جو کچھ اس نے ادا کیا رضایت کی بنا پر تھا اور مفت میں تسلط(قبضہ) دے دینے میں کوئی ضمانت نہیں ہے.

سوال ٥٠١. اگر کوئی پیسہ قرض لے اور ادا کرنے کے وقت مہنگائی کی وجہ سے پیسہ کی قیمت میں کمی آجائے اس طرح کہ صاحب قرض کو نقصان ہو جائے تو کیا صاحب قرض کو یہ حق ہے کہ جتنا پیسہ کی قیمت میں کمی آگئی ہے اس کا مقروض شخص سے مطالبہ کرے اگر ایسا ہے تو کیا پیسہ کی ارزش کے لئے سونے کی موجودہ قیمت کو معیار قرار دے سکتا ہے؟ اگر نہیں تو اس صورت میں جب مقروض شخص نے قرض ادا کرنے میں کوتاہی کی ہو اور معین مدت میں قرض نہ ادا کیا ہو تو کیا حکم ہے؟ کیا پیسہ کی مالیت کا ضامن ہے یا نہیں؟
جواب: استنتاجی قرضوں میں قرض دیتے وقت اس کی مالیت کو سونے یا کسی دوسری چیز سے معلوم کر سکتا ہے اور پھر اس کی مالیت کو قرض کے بطور دے سکتا ہے مثلاً اس طرح کہے«یہ رقم جس کی مالیت نصف مثقال سونا ہے میں تمہیں قرض دے رہا ہوں کہ ادا کرتے وقت اتنی ہی مالیت رائج سکہ کی صورت میں ہمیں واپس کرو»اگر اس کے ادا کرنے میں اس نے تاخیر کی ہو تو شرط کے ساتھ اپنے نقصان و گھاٹے کو لے سکتا ہے مثلاً اس سے کہے کہ اگر معین وقت پر تم نے ادا نہ کیا تو نقصان کے ضامن ہو اور اگر مقروض سخص شرط کے بغیر قدرت ہونے کے باوجود قرض ادا کرنے میں تساہل کرے تو نقصان اور گھاٹا لینا بعید نظر نہیں آتا ہے.

## سودی قرض

مسئلہ ٥٠٢. سود دینا حرام ہے اور جیسا کہ صحیح اور معتبر احادیث میں آیا ہے کہ سود کا ایک درہم خانہ کعبہ کے پاس محارم کے ساتھ ٧٠ مرتبہ زنا کرنے سے بدتر ہے اور قرآن مجید نے سود خور کو قانونی طور پر خدا اور رسول کے ساتھ جنگ کی حالت میں بتایا ہے.

مسئلہ ٥٠٣. اگر کوئی پیسہ لینا چاہتا ہے اور حرام سود دینا چاہتا ہے یا قرض دے کر حرام سود لینا چاہتا ہے تو وہ ان راہوں پر جو بعض مسائل کی کتابوں میں درج ہیں عمل کر کے فرار نہیں ہو سکتا اور حرام سود کے لئے کوئی راستہ ڈھونڈنا اس کے لئے کسی بھی صورت میں جواز نہیں بن سکتا جیسا کہ امام خمینی نے فرمایا ہے عرف میں جو سود حرام ہے اس کی

حرمت کسی چالاکی اور بہانہ کے ساتھ سازگار نہیں اور سود کی حرمت میں تقویت کا باعث ہے اور جب کوئی بھی عاقل ایک ایسا قانون کہ جس کے متعلق اس قدر شدید حکم بیان ہوا ہو اس کو کسی چالاکی اور بہانہ کے ذریعہ جائز نہیں کر سکتا تو(خداوند) حکیم اس کام کو کیسے کر سکتا ہے؟

سوال ٥٠٤. بعض اسلامی ممالک میں قرض کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے استہلا کی(مصرفی) واستنتاجی(تولیدی) جسے تولیدی اور مصرفی سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے یعنی کوئی بھی شخص اپنی زندگی گزارنے کے لئے یا اپنے لئے روٹی مہیا کرنا یا دیوالیہ پن اور مجبوری کے لئے قرض نہیں کرتا بلکہ یہ کہ اس سے نتیجہ حاصل کرے تجارت کرے یا گھر بنائے یا اس طرح کی کوئی چیز(کہ جس سے ایک نتیجہ حاصل کرنا ہے) یا اپنے سرمایہ کو زیادہ کرنے کے لئے قرض کرے تو کیا ربا(سود) کے باب میں تمام کے تمام وارد شرعی دلائل استہلا کی قرض کی طرف متوجہ ہیں اور استنتاجی قرض کو شامل نہیں ہیں اس کے متعلق جناب عالی کا نظریہ کیا ہے؟
جواب: استنتاجی قرض میں سود کا حرام نہ ہونا(جو کہ نہ صرف عام طور سے تجارت اور کاروبار کے لئے مانع نہیں ہے بلکہ ایک سالم معشیت اور بازار میں رونق کا باعث ہے)قوت سے خالی نہیں ہے گرچہ سود کی اس قسم میں کوئی حیلہ و بہانہ بنانے میں احتیاط کرنا زیادہ مطلوب ہے اور اس طرح استنتاجی اضافہ کو دیگر اضافوں کی طرح حرمت ربا(سود) کے ادلہ اپنے اندر شامل نہیں کرتے ہیں اور ربا کے لغوی اصطلاحی اور روانی معنی مطلق زیادتی کے ہیں اور یہ معنی قطعاً حرمت کی دلیلوں کا مقصود و مراد نہیں ہے بلکہ مراد خاص اضافہ ہے وہ بھی سود کی حرمت کے حکم، علل، قرائن اورشواھد جو کہ روایات اور آیات میں بیان ہوا ہے اور اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان سب کی مدد سے سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ سب اسی استہلا کی سود سے مختص ہے جو بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مقروض حضرات اپنے قرض کی ادئیگی کے لئے نعوذ باللہ اپنی ماں بہنوں اور بیٹیوں سے ناجائز کاموں کو انجام دلانے پر مجبور ہو جاتے ہیں جس کے متعلق معروف اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ سود کا ایک درھم محارم کے ساتھ ستر مرتبہ زنا سے بدتر ہے ظاہراً اسی مناسبت سے ایک تاریخ ہے.
خلاصہ یہ کہ قرض میں شرط اضافہ اور سود جو حرام اور ربا ہے وہ حرام سود ہے کہ جو معاشی کوشش کے لئے مانع ہو اس لئے روایات میں سود کی حرمت کی یہی علت بتائی گئی ہے علت جس طرح عمومیت بخشی ہے اسی طرح تخصیص بھی دیتی ہے اور اضافہ کی شرط کے ساتھ قرض دینا جو مقروض کے لئے معاشی لحاظ سے امور کی بہبودی اور سماج کی معشیت کو حرکت میں رکھتا ہے اس علت سے خارج ہے بالکل اس سودی قرض کے بر عکس جو نیاز اور زندگی کی ضرورت کو رفع کرنے کے لئے جو کہ سود خوار کے لئے ثروت جمع کرنے اور سود دینے والے کے لئے بد بخت ہونے کا راستہ ہے اسی لئے سود دینے والے کو صدقہ و خیرات دیا جائے تا کہ وہ سود میں گرفتار نہ ہو اس طرح کا سود قرض جو کہ اضافہ کی شرط کے ساتھ ہے حرام ہے اور خدا اور رسول کے ساتھ جنگ کے حکم میں ہے.

سوال ٥٠٥. بعض افراد گھر کے لئے قرض لینے کی غرض سے بعض بینکوں میں کچھ رقم قرض الحسنہ کے طور پر رکھ دیتے ہیں تو کیا«ہر قرض جو منفعت کا باعث ہو وہ سود ہے» کے عموم کے تحت حرمت کا موجب ہے جبکہ طرفین نے بنا سی پر رکھی ہے؟
جواب: حرام نہیں ہے اور عموم مرقوم نبوی عامی ہے اور قرض میں اضافہ کر کے دینے کی حرمت استہلا کی قرضوں سے مخصوص ہے اور وہ عموم جو اپنے تمام افراد کی حرمت پر دلالت کرے وجود نہیں رکھتا.

سوال ٥٠٦. چند فیصد فائدہ جو بینکوں سے ملتا ہے کیا سود شمار ہو گا؟
جواب: اگر جمہوری اسلامی ایران کے بینکی آئین نامہ کے مطابق عمل کریں تو سود نہیں ہے.

سوال ٥٠٧. کیا قرض کی شرط(کہ کل آپ کو بھی مجھے قرض دینا ہو گا) کے ساتھ قرض دینا جائز ہے؟
جواب: قرض کی شرط کے ساتھ قرض دینا جائز ہے اور اضافہ کی شرط کے ساتھ قرض کی حرمت کے ادلہ سے اپنے اندر شامل نہیں کرتے.

سوال ٥٠٨. کیا رشتہ داروں اور اقرباءسے سود(ربا) لینا جائز ہے؟ باپ اور بیٹے کے درمیان کیا حکم ہے؟
جواب: استہلا کی ربا حرام ہے اور اس سلسلے میں باپ و بیٹے اور رشتہ داروں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے.

## بینکی معاملات

مسئلہ ٥٠٩. جو شخص بینکوں سے معاملہ کے عنوان سے کوئی چیز بطور قرض یا غیر قرض لیتا ہے اس صورت میں اگر معاملہ شرعی طریقہ سے انجام پائے تو حلال ہے اور کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ علم ہو کہ بینکوں میں حرام پیسہ ہے اور احتمال دے جو پیسہ اس نے لیا ہے حرام ہے لیکن اگر علم ہو جو پیسہ اس نے لیا ہے خود وہ عین حرام ہے یا اس کا کچھ حصہ حرام ہے تو اس میں تصرف جائز نہیں ہے اور اگر اس کے مالک کو ڈھونڈ نہ سکے تو فقیہ کی اجازت سے اس کے ساتھ مجہول المالک والا معاملہ کرے اور اس مسئلہ میں ملکی، غیر ملکی سرکاری اور غیر سرکاری بینکوں میں کوئی فرق نہیں ہے.

مسئلہ ٥١٠. بینک میں جو پیسہ رکھا جاتا ہے اگر بعنوان قرض ہو اور بینک کے لئے اس میں تصرف کرنا جائزہے اور بینک کے نفع میں ہو(کہ معمولاً ایسا ہی ہوتا ہے) اور بینک ان پیسوں سے دوسروں کو قرض دینے کے لئے کاروبار اور تجارت کرتے ہیں اور اقتصادی نظام چلاتے ہیں اور قرض لینے والا یعنی بینک یا وہ شخص کہ جس نے بینک سے قرض لیا ہے ناداری، فقر وفاقہ سے

بچنے کے لئے نہ ہو کہ جو ترحم وصدق و انفاق کا مورد ہے تو اس نفع اور اضافہ کے ساتھ قرض کی حرمت محل تامل ہے بلکہ منع ہے اور انشاءاللہ ربا کی بحث میں اس مسئلہ پر بحث ہو گی.

مسئلہ ٥١١. وہ انعامات جو بینک یا غیر بینک قرض دینے والے کی حوصلہ افزائی کے لئے دیتے ہیں یا دوسری کمپنیاں خریدار اور بیچنے والے کو قرعہ کشی کے ذریعہ دیتی ہیں حلال ہے اور جو چیزیں دکاندار، گاہکوں کو جذب اور زیادہ کرنے کے لئے اپنے سامان کے اندر بنڈلوں میں رکھتے ہیں جیسے گھی کے ڈبے میں سونے کا سکا رکھنا، حلال ہے اور کوئی اشکال نہیں رکھتا.

سوال ٥١٢. مدد کرنے والے اور قرض دینے والے ادارے یا بینک جو پورے ملک میں موجود ہیں کیا انھیں حق حاصل ہے کہ قرض دینے کا خرچ اور تاخیر سے قرض واپس کرنے کا پیسہ دریافت کریں؟
جواب: اگر سارے قرضوں کی بہ نسبت اجرت وہ چاہے کم ہو یا زیادہ ایک طرح کا ہو یاکام کے کم یا زیادہ ہونے(جیسے پرونوٹ اور دیگر کاغذات وغیرہ کی زیادتی) کی وجہ سے کم وزیادہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر قرض کی رقم میں اختلاف کی وجہ سے اجرت میں اختلاف پیدا ہو جائے جیسے دس ہزار روپے قرض کی اجرت ایک لاکھ روپے قرض کی اجرت سے کم ہو تو حرام ہے اور باطل مال کھانے کے مترادف ہے یہ نہ اجرت ہے نہ مزدوری وگرنہ واضح ہے کہ قرض کی رقم میں اختلاف کی وجہ سے اجرت میں اختلاف نہیں ہوتا ہاں تاخیر سے اداکرنے کی صورت میں نقصان اور عقد معاملہ کی عبارت میں شرط قرار دی گئی ہو تو شرط کے حکم کے مطابق عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے.

سوال ٥١٣. اگر منافع کی غرض سے کوئی اتنا پیسہ بینک میں فیکس ڈپازٹ کر دے یا سیونگ اکاؤنٹ میں رکھے تو کیا حکم ہے؟
جواب: اگر بینک کے پاس پیسہ جمع کرنے والوں کی طرف سے جو وکالت حاصل ہے اس کے تحت پیسہ سے مضاربہ یا کوئی دوسرا شرعی معاملہ انجام دے تو جو پیسہ بینک سے حاصل ہو وہ انسان کی دیگر در آمدوں کی طرح ہے.

سوال ٥١٤. آج کل کچھ بینک اسلامی معاملہ کے نام پر قرض دیتے ہیں لیکن اس کی شکل سود کی جیسی ہے اس طرح کے قرض کا لینا کیسا ہے؟ کیا مجبوری کے وقت اس طرح کا قرض لیا جاسکتا ہے اس کے پیش نظر کہ بینک خاص شرائط کے ساتھ(مثلاً کوئی مال، جانور یا زراعت کی زمین وغیرہ کے لئے) قرض دیتا ہے اگر کسی شخص میں اس طرح کے شرائط نہیں پائے جاتے تو کیا دکھاوے کے لئے شرائط پیدا کر کے یا کسی وسیلہ سے یا بعض وقت بینک میں کسی کام کرنے والے کو کچھ پیسہ دے کر اس قرض سے فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ اور اگر کوئی شخص جس چیز کے لئے قرض دیا گیا ہے اس کے معائدہ کے خلاف کسی دوسری جگہ صرف کرے تو کیا جائز ہے یا یہ کہ قرض لےلے اور دوسرے کے حوالہ کرے تا کہ وہ جس چیز کے لئے قرض دیا گیا ہے اس کے علاوہ کسی دوسری جگہ صرف کرے کیا اس میں اشکال ہے؟
جواب: جمہوری اسلامی ایران کے بینکوں کے معاملہ میں اگر اس کے معاملات کے قوانین پر عمل نہ ہو تو لینے والا پیسہ کا مالک نہ ہو گا اس کی دلیل یہ ہے کہ قوانین کی خلاف ورزی کی بازگشت شرعی عقد کے عمل میں نہ آنے کی طرف ہوتی ہے مثلاً بینک خریداری کی رسید کے ساتھ پیسہ دیتا ہے یعنی در حقیقت بینک مد مقابل سے سامان کو نقد خرید رہا ہے اور پھر پیسہ کے ضرورت مند کو قرض سے مشابہ صورت میں ادھار اور زیادہ قیمت پر بیچتا ہے لذا اگر وہ اصلاً کوئی سامان نہ خریدے اور خریداری کی رسید دکھاوے کے لئے ہو تو وہ اس پیسہ کا کس طرح مالک ہو سکتا ہے جو اسے بینک سے لیا ہے لیکن جو پیسہ قرار داد کے علاوہ اس نے لیا ہے اگر اسے لئے گئے پیسہ کی مقدار کے مطابق قرار داد کے خرچ پر صرف کرے تو بظاہر کوئی حرج نہیں ہے.

سوال ٥١٥. نوٹ خریدنے اور بیچنے کا کیا حکم ہے؟ چک اور پرونوٹ کا کیا حکم ہے؟
جواب: اگر ناچاری اور مجبوری کی وجہ سے ہے سود اور حرام ہے اور کوئی حیلہ اس کے لئے جواز کا باعث نہیں بن سکتا، لیکن اگر کسب معاش، تجارت اور کھتی وغیرہ کے لئے ہو جس کی معشیت میں حرکت پیدا ہو اور قرض دینے والے کو بھی فائدہ ہو اور قرض لینے والے کو بھی ان جگھوں پر اس طرح کے سود سے بچنے کے لئے نوٹ یا چک اور پرونوٹ کی خرید وفروخت احتیاط کے مطابق ہے اگرچہ اس طرح کے اضافہ کے ساتھ قرضوں کی اصل حرمت مورد تامل بلکہ منع ہے.

سوال ٥١٦. کوئی شخص ایک مدت تک بینک میں بچت کرتا ہے بعد میں بطور امتیاز اسے کچھ قرض دیا جاتا ہے کیا وہ اس امتیاز کو قرض کی مقدار سے زیادہ کسی دوسرے کو فروخت کر سکتا ہے؟
جواب: کوئی حرج نہیں ہے یہ حق تحجیر وغیرہ کی طرح ہے کہ جو قابل معاملہ ہے.

## پرو نوٹ

مسئلہ ٥١٧. پرونوٹ کی دو قسمیں ہیں:
١. حقیقی پرونوٹ کہ مقروض شخص اپنے قرض کے مقابل پرونوٹ دے.
٢. دوستی کی بنا پر پرونوٹ دینا یہ پرونوٹ شخص اپنے مد مقابل کو بغیر اس کے کہ اس کا مقروض ہو دیتا ہے.

مسئلہ ٥١٨. حقیقی پرونوٹ اگر کوئی مقروض سے لے تا کہ دوسرے کے ساتھ اس سے کم رقم پر معاملہ کرے تو حرام اور باطل ہے چونکہ خود پرونوٹ کی کوئی قیمت نہیں ہے.

مسئلہ ٥١٩. پرونوٹ پیسہ نہیں ہے اور خود اس کے ذریعہ معاملہ میں عمل نہیں آتا بلکہ پیسہ نوٹ ہے اور اس سے معاملہ واقع ہوتا ہے البتہ پرونوٹ اس طرح کی رسید ہے اور گارنٹیڈ چک جو کہ ایران میں رائج ہے نوٹ کی طرح پیسہ ہے اور اس کی نقد خرید وفروخت اوراس میں مدت کے بغیر کمی یا زیادتی میں کوئی حرج نہیں ہے.

## حوالہ کرنے کے احکام

مسئلہ ٥٢٠. اگر انسان اپنے طلبگار کو حوالہ دے کہ اپنے قرض کو فلان شخص سے لے لے اور طلبگار اسے قبول کر لے تو حوالہ انجام پا جانے کے بعد جس شخص کا حوالہ دیا گیا ہے وہ مقروض ہو جائے گا اور پھر طلبگار اس پہلے والے مقروض شخص سے اپنی طلب کا مطالبہ نہیں کر سکتا.

مسئلہ ٥٢١. حوالہ کیا جانے والا مال حوالہ دینے والے اور طلبگار کے درمیان معین ہونا چاہئے یعنی مردد نہ ہو پس اگر کوئی تیس کلو گیہوں اور دس روپے کا کسی کا مقروض ہو اور طلبگار سے کہے اپنے دونوں قرضوں میں سے کوئی ایک فلاں شخص سے لے لے اور اسے معین نہ کرے تو حوالہ صحیح نہیں ہے.

مسئلہ ٥٢٢. طلبگار چاہئے تو حوالہ قبول نہ کرے، اگرچہ جس شخص کا حوالہ دیا گیا ہے وہ فقیر نہ ہو اور حوالہ کو ادا کرنے میں کوتاھی بھی نہ کرے.

## رھن کے احکام

مسئلہ ٥٢٣. رھن یہ ہے کہ مقروض اپنے مال کا کچھ حصہ طلبگار کے پاس رکھ دے تا کہ قرض واپس نہ کرنے کی صورت میں وہ اپنے قرض کو اس کے اس مال سے لے لے.

مسئلہ ٥٢٤. انسان اس مال کو گروی رکھ سکتا ہے جس میں شرعی طور پر اس کا تصرف کرنا صحیح ہو اگرکسی دوسرے مال کو گروھی رکھے تو یہ اس صورت میں صحیح ہے کہ صاحب مال کہے کہ میں اس کے گروھی رکھنے سے راضی ہوں.

مسئلہ ٥٢٥. جس چیز کو گروھی رکھیں اس کی خرید وفروخت صحیح ہو لہذا اگر شراب یا اس طرح کی کوئی چیز گروھی رکھی جائے تو صحیح نہیں ہے.

مسئلہ ٥٢٦. جس چیز کو گروھی رکھا گیا ہے اس سے استفادہ کرنا اس شخص کا حق ہے کہ جس نے مال گروھی رکھا ہے.

سوال ٥٢٧. عین مر ہو نہ(رہن رکھی ہوئی چیز) کو لینے میں جیسا کہ اس وقت رواج ہے یعنی اسناد کو درج کرنے والے ادارہ کی طرف سے روک دیا جاتا ہے کیا یہ کافی ہے؟
جواب: سند کا روک دینا عین مر ہو نہ(رہن رکھی ہوئی چیز) کے رہن ہونے کی دلیل ہے اور صحیح ہے.

سوال ٥٢٨. کیا پیسہ اور نوٹ رہن لینا صحیح ہے؟
جواب: کوئی حرج نہیں ہے.

سوال ٥٢٩. اگر مقروض اپنی ملک کو طلبگار کے پاس معاہدہ کے ضمن میں سودی قرض کے ادا کرنے کی ضمانت کے بطور گروھی اور رہں رکھے اور معینہ مدت پر قرض ادا نہ کر سکے تو کیا طلبگار مقروض کی پوری ملک میں مالک ہونے یا بیع کی صورت میں تصرف کا جواز رکھتا ہے یا ملک مقروض کی ملکیت میں ہے اور صرف اسے اپنا قرض ادا کرنا ہو گا؟
جواب: طلبگار اپنے قرض کے برابر عین مر ہو نہ(رہن رکھی ہوئی چیز) سے لے سکتا ہے.

## ضامن ہونے کے احکام

مسئلہ ٥٣٠. اگر انسان کسی کے قرض کی ادئیگی کے لئے ضامن ہونا چاہئے تو اس کا ضامن ہونا اس صورت میں صحیح ہے کہ کسی بھی لفظ میں اگرچہ عربی نہ ہو طلبگار سے کہے میں تمہارے قرض کے ادا کرنے کے لئے ضامن ہو گیا ہوں اور طلبگار بھی اپنی رضایت کا اظہار کر دے لیکن مقروض کا راضی ہونا شرط نہیں ہے.

مسئلہ ٥٣١. جب بھی کوئی اپنے ضامن ہونے کے لئے شرط قرار دے مثلاً کہے اگر مقروض نے تمہارے قرض کو ادا نہ کیا تو میں دوں گا تو ضمانت صحیح ہے.

مسئلہ ٥٣٢. جس کے قرض کے لئے انسان ضامن ہوا ہے تو ضروری نہیں ہے وہ مقروض ہو لہذا اگر کوئی دوسرے سے قرض لینا چاہتا ہے تو انسان اس کا ضامن ہو سکتا ہے.

مسئلہ ۵۳۳. اگر طلبگار اپنے قرض کو ضامن کو بخش دے تو ضامن مقروض سے کوئی چیز نہیں لے سکتا اور اگر اس کا کچھ حصہ معاف کرے تو اس حصہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا.

مسئلہ ۵۳٤. ضامن اور طلبگار شرط کر سکتے ہیں کہ جب بھی چاہیں ضامن کی ضمانت کو ختم کر دیں.

## کفالت کے احکام

مسئلہ ۵۳۵. کفالت یہ ہے کہ انسان اس بات کا ضامن ہو کہ جب طلبگار مقروض کو چاہے تو وہ اس کو اس کے حوالہ کر دے اسی طرح اگر کوئی کسی دوسرے کے اوپر کوئی حق رکھتا ہو یا کسی ایسے حق کا دعوی کرے کہ اس کا دعوی قبل قبول ہو چنانچہ انسان ضامن ہو کہ جب بھی صاحب حق یا مدعی مد مقابل کو چاہیں تو وہ اس کے حوالہ کر دے تو اس عمل کو کفالت کہتے ہیں اور جو اس طرح ضامن ہو اسے کفیل کہتے ہیں.

مسئلہ ۵۳٦. کفیل کو چاہئے کہ مکلف اور عاقل ہو اور اسے کفالت کے لئے مجبور نہ کیا گیا ہو اور جس کے لئے ہوا ہو اسے حاضر کر سکے.

مسئلہ ۵۳۷. سات چیزیں کفالت کو ختم کر دیتی ہیں:
١. کفیل مقروض کو طلبگار کے حوالہ کر دے.
٢. طلبگار کا قرض ادا کر دیا جائے.
٣. طلبگار اپنا قرض معاف کر دے.
٤. مقروض مر جائے.
٥. کفیل مر جائے.
٦. طلبگار کفیل کو کفالت سے آزاد کر دے.
٧. صاحب حق، حوالہ کے ذریعہ یا کسی دوسری طرح اپنا حق دوسرے کے سپرد کر دے.

مسئلہ ۵۳۸. اگر کوئی زبر دستی مقروض کو طلبگار کے ہاتھ سے آزاد کر دے تو اسے(کفیل) چاہئے کہ مقروض کو اس کے حوالہ کرے.

سوال ۵۳۹. کیا عقد کفالت میں شرط کی جا سکتی ہے کہ کفیل اگر(مقروض) کو پیش کرنے سے عاجز ہو تو کفالت کرنے والے کی کوئی ذمہ داری نہ ہو اور بالاخر(مکفول یعنی) جس کی کفالت اس نے کی ہے اس کے قرض اداکرنے پر مجبور نہ ہو؟
جواب: شرط مقتضائے عقد کے خلاف ہے اور صحیح نہیں ہے.

## ودیعہ(امانت) کے احکام

مسئلہ ۵٤٠. اگر انسان اپنا مال کسی کو دیدے اور کہے تمہارے پاس امانت رئے اور وہ بھی قبول کر لے یا بغیر اس کے کہ کچھ کہے صاحب مال اسے سمجھا دے مال کو حفاظت کے لئے دوسرے کو دے رہا ہے اور وہ بھی حفاظت کی نیت سے قبول کر لے تو اسے چاہئے کہ ودیعہ اور(امانتداری) کے احکام پر جو کہ بعد میں بیان ہونگے عمل کرے.

مسئلہ ۵٤١. اگر کوئی شخص بچہ یا دیوانہ سے کوئی چیز بطور امانت قبول کرے تو اسے چاہئے کہ اس کے مالک کے حوالہ کر دے اور اگر وہ چیز خود بچہ یا دیوانہ کا مال ہو تو اس کے ولی کے حوالہ کر دے اور اگر مال تلف ہو جائے تو چاہئے کہ اس کا عوض ادا کر دے لیکن برباد ہونے کےخوف سے بچہ سے لے لے تو اس صورت میں اگر اس کی حفاظت میں کوتاھی نہ کی ہو تو ضامن نہیں ہے.

مسئلہ ۵٤٢. جو امانت کی حفاظت نہیں کر سکتا تو اسے قبول نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر صاحب مال اس کی حفاظت میں اس سے زیادہ عاجز ہو اور کوئی دوسرا بھی نہ ہو کہ بہتر حفاظت کرے تو کوئی حرج نہیں ہے.

مسئلہ ۵٤٣. جو امانت کو قبول کرتا ہے اگر ہو اس کی حفاظت میں کوتاھی نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہے لیکن اگر اپنے اختیار سے اسے کہیں رکھ دے جہاں کسی ظالم کے سمجھ جانے اور پھر اس کے لے جانے کا گمان ہو چنانچہ تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کے مالک کو اس کا عوض ادا کرے ہاں مگر یہ کہ اس سے محفوظ جگہ اس کے پاس کوئی نہ ہو اور مال کو اس کے مالک یا کسی دوسرے کے پاس جو اس سے بہتر طور پر حفاظت کر سکتا ہو پہنچا نہ سکتا ہو اس صورت میں ضامن نہیں ہے.

مسئلہ ۵٤٤. اگر جس نے امانت کو قبول کیا ہے مر جائے یا دیوانہ ہو جائے تو اس کے وارث یا ولی کو چاہئے جتنی جلدی ہو سکے صاحب مال کوخبر دیدے یا امانت اس کے حوالہ کر دے.

سوال ٥٤٥. اگر مجور کا ولی یا سرپرست اس سے متعلق مال کو کسی کے پاس امانت رکھ دے اور ایک مدت کے بعد وہ ولی اور سرپرست مقروض ہوں جائیں اور امین سے مجحور سے مال کو تقاضا کریں تا کہ اس سے اپنا قرض ادا کر سکیں یا پھر ان کا واپس لینا امانت میں خیانت کی غرض سے ہو اور یہ بات امین کی نظر میں پوری طرح واضح ہو تو کیا امین مجحور کے مال کو ان کے شرعی نمائندے کو دینے سے گریز کر سکتا ہے یا اس کو حاکم شرع کی تحویل میں دے سکتا ہے؟
جواب: ان کے حوالہ نہیں کر سکتا چونکہ ولی یا سرپرست یقینی خیانت کے قصد سے یا بدون مصلحت تصرف جیسے اپنے قرض کو ادا کرنے کی وجہ سے سرپرستی اور مطلق ولایت سے خارج ہو جاتا ہے اور امانت کو حاکم شرع کے اختیار میں دے دینا چاہئے تا کہ وہ مسئلہ حل کرے.

سوال ٥٤٦. ایک شخص نے ٢٠ ہزار روپے کی ارزش کا سونا اپنی بیوی کو بخش دیا اور اس کی بیوی دو مہینہ استمال کرنے کے بعد اسے اپنی ماں ماں پاس بطور امانت کے رکھ دیتی ہے کہ ضرورت کے وقت لے سکے اور دو مہینے بعد سونے کی مالک(بیوی) مر گئی اور اس کی ماں نے اس سونے کو اپنے لڑکے کو دے دیا ہو اور اس نے بھی اپنی زندگی کی مشکلات کو دود کرنے کے لئے بیچ ڈالا اور پیسہ خرچ کر ڈالا اب وہ لڑکا پندرہ سال گزرنے کے بعد اس سونے کے مالکین کو اس کی قیمت ادا کرنا چاہتا ہے تو کیا وہ تصرف کرنے کے روز کی قیمت ادا کرے گا یا ادا کرنے کے وقت کی قیمت دے گا؟
جواب: ادا کرنے کے وقت کی قیمت کے لحاظ سے دیگا

## عاریہ(ادھار)کے احکام

مسئلہ ٥٤٧. عاریہ(ادھار) یہ ہے کہ انسان اپنا مال دوسرے کو دیدے تا کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے اور(ادھار دینے والا) اس سے کوئی چیز بھی نہ لے.

مسئلہ ٥٤٨. جس چیز کی منفعت انسان کا مال ہے مثلاً اسے کرایہ پر لیا ہے تو وہ اس کو ادھار پر دے سکتا ہے لیکن اگر کرایہ میں شرط کیا ہو کہ صرف اس کو خود استمال کرے تو وہ دوسرے کا ادھار نہیں دے سکتا.

مسئلہ ٥٤٩. جس چیز کو انسان نے ادھار لیا ہے اگر اس کی حفاظت میں کوتاھی نہ کرے اور اس کے استمال میں بھی زیادہ روی نہ کرے اور اتفاقاً وہ تلف ہو جائے تو ادھار لینے والا ضامن نہیں ہے لیکن اگر شرط کر لیں کہ ادھار لینے والا ضامن ہو گا یا جس چیز کو ادھار لیا ہے سونا اور چاندی ہے تو اس کا عوض ادا کرے.

مسئلہ ٥٥٠. اگر کوئی کسی نجس چیز کو کھانے یا پینے کے لئے ادھار دے تو اس کے نجس ہونے کے بارے میں ادھار لینے والے کو بتا دینا چاہئے.

مسئلہ ٥٥١. جس چیز کو کسی نے ادھار لیا ہے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر اسے کسی دوسرے کو ادھار یا کرایہ پر نہیں دے سکتا.

## احکام نکاح

عقد نکاح کے ذریعہ عورت مرد پر حلال ہو جاتی ہے عقد کی دو قسمیں ہیں: دائمی اور غیر دائمی عقد دائمی وہ ہے کہ جس میں زوجیت کی مدت معین نہ ہو اور جس عورت سے اس طرح کی شادی کرے اسے دائمی(بیوی) کہتے ہیں اور غیر دائمی وہ ہے کہ جس میں زوجیت کی مدت معین ہوتی ہے مثلاً اس عورت سے ایک سال یا ایک ماہ یا ایک گھنٹہ کے لئے عقد کیا جائے اسے متعہ یا صیغہ(والی بیوی) کہتے ہیں.

## عقد کے احکام

مسئلہ ٥٥٢. عقد چاہئے دائمی ہو یا غیر دائمی صیغہ پڑھا جانا چاہئے اور صرف عورت ومرد کا راضی ہونا کافی نہیں ہے اور صیغہ عقد یا خود عورت ومرد پڑھیں یا پھر کسی دوسرے کو اپنا وکیل بنا دیں تا کہ وہ پڑھ دے.

مسئلہ ٥٥٣. وکیل کے لئے ضروری نہی ہے کہ وہ مرد ہو یا عورت بھی صیغہ پڑھنے کے لئے دوسرے کی وکیل بن سکتی ہے.

مسئلہ ٥٥٤. ایک آدمی صیغہ عقد چاہئے وہ دائم ہو یا غیر دائم پڑھنے کے لئے دونوں کا وکیل بن سکتا ہے اسی طرح مرد عورت کی طرف سے وکیل بن کر اسے اپنے لئے دائمی یا غیر دوئمی طور پر عقد میں لا سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ عقد کو دو آدمی پڑھیں.

سوال٥٥٥. نکاح میں عقد معاطاتی کے متعلق جناب عالی کا کیا نظریہ ہے؟ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ کیا نکاح میں حلیت صرف لفظ«انکحت» کہنا ہے یا صرف نیت، قصد، انشاء اور طرفین کی قلبی رضایت کافی ہے؟ اگر معیار پہلی قسم ہو تو حضرت عالی کی نظر میں کیا صرف کلمہ«انکحت» کا زبان پر جاری کر دینا حلیت کا سبب ہو جاتا ہے؟ اگر معیار روح تو افق اور طرفین کا قصد انشاء ہے تو اس صورت میں مخصوص لفظ کو ادا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ مذید یہ کہ مخصوص الفاظ کی جگہ حرکات واشارے کے ذریعہ بھی طرفین کی رضایت وقصد سے آگاہ ہوا جا سکتا ہے؟
جواب: شادی میں طرفین کی رضایت اور صیغہ عقد پڑھا جانا شرط ہے اور معاطاتی صحیح نہیں ہے اور اس کا صحیح نہ ہونا اجماعی ہے بلکہ ارتکاز اور ابنیہ عقلانی بھی صحیح نہ ہونے پر دلیل ہے اور امام خمینی نے جو فقہی بحثوں میں فرمایا ہے امکان اور مقام ثبوت سے مربوط ہے نہ کہ اثبات اور وقوع سے.

## عقد کے شرائط

مسئلہ ٥٥٦. عقد نکاح کی چند شرطیں ہیں.
١. احتیاط واجب یہ ہے کہ صحیح عربی میں پڑھا جائے اور اگر خود مرد وعورت عربی میں نہ پڑھ سکیں تو جس لفظ کے ذریعہ بھی صیغہ پڑھیں صحیح ہے لیکن ایسے لفظ کہیں جو«زوجت وقبلت»کے معنی کو سمجھا دے.
٢. عورت ومرد یا ان کا وکیل جو ان کی طرف سے صیغہ جاری کر رہا ہو قصد انشاء کریں یعنی اگر عورت ومرد صیغہ پڑھ رہے ہوں تو عورت کے«زوجتک نفسی» کہنے سے قصد یہ ہو کہ اس نے اپنے کو اس مرد کی زوجہ قرار دیا ہے اور مرد کے«قبلت التزویج» کہنے سے یہ قصد ہو کہ اس نے اس عورت کو اپنی زوجیت میں قبول کیا اور اگر عورت ومرد کے وکیل صیغہ پڑھیں تو«زوجت وقبلت» کہنے سے ان کا قصد یہ ہو کہ جس عورت اور مرد کے وہ وکیل ہوئے ہیں وہ زوجہ وشوہر ہو جائیں.
٣. جو صیغہ پرھتا ہے اسے بالغ وعاقل ہونا چاہئے اگرچہ غیر بالغ ممیز بچہ صیغہ پڑھے تو اس کی صحت مصلحت سے خالی نہیں ہے وہ چاہئے خود اپنے لئے پڑھے یا کسی دوسرے کی طرف سے وکیل ہو کر پڑھے.
٤. اگر عورت ومرد کے وکیل یا ان کے ولی صیغہ پرھ رہے ہوں تو عقد میں عورت ومرد کو معین کریں مثلاً ان کا نام لیں یا ان کی طرف اشارہ کریں لہذا جس کے پاس کئی لڑکیاں ہوں اگر کسی مرد سے کہے«زوجتک احدی بناتی» اپنی لڑکیوں میں سے کسی ایک کو تمہاری زوجیت میں دیدیا اور وہ کہے«قبلت» میں نے قبول کیا تو چونکہ عقد کے وقت لڑکی کو معین نہیں کیا عقد باطل ہے.
٥. عورت ومرد شادی کے لئے زاضی ہوں لیکن اگر عورت ظاہراً قرابت کے ساتھ اجازت دے اور قلبی طور پر اس کا زاضی ہونا معلوم ہو تو عقد صحیح ہے.

سوال ٥٥٧. ایک لڑکی کا چودہ سال کی عمر میں اس کے والدین نے ایک مرد سے عقد کر دیا وقت گزرنے کے ساتھ جب لڑکی میں عقلی اور اجتماعی شعور پیدا ہوگیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچیکہ اس کے شوہر میں اس کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے مناسب اخلاقی اور روحی صفات نہیں پائے جاتے اور دونوں کی مشترک زندگی کے لئے ان کے درمیان کسی بھی طرح کی مفاہمت نہیں ہے اور رخصتی سے شدت کے ساتھ کراہت کا اظہار کرتی ہے کہ اگر یہ رخصتی عمل میں آئی تو وہ خود کشی کر لے گی لیکن خاص عدالت نے رخصتی کا حکم دیا ہے اس کے پیش نظر کہ لڑکی کی دھمکی قطعی ہے شارع مقدس کی نظر بیان فرما دیجئے؟
جواب: سوال کے جواب سے پہلے یہ جان لینا چاہئے کہ عورت معین مدت کے لئے نہ ہو تو شوہر سے رخصتی ودخول سے پہلے پورے مہر کے مطالبہ کا حق رکھتی ہے اور مطالبہ کو پورا نہ کر پانا زن وشوہر میں اختلاف کا سبب نہیں ہے پورا نہ کرنا اس وقت اختلاف کا باعث ہے جب اسے اس کا حق نہ ہو اور ہاں سوال کا جواب: اس جگہ جہاں شوہر کے ساتھ بیوی کا زندگی گزارنا عسر وحرج اور مشقت کا باعث ہو نیز برداشت سے باہر ہو اور مشکل کی وجہ خود عورت نہ ہو تو حاکم کا وظیفہ ہے کہ مرد کو طلاق کے لئے مجبور کرے اور اگر طلاق نہ دے تو حاکم ممتع پر ولایت کی بنا پر طلاق دے گا یہ راسےہ احتیاط کے مطابق ہے گرچہ عسر وحرج کو دور کرنے کے لئے دوسری راہیں بھی ہیں ممکن ہے کوئی اس پر فتوی دے اور اس سے آسان ہو.

سوال ٥٥٨. جس طرح دائمی عقد میں عسر وحرج کی صورت میں عورت حاکم سے رجوع کر سکتی ہے اور حاکم شوہر کو طلاق کے لئے مجبور کرتا ہے کیا موقت عقد(متعہ) میں بھی یہی حکم جاری ہے؟
جواب: حکم کے لئے دلیل اور شرط، عسر وحرج ہے لہذا دائمی اور غیر دائم ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور ہر حرج کی دلیلوں کا اطلاق احکام کی تمام دلیلوں پر حاکم ہے منجملہ عقد منقطع(متعہ) میں مدت کا معاف کرنا جو کہ شوہر کے ہاتھ میں ہے اور اس کا اختیار وہاں تک ہے کہ جہاں عسر وحرج کا باعث نہ ہو اس بنا پر عقد منقطع کے متعلق عسر وحرج کی صورت میں حاکم کا فریضہ ہے کہ شوہر کو مدت بخشنے کے لئے مجبور کرے جیسا کہ اس کا وظیفہ حرج کی صورت میں شوہر کو طلاق دینے کے لئے مجبور کرنا تھا اور اگر وہ مدت معاف کرنے سے گریز کرے تو حاکم ممتع پر ولایت رکھنے کی بنا پر مدت کو خود معاف کر دے گا اور مدت کے معاف کرنے کے بعد کا حکم وہی ہے جو اس کی ولایت کی بنا پر طلاق دینے کے بعد ہوتا ہے.

سوال ٥٥٩. جو لڑکی بالغ ہو چکی ہے کیا واجب ہے دائمی یا غیر دائمی شادی کے لئے اپنے باپ یادادا سے اجازت لے؟
جواب: عقد موقت(متعہ) میں باپ یا ولی کی اجازت معتبر ہے ان کی اجازت کے بغیر صیغہ پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے اور دائمی عقد کا شادی کے دفتر میں رجسٹریشن کرانا جو کہ نظام کا قانون ہے دیگر قوانین کی طرح اس کی پیروی لازم وواجب ہے رجسٹریشن اور صیغہ پڑھنے کے لئے اس کے دفتر جانا چاہئے اور وہاں نہ جانا معصیت اور ندامت کا باعث ہے اور اس کے نہایت خطر ناک نتائج ہو سکتے ہیں.

سوال ٥٦٠. اگر باپ اپنی لڑکی کے عقد کے وقت موجود نہ ہو لیکن قرائن سے واضح ہو جائے اپنی لڑکی کے عقد سے راضی ہے تو کیا عقد صحیح ہے؟ اور اگر باپ مریض ہو اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے قابل نہ ہو تو کیا حکم ہے؟
جواب: چنانچہ قرائن کے ذریعہ باپ کی رضایت کا اطمینان پیدا ہوجائے تو عقد کے اجراء میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن دفتر کے مسئول کے حضور میں ہو یا خود شادی کے دفتر میں انجام پائے اور باپ کی رضایت حاصل کرنا ضروری ہونے میں اس کے بیمار یا سالم ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے.

سوال ٥٦١. باپ کے ہونے کےباوجود دادا کو ولایت حاصل ہے یا نہیں؟
جواب: ہاں. دادا کی ولایت، باپ کی موت کے ساتھ مشروط نہیں ہے دونوں ہی بطور مستقل ولایت رکھتے ہیں.

سوال ٥٦٢. غیر شادی شدہ لڑکی جس کا پردہ بکارت زنا کی وجہ سے زائل ہو چکا ہے کیا اسے عقد موقت(متعہ) کے لئے اپنے باپ یا ولی کی اجازت کی ضرورت ہے؟
جواب: چونکہ بکارت شادی کے بغیر زائل ہوئی ہے لہذا وہ باکرہ کے حکم میں ہے اور ولی یا باپ کی اجازت کا شرط ہونا اپنی جگہ پر باقی ہے.

سوال ٥٦٣. جو ماں اپنی نابالغ لڑکی کی سرپرست ہے کیا وہ اسے کسی کے عقد موقت میں دے سکتی ہے؟ اگر ایسا نہیں کر سکتی تو کیا جاری کیا گیا صیغہ باطل ہے؟
جواب: نابالغ لڑکی کا عقد موقت صرف باپ اور دادا یا حاکم شرع کی اجازت سے وہ بھی مصلحت ہونے کی صورت میں ہے بلکہ حاکم کی صورت میں مصلحت کے علاوہ اسے ترک کرنے کی حالت میں مفسدہ کا ہونا بھی لازم ہے لیکن جو سرپرست حکومت کی طرف سے منصوب ہے جس سے سوال کیا جا سکتا ہے وہ اس طرح کاحق نہیں رکھتا اور اس کا صیغہ باطل ہے اور اس حکم میں اس کی ماں یا کسی اور میں کوئی فرق نہیں ہے.

سوال ٥٦٤. عقد نامہ میں کچھ شرطیں ذکر ہوئی ہیں اور ان شرطوں کے مطابق زوجہ کو وکالت یا وکیل بنانے کا حق دیا گیا ہے کہ اپنے کو طلاق دیدے یا طلاق کے لئے تقاضا کرے کیا یہ شرطیں شرعی اور جائز ہیں؟
جواب: اسلامی شادی کے دفتر کی کاپی میں لکھی گئی تمام شرطیں(جن کی بازگشت در حقیقت دو شرط کی طرف ہوتی ہے.
١. یہ کہ عورت کی طرف سے مرد پر شرط ہونا کہ وہ اموال کا کچھ حصہ اسے دے.
٢. مرد کا عورت کو طلاق کے لئے وکیل بنانا یا کسی اور کو وکیل بنانے کا عورت کو حق دینا اور اسے معزول کرنے کا حق نہ رکھنا) صحیح ہے اس لئے کہ یہ شرطیں نہ خلاف شرع ہیں نہ عقد کے مقتضی کے خلاف ہیں.

## وہ عیوب جن کی وجہ سے عقد کو توڑا جا سکتا ہے

مسئلہ ٥٦٥. اگر مرد کو عقد کے بعد پتہ چلے کہ عورت میں مندرجہ ذیل سات عیبوں سے کوئی ایک موجود ہے تو عقد کو توڑ سکتا ہے.
١. دیوانگی
٢. بیماری کی وجہ سے بڑھیا ہو گئی ہو
٣. مرض برص
٤. اندھا پن
٥. اس طرح مفلوج ہونا کہ ظاہر ہو
٦. افضا ہو گئی ہو یعنی پیشاب اور حیض اور پاخانہ کا راستہ ایک ہو گیا ہو لیکن اگر حیض اور پاخانہ کا راستہ ایک ہو گیا ہو تو عقد کو توڑنے میں اشکال ہے، احتیاط کی جانی چاہئے.
٧. اس کی شرمگاہ میں کوئی ایسا غدہ یا ہڈی یا گوشت ہو جو مجامعت کے لئے مانع ہو.

مسئلہ ٥٦٦. اگر عورت کو شادی کے بعد پتہ چلے کہ اس کا شوہر دیوانہ ہے یا آلت مردانہ نہیں رکھتا یا نا مرد ہے اور جماع اور دخول کرنے پر قادر نہیں ہے یا اس کے بیضہ نکال لئے گئے ہیں تو وہ عقد کو توڑ سکتی ہے اسی طرح اگر شوہر میں برص، جذام یا دوسری متعدی بیماری پائی جائے جس کا علاج مشکل ہو اور اس کی وجہ سے اس کے ساتھ عورت کی زندگی عسر وحرج اور مشقت کے ساتھ گزرے تو بھی عقد کے فسخ ہونے کا باعث ہے گذشتہ مسئلہ اور اس مسئلہ کی تفصیل کتاب تحریر الوسیلہ میں حقیر کے حاشیہ کے ساتھ مرقوم ہے.

مسئلہ ٥٦٧. اگر عورت یا مرد دو مسئلہ جو پہلے بیان ہوئے ہیں ان کی وجہ سے عقد کو فسخ کریں تو طلاق کے بغیر ایک دوسرے سے جدا ہوں جائیں گے(اور طلاق کی ضرورت نہیں ہے).

سوال ٥٦٨. اگر عورت یا مرد شادی کے متعلق ایک دوسرے کو دھوکہ دیں یا جس چیز کو اپنے مد مقابل کو بتانا چاہئے اس سے نہ کہیں تو کیا اس کی وجہ سے بھی فسخ کرنے کا حق ہو جاتا ہے؟

جواب: اس کام کو اصطلاح میں تدلیس کہتے ہیں اگر عورت ومرد ایک دوسرے کو دھوکہ دیں تو مد مقابل کو فسخ کا حق حاصل ہے مثلاً کوئی آکے اپنے کو کسی خاص اجتماعی، معاشی، علمی یا خاندانی حثیت کا مالک بتائے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس کے پاس اس طرح کی کوئی چیز نہیں ہے یا اس میں کچھ عیب پائے جاتے ہیں جنھیں اس نے پوشیدہ رکھا ان سب جگہوں پر مد مقابل دھوکہ اور برخلاف واقع ظاہر کرنے(تدریس) کے قاعدہ کے تحت(کہ جسے سارے فقہا قبول کرتے ہیں) فسخ کرنے کا حق رکھتا ہ، چاہے عقد کے ضمن میں شرط ہو یا نہ ہو، چاہے یہ دھوکہ اور تندرستی اور عیب نہ ہونے کی صورت میں ہو یا کوئی صفت کمال کے پائے جانے سے متعلق ہو، اس فسخ میں دو عادل گواہوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے «غیر مدخولہ کی طہارت» کی بھی ضروت نہیں ہے بہر حال وہ عقد کو توڑسکتا ہے اس لئے کہ فسخ نکاح طلاق سے ہٹ کر ہے اور عورت ومرد کا اس میں اختلاف برابر ہے۔

سوال ٥٦٩. ایک شخص ایڈز کی بیماری میں مبتلاہے کیا کسی مسلمان لڑکی کو اس کی زوجیت میں دیا جا سکتا ہے؟ اگر عورت کو اس موضوع کی خبر بعد میں ہو تو کیا نکاح توڑنے کا حق رکھتی ہے؟
جواب: اس کے پیش نظر کے اس طرح کے متعدی امراض انسان کے لئے بربادی کا باعث اور زوجہ کے لئے ضرر حرج کا سبب ہے اگر عقد سے پہلے موجود تھا اور اس نے چھپایا اور لڑکی کو بتایا نہ گیا ظاہراً فسخ کا باعث ہے اور زوجہ کو فسخ کا حق حاصل ہے اور اس طرح کے امراض کا حرج نا مرد اور رخصتی ہونے سے کہیں زیادہ ہے۔

## وہ عورتیں جن کے ساتھ شادی حرام ہے

مسئلہ ٥٧٠. اگر کوئی کسی عورت کو اپنے عقد میں لے آئے اگرچہ اس کے ساتھ مجامعت نہ کرے اس کی ماں، اس کی نانی اور دادی آگے جہاں تک بھی جائیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں.

مسئلہ ٥٧١. اگر کوئی اپنی پھوپھی اور خالہ کے علاوہ کسی اور عورت سے زنا کرے گرچہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی لڑکی سے شادی نہ کرے لیکن جائز ہونا قوت سے خالی نہیں ہے نیز اگر کسی عورت سے شادی کرنے کے بعد اس س مجامعت کرے اور پھر اس کی ماں سے زنا کرے تو وہ بیوی اس پر حرام نہیں ہوتی یہی حکم اس وقت بھی ہے جب بیوی سے مجامعت کرنے سے پہلے اس کی ماں سے زنا کرے لیکن اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے.

مسئلہ ٥٧٢. اگر کوئی ایسی عورت سے جو متعہ یا طلاق بائن یا وفات کے عدہ میں ہے اس سے زنا کرے تو اس سے بعد میں عقد کر سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے شادی نہ کرے.

مسئلہ ٥٧٣. اگر کوئی بے شوہر عورت سے جو کہ عدہ میں نہیں ہے زنا کرے تو بعد میں اس سے شادی کر سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے حیض آنے تک صبر کرے اور اس کے بعد اس سے عقد کرے بلکہ مذکورہ احتیاط حتی الامکان ترک نہ ہونی چاہئے اسی طرح اگر کوئی دوسرا اس عورت سے شادی کرنا چاہئے تو بھی یہی حکم ہے نیز یہی صورت وقت بھی ہے جب شوہر دار عورت یا جو عدہ میں ہے چاہے وہ عدہ رجعیہ ہی کیوں نہ ہو زنا کی وجہ سے ابدی حرمت کا نہ ہونا وجہ اور قوت سے خالی نہیں ہے لیکن اس سے شادی ترک کرنے کی احتیاط مطلوب ہے.

مسئلہ ٥٧٤. اگر کوئی اس عورت کو کو کسی شخص کے عدہ میں ہے اپنے عقد میں لائے چنانچہ مرد وعورت کو علم ہو کہ وہ دوسرے کا عدہ ابھی تمام نہیں ہوا ہے اور عدہ میں عورت سے عقد کرنا حرام ہے تو وہ عورت دخول کی شرط کے ساتھ اس پر حرام ہو جاتی ہے اگرچہ احتیاط مستحب جبکہ دخول نہ کیا ہو حرمت میں ہے.

مسئلہ ٥٧٥. اگر کوئی کسی عورت سے عقد کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ عدہ میں تھی چنانچہ ان میں سے کسی ایک کو علم نہ ہو کہ عورت عدہ میں ہے یا انھیں علم نہیں تھا کہ عدہ میں عورت سے عقد کرنا حرام ہے تو وہ عورت اس پر حرام نہیں ہوتی چاہے اس سے مجامعت کیوم نہ کر لی ہو لیکن عقد ہر صورت میں باطل ہے.

مسئلہ ٥٧٦. اگر کسی کو علم ہو کہ عورت شوہر دار ہے اور اس سے شادی کر لے تو اسے چاہئے کہ اس سے جدا ہو جائے اور پھر اس سے عقد نہیں کر سکتا.

مسئلہ ٥٧٧. جو لڑکا لواط میں مفعول واقع ہو اس کی ماں، لڑکی اور بہن لواط کرنے والے پر حرام ہو جاتی ہیں یہ اس صورت میں ہے کہ جب لواط کرنے والا مرد اور مفعول واقع ہونے والا چھوٹا اور نابالغ بھی ہو تو حرمت میں احتیاط ہے لیکن اگر گمان کرے کہ دخول ہوا یا شک کرے کہ دخول ہوا یا نہیں یا بقیہ ذکر کئے گئے امور میں شک ہو وہ اس پر حرام نہیں ہوں گی جیسا کہ اگر لواط کرنے والا ابدی حرمت کے لئے لواط کی سببیت سے جائل ہو تو حرمت کا ہونا قوت سے خالی نہیں ہے.

سوال ٥٧٨. ایک شخص نے کسی لڑکی سے محرم ہونے کے قصد سے عقد موقت(متعہ) کیا ہے مدت ختم ہونے کے بعد عقد کرنے والے کا لڑکا اسی لڑکی کو چاہنے لگتا ہے جس سے اس کے باپ نے عقد موقت کیا تھا کیا وہ لڑکا اس لڑکی سے شادی کر سکتا ہے؟ یہ بات کے پیش نظر رہےکہ یہ عقد صرف محرمیت کے لئے پڑھا گیا تھا؟

جواب: اس سے شادی نہیں کر سکتا اس لڑکے پر اور اس مرد کے بقیہ لڑکوں پر وہ لڑکی ابدی طور پر حرام ہے چونکہ وہ لڑکی ان کے باپ کی بیوی ہے اور باپ کی بیوی بیٹوں کے لئے ابدی طور پر حرام ہے شادی کا ان سے حرام ہونا اعم ہے یعنی چاہے وہ دائمی ہو یا غیر دائمی ہو اس سے ہمبستر ہوا ہو یا ہمبستر نہ ہوا ہو اور یہی معنی آیت کے اطلاق کا مقتضی ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا«ولا تنکحوا ما نکح آبائکم» نساء آیت۲۲. (جن سے تمہارے باپ دادا نے شادیاں کی ہیں ان سے شادی ن کرو).

سوال ۵۷۹. کسی نے ایک لڑکے کو سرکاری ادارے کے توسط سے گود لیا اور شروع میں اس بچہ کے ساتھ ان امور کو انجام نہیں دیا جو اس بچہ کے محرم ہونے کا باعث ہو اور اب وہ بچہ چھ یا سات سال کا ہے کیا اس بچہ کے محرم ہونے کا کوئی راستہ ہے؟
جواب: اگر ان کی کوئی لڑکی نہ ہو تو اس طرح کے گود لئے ہوئے بچے کہ جن کے دودھ پینے کا سن گزر چکا ہے اور دودھ پلانے کے شرائط بھی گزر چکے ہیں تو محرم ہونے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا لیکن اس قسم کے کام نیکی، احسان اور دوسروں کے ساتھ بھلائی جیسے اعمال میں شمار ہوتے ہیں خصوصاً بے سر پرست، یتیم، سرگردان بچوں کے ساتھ نیکی کرنا مستحب اور پسندیدہ کام ہے اور اخروی اجر اور ہر دو دنیا کی سعادت کا باعث ہے لہذا بچے کے ممیز اور بالغ ہو جانے کے بعد ضرورت کی وجہ سے اور اولاد کی مشکل کے سبب اور اسی طرح بچے کو ماں باپ کے بغیر ہونے کےاحساس سے بچانے کی خاطر نگاہ کرنے کی حرمت ختم ہو جاتی ہے اور اس کا نگاہ کرنا جائز ہے(چونکہ)حرج ومشقت حرمت کے مانع ہے اور اسلام آسانی اور سہولت کا دین ہے.

سوال ۵۸۰. میں نے سرکاری ادارے کے توسط سے تین سال کی بچی کو گود میں لیا ہے وہ اس وقت پانچ سال کی ہے آپ سے درخواست ہے میرے اس بچے سے محرم ہونے کا طریقہ بیان فرما دیں؟
جواب: اس سے محرم ہونے کا ایک راستہ یہ ہے کہ حاکم شرع اور جامع الشرائط مجتہد کی اجازت اور مصلحت کی رعایت کے ساتھ اس بچی کو اس مرد کے باپ سے چند سال کے لئے عقد موقت(متعہ) پڑھ دیا جائے اور وہ ایک مدت کے بعد مدت کو معاف کر دے گا تو وہ بچی اس مرد کے باپ کی حثیت سے اس پر اور اس کےدادا اور تمام بچوں پر پشت بہ پشت محرم ہو گی اور اگر ان کا باپ نہیں ہے اور اولاد نہ ہونے کی وجہ سے وہ مشکل میں ہیں تو یہاں حرمت کا حکم اسی تفصیل کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے کہ جو گزشتہ مسئلہ میں بیان ہو چکی ہے.

## عقد دائم کے احکام

مسئلہ ۵۸۱. جس عورت کے ساتھ عقد دائم کیا گیا ہے اسے چاہئے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے اس وقت باہر نہ جائے جب شوہر اس سے لذت حاصل کرنا چاہتا ہو یا اس کے امور کے خلاف ہو یا اس کے آرام و سکون میں خلل فواقع ہوتا ہو اسے چاہئے کہ شوہر جس طرح کی بھی لذت اس سے اٹھانا چاہتا ہے اس کے لئے اپنے کو حاضر کرے اور بغیر شرعی عذر کے شوہر کو صحبت کرنے سے منع نہ کرے اگر ان باتوں میں شوہر کی اطاعت کرے تو کھانا، کپڑا، گھر اور دیگر اسباب جو فقہی کتب میں بیان ہوئے ہیں ان کا فراہم کرنا شوہر پر واجب ہے اور اگر فراہم نہ کرے تو چاہے اس کے پاس قدرت ہو یا قدرت نہ ہو بیوی کا مقروض ہے.

مسئلہ ۵۸۲. اگر بیوی ان امور میں جن کا گذشتہ مسئلہ میں ذکر ہوا ہے اطاعت نہ کرے تو گناہ کی مرتکب ہوئی ہے اور اسے کھانے کپڑے اور ساتھ سونے کا حق حاصل نہیں ہے لیکن اس کے مہر کا حق باقی رہے گا.

مسئلہ ۵۸۳. مرد اپنی دائمی بیوی کو اس طرح ترک نہیں کر سکتا کہ نہ وہ شادی شدہ کی طرح ہو اور نہ ہی غیر شادی شدہ کی طرح لیکن چار راتوں میں سے ایک رات اسکے پاس رہنا اس پر واجب نہیں ہے. اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ چار راتوں میں سے ایک رات اس کے پاس گذارے.

مسئلہ ۵۸٤. شوھر جماع کے مسائل میں اس طرح عمل نہیں کر سکتا کہ جو غلط اور عرف کے خلاف ہو اور کتاب خدا میں«وعاشروھن بالمعروف» جو معروف ہے اس کا اطلاق ان تمام معاشرتوں پر ہوتا ہے جو درست ہوں اور چار مہینوں کی حجت پر تقلید میری نظر میں تمام نہیں ہے اور کتاب کا اطلاق اپنی قوت پر باقی ہے اس کے علاوہ لسان آیت ایک طرح سے تقلید کی منکر ہے لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اسلام مرد کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ نیک اور اچھے طریقہ سے معاشرت کرے مگر بعض جگھوں پر کہ جہاں غلط اور غیر صحیح طریقہ سے معاشرت جائز ہے.

## متعہ یا صیغہ

مسئلہ ۵۸۵. عورت کے ساتھ صیغہ(متعہ) کرنا چاہے لذت اٹھانے کی غرض سے نہ بھی ہو صحیح ہے.

مسئلہ ۵۸٦. متعہ کی صورت میں زوجہ کے ساتھ ہمبستری کرنے کا حکم دائم کی طرح ہے اگرچہ آیت متعہ کر شامل نہ کرے لیکن بالمقابل تقیید پر حجت ہونا بھی اسے شامل نہ کرے گا اور بالجملہ انصراف اگر تمام ہو تو دونوں دلیلوں میں ہے یعنی دلیل مطلق میں بھی ہے اور دلیل مقید میں بھی ہے.

مسئلہ ۵۸۷. جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہے اسے ساتھ سونے کا حق حاصل نہیں ہے شوھر کی میراث اسے نہ ملے گی اور شوھر کو بھی اس سے میراث نہ ملے گی.

مسئلہ ۵۸۸. مرد نے جس عورت سے متعہ کیا ہے وہ اس کا عدہ خرم ہونے سے پہلے اس سے دائمی عقد کر سکتا ہے.

سوال ۵۸۹. ایک عورت دائمی عقد ازدواج کی دعویدار ہے اوراس بارے میں دلائل بھی رکتھی ہے اور فقط ازدواج موقت اور اس کی مدت کے ختم ہو جانے کا اقرار کرتی ہے عورت ابتداً ازدواج موقت کو قبول کرتی ہے(لیکن اس کے ساتھ یہ بھی) اظہار کرتی ہے کہ دائمی ازدواج کو انجام پایا ہے اس بات کے پیش نظر کہ ازدواج موقت کے بعد طرفین نے عقد دائم کا دعوا کر لیا ہے لیکن اب شرھر اس بات کا مدعی ہے کہ بالفرض دائمی ازدواج انجام پا بھی گیا ہو لیکن عقد موقت کی مدت ختم ہونے سے پہلے تھا پس عقد دائم باطل ہے لہذا مذکورہ بالا باتوں کے پیش نظر چونکہ طرفین دائمی عقد کے منعقد ہونے سے پہلے عقد موقت میں تھے عقد دائم کے سلسلے میں ان کے واضح مقاصد کو دیکھتے ہوئے اور مہریہ تعین کرتے اور صیغہ عقد پڑھتے ہوئے اس کے بارے میں ارادہ کرنا بالفرض یہ ثابت ہو بھی جائے کہ عقد دائمی، عقد موقت کی مدت ختم ہونے سے پہلے انجام پایا ہے کیا عقد دائمی کے منعقد ہوتے وقت، عقد موقت سے عملی انصراف کو مد نظر رکھتے ہوئے، دائمی عقد کو باطل جان سکتے ہیں؟
جواب: میری آخر نظر کے مطابق، عقود بالخصوص نکاح کے عمومات اور اطلاقات عامہ کے مطابق زمان عقد سے باقی ماندہ مدت میں زوجین کا دائمی عقد نکاح کرنا صحیح اور نافذ ہے اور جو کچھ بعض روایات اور علماء کے فتاوی میں عقد دائم کے بطلان کے حکم میں آیا ہے وہ مہریہ اور مدت کو زیادہ کرنے یا اسی باقی ماندہ مدت میں پہلی مدت ختم ہونے کے بعد دوسرا عقد موقت کرنے سے مربوط ہے اور مذکورہ سوال شامل نہیں جیسا کہ«الجواہر» کی طرف رجوع کرنے سے(یہی) ظاہر ہوتا ہے اوراس مسئلہ کے مکمل ہونے کے قطع نظر اس سے استدلال کرنا تحصیل حاصل ہے حتی بیان شدہ روایات اور فتاوی(بھی) مذکورہ سوال کے بارے میں مکمل نہیں ہے چونکہ عقد نکاح دائم اور موقت میں سے ہر ایک خاص اثار کے حامل ہیں ان سب باتوں کے علاوہ عقد موقت سے عملی انصراف اگر شوہر کی طرف سے ہبہ اور بخشش مدت کی مانند نہ بھی ہو تو مذکورہ سوال سے ادلہ بطلان کے انصراف کا موجب ہے بالفرض وہ ادلہ تمام بھی ہوں بہر حال میری نظر میں مذکورہ سوال میں عقد دائم صحیح اور نافذ ہے.

سوال ۵۹۰. کہا جاتا ہے ازدواج موقت فساد(فحاشی) کو روکنے کے لئے ہے کیا لڑکیاں بھی اس مقصد کے لئے اپنی مرضی سے شوہر انتخاب کر سکتی ہیں؟ کیا کوئی باپ ایسی اجازت دے گا؟
جواب: بنیادی طور پر اسلام میں«عقد موقت» ضرورت پر طرف کرنے کے لئے ہے نہ کہ مشروع عیاشی یا ازدواج دائمی کے بدل(کے طور پر) ہے بنا بر این جن کے پاس ان کی بیویاں ہیں اور وہ بیوی کے ذریعہ غریزہ جنسی پورا کر سکتے ہیں عقد موقت خوہ مسلمان عورت ہی سے کیوں نہ ہو، میری نظر میں محل اشکال ہے بلکہ منع وعدم جواز کے حکم میں ہے اور نظام زندگی کے خراب اور تباہ ہونے اور آرام سکون کے برباد ہونے اور دوسرے بہت سے نقصانات کا باعث ہے جوانوں کی مشکل برطرف کرنے کے لئے دوسرے راستوں کی تلاش کرنی چاہئے کہ جس سے جوانوں کے دائمی ازدواج کی مشکل حل کی جا سکے اور باکرہ رشیدہ کی ازدواج موقت کے لئے مطلقاً خواہ عدم مباشرت کی شرط کے ساتھ بھی ہو، باپ کی اجازت شرط صحت ہے.

## نگاہ کرنے کے احکام

مسئلہ ۵۹۱. مرد کا نامحرم عورت کے بدن پر نگاہ کرنا چاہے لذت کے قصد سے ہو یا بغیر قصد لذت ہو حرام ہے اور چہرہ و ہاتھوں کو دیکھنا اگر لذت کے قصد سے ہو حرام ہے لیکن اگر لذت کے قصد کے بغیر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے نیز عورت کا نا محرم مرد کے بدن کو دیکھنا حرام ہے نابالغ بچی کے چہرہ، بدن اور بالوں اگر قصد لذت نہ ہو اور نگاہ کرنے سے اسے حرام میں مبتلا ہونے کاخوف بھی نہ ہو کوئی حرج نہیں ہے لیکن احتیاط کی بنا پر وہ جگہیں جو معمولاً چھپائی جوتی ہیں جیسے پیٹ، ران وغیرہ ان کو نہ دیکھے.

مسئلہ ۵۹۲. عورت کو چاہے کہ اپنا بدن اور بال نامحرم مرد سے چھپائے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ جو بچہ ابھی بالغ نہیں ہوا ہے لیکن اچھے اور برے کو سمجھتا ہے اور اس حد تک پہچ گیا ہے جہاں نظر شہوت کو بیدار کرنے لگتی ہے تو اس سے بھی چھپائے.

مسئلہ ۵۹۳. نامحرم عورت کی تصویر کھنیچنا مرد کے لئے حرام نہیں ہے لیکن اگر تصویر کھنیچنے کے لئے دوسرا حرام کو انجام دینے پر مجبور ہو مثلاً اس کے بدن پر ہاتھ لگانا پڑھے تو اس کی تصویر نہیں لینی چاہئے اور اگر کسی نامحرم عورت کو پہچانتا ہو اس صورت میں کہ جب وہ عورت لاپرواہ اور بے شرم نہ ہو تو اس کی تصویر کو نہیں دیکھنا چاہئے.

سوال ۵۹٤. غیر مسلم عورتوں پر نظر ڈالنا کیسا ہے؟ یا ان کی تصویر اور فیلم دیکھنا کیسا ہے؟
جواب:غیر مسلم عورتوں کو دیکھنا اگر شہوت ولذت کی غرض سے نہ ہو اور نگاہ ڈالنا بھی اس کے بال اور بدن کے اس حصہ پر ہو جس کا کھلا رہنا عام ہے تو حرام نہیں کہا جا سکتا.

سوال ٥٩٥. کیا لڑکا شادی کی نیت سے لڑکی کے پورے بدن پر نظر ڈال سکتا ہے؟ ایسا نازک لباس جس میں بدن جھلک رہا ہو اس میں دیکھنا کیسا ہے؟ البتہ جیسا کہ پہلے ذکر ہ ہوچکا ہے صرف شادی کے لئے نہ کہ لذت کی غرض سے یعنی اس طرح ہے کہ شادی اسی پر موقوف ہے؟
جواب: جو شادی کی نیت رکھتا ہے لذت کے بغیر شرمگاہ کے علاوہ لڑکی کے پورے بدن کو دیکھ سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ دیکھنا صرف اطمینان حاصل کرنے کے لئے ہو اور شادی کے لئے محکم ارادہ ہو پھر بھی اس شرط کے ساتھ کہ رشتہ طے ہونے کا احتمال ہو مذکورہ شرائط کے ساتھ بھی احتیاط یہ ہے کہ چہرہ ہتھیلیوں، بال اور صورت پر اکتفا کرے۔

سوال ٥٩٦. عورت کے پردہ کرنے اور اسے اپنے کو چھپانے کے وجوب کے متعلق اس کی حد، کیفیت اور مقدار سے قطع نظر کیا علمائے اسلام میں سے کسی نے کوئی شبہ ظاہر کیا ہے؟
جواب: نہ صرف یہ کہ کوئی عالم دین بلکہ جس کو بھی اسلام کے متعلق تھوڑی بھی آشنائی ہو اور آیات قرآن و احادیث اہل بیت سے واقف ہو بغیر تقلید کے پردہ کے ضرورت کے اصل وجوب کو اسی طرح سمجھتا ہے جیسا کہ سوال میں آیا ہے اور اس پر اسے اطمینان بھی ہے اور ایک مسلم اسلامی حکم کی نگاہ سے اسے دیکھتا ہے کیسے ممکن ہے کہ ایک مسلمان اسے نہ جانے جبکہ عظیم فقیہ صاحب«جواہر» نے ان کی طرف نگاہ اٹھانے کی حرمت کو جو کہ چھپانے(پردہ کرنے) سے متعلق ہے ضروریات مذہب بلکہ ضروریات دین میں شمار کیا ہے۔

سوال ٥٩٧. کیا نامحرم ڈاکٹر کا معائنہ کرنا اور شرمگاہ پر بانجھ پن کے علاج کے لئے نگاہ ڈالنے میں کوئی حرج ہے؟ جواز کی صورت میں کیا معائنہ اور بانجھ پن کے علاج کا شمار ضرورت میں ہو گا؟
جواب: بانجھ پن کے علاج کے لئے نامحرم ڈاکٹر کے پاس جانا اس فرض کے ساتھ کہ وہی علاج کر سکتا ہے یا علاج کا احتمال اس کے ذریعہ موجود ہو تو کوئی حرج نہیں ہے چونکہ بانجھ پن زندگی کے لئے حرج اور مشکلات کا باعث ہے اور حرج کے حکم کی بنا پر اس کے پاس جان جائز ہے۔

سوال ٥٩٨. دانت کی خاتون ڈاکٹر کے پاس مردوں کے جانے کا کیا حکم ہے؟ جبکہ دانت کا مرد ڈاکٹر موجود ہے البتہ اس کے پاس جانے کا مقصد مالی اختصار ہے؟
جواب: دانت کے لئے مرد ڈاکٹر ہونے کے باوجود لیڈی داکٹر کے پاس جان جائز نہیں ہے ہاں مگر یہ کہ لیڈی ڈاکٹر زیادہ ماہر اور بہتر ہو یا اس کے پاس جانا وقت اور مالی اعتبار سے کفایت شماری کا باعث ہو۔

## شادی کے دیگر مسائل

مسئلہ ٥٩٩. جو بیوی کے نہ ہونے کی وجہ سے حرام میں مبتلا رہا ہو اس کے لئے واجب ہے کہ شادی کر لے۔

مسئلہ ٦٠٠. اگر مرد عقد میں شرط کر لے کہ لڑکی کو باکرہ ہونا چاہئے اور عقد کے بعد پتہ چلے کہ وہ باکرہ نہیں تھی تو وہ عقد کو توڑ سکتا ہے۔

مسئلہ ٦٠١. اگر مرد کو معلوم نہ ہو کہ عورت عدہ میں ہے اور اس سے شادی کر لے چنانچہ عورت کو بھی پتہ نہ ہو اور ان دونوں میں سے کوئی بچہ پیدا ہو جائے تو وہ حلال زادہ ہے اور شرعاً ان دونوں کا فرزند ہے لیکن اگر عورت کو علم ہو کہ وہ عدہ میں ہے تو بچہ شرعاً باپ کی اولاد ہو گا البتہ دونوں صورتوں میں ان کا عقد باطل ہے اور وہ ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

مسئلہ ٦٠٢. جو عورت آزاد، مسلمان اورعاقل ہے اس کی اگر کوئی لڑکی ہو تو جب تک اس کے سات سال پورے نہ ہو جائیں اس کا باپ اسے ماں سے جدا نہیں کر سکتا۔

سوال ٦٠٣. ایک بیوی ہوتے ہوئے دوسری بیوی لانا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اگر کسی کو خوف ہو کہ اپنی بیویوں کے درمیان عدالت نہ برت سکے گا تو وہ دوسری شادی نہیں کر سکتا اسے چاہئے کہ دونوں کے درمیان عدالت برتنے کی قوت کو اپنے اندر یقینی کر لے اسی طرح اگر اسے شک ہو کہ وہ عدالت برت سکے گا یا نہیں تو بھی دوسری شادی کا اسے حق حاصل نہیں ہے چونکہ جواز کی شرط یقینی ہونی چاہئے۔

سوال ٦٠٤. اگر عورت کے لئے ہمبستری ضرر کا باعث ہو تو کیا وہ قبول کرنے سے انکار کر سکتی ہے؟
جواب: عورت کی ایسی بیماری جو ہمبستری سے مانع ہو عورت و مرد کے درمیان ناسازگاری کا باعث نہیں ہے چونکہ عورت کا منع کرنا عذر کی بنا پر ہی۔

سوال ٦٠٥. اگر مرد بیوی کے یونیورسٹی جانے یا آفس یا کسی بھی دوسری جگہ جانے کا مخالف ہوتو عورت کا شرعی طور پروظیفہ کیا ہی؟
جواب: عورت کا وظیفہ شوہر کی پیروی ہے مگر یہ کہ عقد کے درمیان اس کے برعکس وہ شرط کر لے یا اسی شرط پر بنا رکھتے ہوئے عقد کیا گیا ہو ہاں اگر شوہر کی پابندی اس درجہ ہے کہ ناقابل تحمل حرج اورمشقت کا باعث ہے تو حرج اور ضرورت کو رفع کرنے کی حد تک جائز ہے اس لئے کہ ”ضرورت موانع کو مباح کر دیتی ہی“.

سوال ٦٠٦. شیعہ فقہاء نے نکاح کے باب میں اپنی مفصل کتابوں میں بیان کیا ہے کہ اگر عورت حبس اور کسی بیماری کی وجہ سے لذت حاصل کرنے سے منع کرے اورشرعاً معذور ہو تو عذر کے برطرف ہونے اور لذت حاصل کرنے کے لئے اس کے راضی ہونے تک شوہر پر مہر ادا کرنا واجب نہیں ہے مگر یہ کہ مرد عذر سے واقفیت کے بعد شادی کے بارے میں اقدام کرے اس لئے کہ فقہاء کے نزدیک اس کے اس اقدام نے لذت حاصل کرنے کے حق مطالبہ کو اس کے عذر کے رفع ہونے تک ساقط کر دیا ہے اب اگر یہی صورت مہر کے متعلق مرد کے لئے پیش آ جائے اور شوہر ادا کرنے پر اس وقت قادر نہ ہو بلکہ معذور ہو اور زوجہ علم رکھتے ہوئے اس سے شادی کرے تو کیا اس کے اس اقدام سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اس نے اپنے مہر کے حق مطالبہ سے استطاعت پیدا ہونے اور عذر کے رفع ہونے تک صرف نظر کر لیا ہے؟بالآخر کیا ایسی زوجہ پر لذت کے لئے راضی ہوجانا واجب ہے؟ اورمہر ادا کرنے تک اس سے ممانعت کا حق نہیں رکھتی؟
جواب: ایسا معلوم ہوتا ہے سوال کی مفروضہ صورت میں عورت کا لذت حاصل کرنے کے لئے راضی ہونا واجب ہے چونکہ عقد نکاح کا اجرا اوراس کا ایجاب نقد مہر کی صورت میں زوجہ کے اس بات سے علم رکھنے کے بعد ہوا ہے کہ شوہر مہر ادا کرنے کی قدرت عقد اوررخصتی کے وقت نہیں رکھتا ہے لہذا مطالبہ کا حق بھی شرعاً ساقط ہے اور ملازم بارضایت ہے بنا بریں نکاح اور اس کے آثار (دخول، لذت اٹھانا وغیرہ)کا مرتب ہونا قدرت نہ ہونے کے زمانے میں ہی. ہاں اگر انشائے نکاح صرف ایک ازدواجی رشتہ کو پیدا کرنے کے لئے ہوتو نکاح میں تقابض (جو کہ دیگر معاوضات کی طرح ہی) کی خاطر زوجہ کاحق مطالبہ ثابت ہے لیکن یہ معنی صرف ایک فرض ہے جو کہ متعارف معنی سے خارج ہے یہ پہلی صورت ہے اس کے علاوہ معاملات میں اصل وجوب تسلیم اورایک دوسرے کے حوالہ کرنے کی شرطیت کا نہ ہوتا ”اور صرف عقد استحقاق کا موجب ہے مگر یہ کہ شرطیت کی دلیل کی وجہ سے خارج ہو جائی“لیکن فقہاءکے کلمات کااطلاق جنہوں نے تصریح کیا ہے کہ جب تک شوہر مہر ادا نہ کرے اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ معذور ہو یا قادر، زوجہ کو ممانعت کا جواز حاصل ہی. لذا شرائع میں ہے کہ جب تک وہ مہر نہ لے لے چاہے تو اپنے کو(شوہرکی) حوالہ نہ کرے چاہے شوہر معذور ہو یا قادر، یہ اطلاق اس سوال کو بھی اپنے اندر شامل کرلے مشکل بلکہ ممنوع ہے اس استدلال کی بنا پر جو فرمایا ہی:جو اہر میں ہے کہ ضرورت یعنی معذور ہونے کی بنا پر ادلہ شرعیہ کے پیش نظر اگر مطالبہ کے حق کو ساقط کر دیا تو بھی معاوضہ کاحق ساقط نہیں ہوتا. ظاہر استدلال عذر کی بنا پر معاوضہ کے حق کا ساقط نہ ہونا اوراس کا لازمہ علم ہونے کی وجہ سے اس کاحق ضائع اورساقط ہو جانا ہے چونکہ ایسے امر کا اقدام جو موجب حق ہو اس فرض کے ساتھ کہ وہ کام عملی ہونے کے قابل نہ ہو اسقاط میں ظہور رکھتا ہی.

سوال ٦٠٧. اگر زوجہ کا مہر نقد ہو تو کہا جاتا ہے کہ جو وظائف وہ شوہر کے مقابل رکھتی ان سے منع کر سکتی ہے یہاں تک کہ اس کا مہر ادا کر دیا جائے اب سوال یہ ہے کہ اس صورت مین کہ جب بیوی شوہر کے گھر چلی گئی ہو اور اپنے کوتسلیم کر چکی ہو لیکن شوہر اس کے ساتھ جماع نہ کر سکا ہو، کیا پھر بھی زوجہ مہر کی جو شرح بیان ہوئی ہے اسکی بنا پر مطالبہ کر سکتی ہے اور مہر ادا ہونے سے پہلے زوجیت کے فرائض پر عمل کرنے سے انکار کر سکتی ہے یا یہ کہ اپنے کو شوہر کے حوالہ کرنے سے اپنا حق کھو بیٹھی ہے اور فقط مہر طلب کرنے کاحق رکھتی ہی؟
جواب: بعید نہیں ہے کہ زوجہ نے چونکہ لذت کے لئے اپنے کو پیش کر دیا ہے اگرچہ شوہر مقاربت نہ کرے بالخصوص جبکہ اس کے اندر اس کی طاقت نہ ہو، حق ساقط ہو جائے. تسلیم نہ کرنے کی صورت میں زوجہ کا اصل حق، نقد مہروصول کرنے سے قبل، تقابض کی صورت میں ثابت ہے جو معاوضہ کا مقتضیٰ ہے اورصرف دخول کا ہونا ظاہراً کوئی خصوصیت نہیں رکھتا ہے. مطلب بطور کام روشن ہو نے کے لئے ”جواہر الکلام“کی ایک عبارت ملاحظہ ہو.
وفیھا فی المسالک ایضاً:انہ فرق مع عدم الدخول بین کونھا قد مکنت منہ فلم یقع وعدمہ فلھا العود الی الامتناع بعدالتمکین الی ان تقبض المھر، ویعودالحکم الی ماقبلہ، لما تقرر ان القبض لا یتحقق فی النکاح بدون الوطی، قلت:قدیقال:ان ذلک منھا اسقاط لحقھا ولیس فی الادلة تعلیق الحکم علی الوطی (ج١٣ص٣٤، کتاب النکاح باب المھر).
”مسالک میں بھی ہے کہ:عدم دخول کے ساتھ فرق ہے کہ زوجہ نے اپنے کوتمکین کی خاطر حوالہ کردیا ہو لیکن شوہر مقاربت نہ کر سکا ہو اوراس کے درمیان کہ زوجہ نے اصلاً اپنے کو حوالہ نہ کیا ہو تو زوجہ کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے کو حوالہ کرنے کے بعد مہر وصول کرنے تک انکار کری، پس اس صورت میں اپنے ما قبل کی طرف حکم پلٹ جائے گا مکرر بیان ہوچکا ہے کہ بغیر دخول کے نکاح میں قبض متحقق نہیں ہوتا ہے میں نے کہا :کہا جاتا ہے کہ :زوجہ کا اپنے آپ کو حوالہ کرنا، اس کا اپنے حق کو ساقط کردینا ہے اوردلیلوں میں کوئی دلیل حکم کو وطی پر معلق نہیں کرتی ہی.

سوال ٦٠٨. چونکہ مجلس شورائے اسلامی کے حقوقی اورعدلیہ کے امور سے متعلق ممبران کے درمیان بالخصوص مہر کے حوالہ سے مدنی قانون کو شق نمبر١٠٨٢ سے ایک تبصرہ ملحق ہی، لہذا مطلب کی اہمیت اوراس کے فقہی پہلوؤں کے پیش نظر آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ اس سے استفادہ کے متعلق اپنا نظریہ بیان فرما دیں؟
جواب: بعید نہیں ہے کہ اگر ہم نہ کہیں کہ جو مہر جنس کی قیمت اور اشتغال ذمہ کہ جو بطور نقد رائج ہو کہ کلی موارد میں مافی الذمہ کا نقد ہونا مالیت کے ساتھ ظاہر ہے جو اسی وقت خرید کی قدرت پیدا کرتا ہے اس لئے کہ وہی قدرت، عامل رغبت ہے اورمالیت کی موجب ہے اور وہ بھی عین مضمون کی تابع ہے ورنہ ایک نقش شدہ کاغذ کی نہ کوئی قیمت ہے اور نہ ہی وہ رغبت کا باعث ہے اور واضح ہے کہ قدرت خرید کی بنا پر ہی تو دس روپے کے نوٹ کی مالیت پچاس روپے کے نوٹ کی مالیت سے جدا ہو جاتی ہی.
لہذا سوال میں جو چیز فرض کی گئی ہے اور باب مہر میں جس چیز کی زوجہ طلبگار ہے اورشوہر کے ذمہ واجب ہے وہ نقد کی وہی رائج مقدا ر ہے کہ جو عقد میں بیان ہوئی ہے اور آج بھی مہر کے عنوان سے وہی مقدار سکہ رائج الوقت کی ادا ہونی چاہئے کہ جو قدرت خرید کو تامین کرے تاکہ عرفی مثال کے مطابق کہ (اصل ضمان میں براءت ذمہ ہی) ضمانت سے چھٹکارا مل جائے. اسکے علاوہ کہ اصطلاحی مثل کی ادائیگی مابہ التفاوت کے ساتھ متحقق ہو چکی ہے اورمشہور نظریہ کے مطابق

کہ ضمان قیمت مثلی میں مثل اور قیمتی میں قیمت ہونا چاہئے پر بھی عمل ہو چکا ہے ناگفتہ نہ رہے کہ اگر مسئلہ تناسب قیمتوں میں شاخص افزایش اورقدرت خرید میں تغییر کی طرف پلٹ جائے و عرفاً اسی مقروض ومضمون مقدار اور مورد ذمہ پر مطلب تمام ہے ورنہ پھر ماہرین اورنمائندوں کی کوئی دوسری راہ تلاش کرنا چاہئی. میری نظر میں جو سادہ راہ ہے وہ یہ ہے کہ سونے کو شاخص اورمعیار قرار دینا چاہئے جس کے لوگ بھی معتقد ہیں قیمتوں کے اختلاف کو اس سے معلوم کر سکتے ہیں یعنی دس سال پہلے اگر سوروپے سے دس مثقال سونا خریدا جاسکتا تھا اورمہر بھی سو روپے تھا تو آج زوجہ اسی مقدار میں نقد سکہ رائج الوقت (روپی)کی طلبگار ہے کہ جتنے روپے سے سونے کی وہ مقدار (دس مثقال) خریدی جا سکتی ہی.

## مصنوعی طریقہ سے حاملہ ہونا

مسئلہ ٦٠٩. شوھر کے نطفہ سے بیوی کو مصنوعی طریقہ سے حاملہ کرنا جائز ہے البتہ حرام مقدمات سے پرہیز کرنا چاہئےمثلاً فرٹی لائز کرنے والا نامحرم ہو اور. . . گرچہ اس طرح کے امور نطفہ اور بچہ کے حرام ہونے کا باعث نہیں ہیں چونکہ مقدمات سے متعلق ہیں اور خود مقدمات حرام ہیں اوربچہ صاحب نطفہ مرد وعورت سے متعلق ہے اور فرزند کے تمام احکام کا حقدار ہی.

مسئلہ ٦١٠. اگر کسی شوہر اور بیوی کے متعقد شدہ نطفہ کو بیوی کے رحم سے نکال کر کسی دوسری عورت کے رحم میں منتقل کریں(یعنی ادھار یا کرایہ کے رحم میں ڈالیں)اوربچہ اس عورت کے رحم میں بڑا ہو کر پیدا ہوتو وہ بچہ اس پہلی عورت کا (جو کہ صاحب اوم (ovam)اور نطفہ امشاج کے وجود میں آنے کی مورد ہے)ہوگا اوردوسری عورت دودھ پلانے کے شرائط محقق ہونے کے بعد اسے دودھ پلائے تو اس بچہ کی رضاعی ماں ہو گی گرچہ دودھ کا صاحب نہیں ہوتا یعنی دودھ رحم کوادھار دینے والی عورت کے شوہر سے متعلق نہیں ہے اور رضاع میں جو چیز مانع ہو وہ"بدون ولادت دودھ کا اترنا ہے جبکہ اس جگہ ولادت کی وجہ سے دودھ اترا ہے اوررضاع کے اطلاقات وعمومات اسے اپنے اندر شامل کر لیں گے اوراگر نطفہ کورحم سے نکالنے کے بعد مصنوعی رحم اور لیب کے اندر بڑا کیا جائے تو اس صورت میں بھی بچہ اس پہلی عورت سے متعلق ہے جس کا اوم (ovam )ہے.

مسئلہ ٦١١. اگر کسی مرد کی منی کو کسی دوسری عورت کے رحم میں ڈال دیا جائے اورمعلوم ہو کہ ہونے والا بچہ اس منی سے ہے اب اگر یہ عمل بطور شبہ تھا مثلاً اس نے یہ گمان کیا کہ وہ اس کی بیوی ہے اورعورت بھی یہ گمان کر رہی تھی کہ اس کے شوہر کی منی ہے اورعمل کے بعد معلوم ہوا کہ اس کے شوہر کی نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اور بچہ شرعاً اس مرد وعورت کا ہے اورفرزندی کے تمام احکام کا مالک ہے.

مسئلہ ٦١٢. جب عورت کے اندر اوم کو آزاد کرنے اور رحم کے اندر داخل کرنے کی صلاحیت نہ ہو تو اس صورت میں جائز ہے کہ اوم آپریشن کے ذریعہ اس کے رحم سے نکال کر باہر اس کے شوہر کے اسپرم کے ساتھ فرٹی لائز کریں اور پھر اس کے رحم میں داخل کر دیں.

مسئلہ ٦١٣. مرد کا نطفہ لے کر اسے مصنوعی رحم میں مصنوعی بیضہ کے ساتھ تولید مثل کی غرض سے ڈالنا، جائز ہے اوراگر اس طریقے سے کوئی بچہ متولد ہو(ٹیسٹ ٹیوب بے بی)تو وہ بچہ، صاحب نطفہ سے تعلق رکھتا ہے لیکن اس کی ماں نہیں ہو گی اور بطور کلی صاحب نطفہ باپ شمار ہوتا ہے مگر نطفہ نامشروع مثلاً زنا میں نہیں.

مسئلہ ٦١٤. شوہر کے اسپرم کو قوت پہنچانے کے لئے دوسرے مرد(وہ چاہے معلوم ہو یا مجہول) کے اسپرم سے استفادہ کرنا اور تقویت شدہ اسپرم کو عورت کے رحم میں سرنج کے ذریعہ ڈالا جانا، مگر یہ کہ دوسرے مرد کا اسپرم قوت پہنچانے والی دوا کی طرح صرف تقویت کا باعث ہو اور شوہر کے اسپرم میں منحل ہو جائے اس طرح کہ بچہ کی پیدائش کاسبب شوہر کے اسپرم کو قرار دیا جائے اورغیر زوجہ کے رحم میں مرد کی منی بھلے ہی ملا کر داخل کرنے کے مصداق سے خارج ہو تو کوئی مانع نہیں ہی.

مسئلہ ٦١٥. شوہر کے اسپرم کو کسی غیر عورت کے اوم کے ساتھ باہر فرٹی لائز کرنا اورپھر اسے زوجہ یا اسی عورت یا پھر کسی دوسری عورت کے رحم میں سرنج کے ذریعہ داخل کرنے میں ظاہراً کوئی حرج نہیں ہے چونکہ نہ تو زنا ہے نہ ہی منی کا غیر زوجہ کے رحم میں داخل کرنا ہے اور اگر اس روش سے بچہ پیدا ہوتا ہے تومرد سے ملحق ہے اوروہ عورت جس کا اوم ہے اس صورت میں کہ جب اسپرم اور اوم کا فرٹی لائز کیا جانا اس کی مرضی سے ہو اور اس نے اپنے اوم سے اعراض نہ کیا ہو (جیسے اس طرح کے بینک کے حوالہ کر دینا تاکہ جو چاہے اس سے استفادہ کرے) تو ظاہراً اس کا ماں ہونا ثابت ہی.

سوال ٦١٦. بعض بیمار عورتیں بیض (ovary)یا اس سے متعلق موارد میں مشکل کی وجہ سے اوم کی تولید یا اسے رحم تک پہنچانے پر قادر نہیں ہوتیں جو فرٹی لائیزیشن ہوسکے اورنتیجہ میں عقیم ہوتی ہیں جبکہ ان کے رحم (uterus)میں کوئی خرابی نہیں ہوتی اوربچہ اس میں رہ کر نمو کرسکتا ہے تو کیا ایسی عورتوں میں سے کسی کا شوہر کسی دوسری عورت سے متعہ کرے اوراس عورت کے اوم کو لے کر اس متعہ کرنے والے مرد کے اسپرم کے ساتھ فرٹی لائز کرلیا جائے اوراس سے

حاصل نطفہ کو دائمی زوجہ کے رحم میں منتقل کر دیا جائے اور ولادت کے بعد بچہ دائمی زوجہ و شوہر کے پاس تربیت پائے اوربڑا ہو تو کیسا ہے؟
جواب: جائز ہے اوراوم کی مالک عورت اس کی ماں ہے اورجس کے رحم میں بڑا ہوا وہ عورت بھی باپ کی زوجہ ہونے کی وجہ سے اس کی محرم ہی.
سوال ٦١٧. اسپیشلسٹ ڈاکٹر نے تشخیص دیا ہے کہ عورت کا نطفہ کمزور ہے اس کو دوسری عورت کے نطفہ کے ذریعہ تقویت کرنا ہوگا تب بچہ ہو سکتا ہے تو ایسی صورت میں غیر عورت کے اوم کو تقویت کی غرض سے سرنج کے ذریعہ پہنچانا جائز ہے یا نہیں؟ اوراگر اس عمل کے بعد عورت حاملہ ہوگی اوربچہ پیدا ہوا تو ان دونوں عورتوں میں سے کس سے متعلق ہو گا؟
جواب: اس عمل کو ذاتی طور پرحرام نہیں کہا جاسکتا اوربچہ اس عورت سے متعلق ہے جو صاحب رحم اور ضعیف نطفہ رکھتی تھی اس بچہ کو اس عورت سے متعلق قرار نہیں دیا جا سکتا کہ جس کے اوم کوتقویت کی غرض سے استمال کیا گیا چونکہ اس کا اوم تقویت دینے والی دوا کے حکم میں ہے.

سوال ٦١٨. اجنبی مرد کااسپرم کہ جو"اسپرم بینک"میں محفوظ کیا جاتا ہے مصنوعی تلقیح کے ذریعے کسی مسلمان عورت کے رحم میں ڈالنا کہ جس کا شوہر عقیم (بانجھ)ہے، خواہ میاں بیوی اس کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں اور شوہر بھی راضی ہو تو اسکا کیا حکم ہے؟
جواب: حرام ہے اور ایسے کاموں سے پرہیز کرنا چاہئے لیکن بچہ نہ ہونے کی مشکل اور جو حرج ومشقت میاں بیوی کے لئے پیدا ہو چکی ہے اسے برطرف کرنے کے لئے حرمت عمل رفع ہو جاتی ہے اورجس طرح "حرج" بعض حرام امور کی نفی کرتا ہے ایسے ہی اس قسم کے بعض حرام کاموں کے لئے رافع بھی ہوگا اگرچہ وہ (شوہر) صاحب نطفہ نہیں(لیکن) اولاد نہ ہونے کی وجہ سے جو حرج ومشقت اور اجنبی منہ بولی اولاد کی وجہ سے جو مشکلات موجودہ حالات میں پیدا ہو رہی ہیں ان کی وجہ سے شوہر اوراس کے رشتہ داروں کے لئے اس بچہ کے اولاد ہونے کے تمام آثار مترتب ہوں گے اور یہ واضح ہے کہ بیضہ کی حامل (عورت) اس بچے کی حقیقی ماں ہے اور یہ بھی فراموش نہ رہے کہ شوہر اور منہ بولے باپ اور اس بچہ کے درمیان ارث وغیرہ کے مسائل نہیں ہوں گے اس لحاظ سے وہ اجنبی کے حکم میں آتے ہیں البتہ ہبہ اور جداگانہ تصرفات یا ثلث مال کو وصیت کے ذریعے اسے وارث کے حکم میں لاسکتے ہیں یہ بھی یاد رہے کہ اگر یہ اولاد بیٹی ہو تو مذکورہ حکم کے علاوہ اس شوہر کے لئے ربیبہ ہونے کے ناطے محرم ہوگی البتہ اس شرط کے ساتھ کہ شوہر نے اپنی بیوی سے مباشرت کی ہو ربیبہ کے ساتھ مرد کی محرمیت کا معیار فقط اس لڑکی پر ربیبہ کاصادق آنا اور بیوی کی بیٹی ہونا ہے.

سوال ٦١٩. شوہر کی رضایت کے ساتھ، مجہول الحال(ناشناس) ماں باپ کا بارآور نطفہ مسلمان عورت کے رحم میں ڈالنا کیاحکم رکھتا ہے؟
جواب: اولاد نہ ہونے اوراس کی وجہ سے حرج ومشقت میں پڑنے کی صورت میں اسے حرام نہیں کہہ سکتے البتہ شوہر، باپ نہیں ہو گا جیسا کہ عورت کا ماں ہونا بھی محل تامل ہے بلکہ منع ہے اورحقیقت میں وہ فرزند، نامشروع وزنازادہ نہیں اور اس پر زنازادہ ہونے کے آثار مترتب نہیں ہوتے اوراولاد ہونے کے آثار مثلاً ارث حاصل کرنا اور قرابت وغیرہ بھی مترتب نہیں ہوسکتے لیکن اگر عورت، وضع حمل کے بعد اسے دودھ پلائے تو پیدا ہونے والا یہ بچہ ماں کا رضاعی فرزند شمار ہوگا یاد رہے کہ فرزند کی محرمیت کاحکم مسئلہ ٦١٩ میں بیان ہو چکا ہے.

## حمل سے گریز

مسئلہ ٦٢٠. مجموعی طور پرحمل کو روکنا اورحمل کو روکنے کے وسائل کا استعمال جائز ہے.

مسئلہ ٦٢١.کچھ بچوں کے ہوجانے کے بعد رحم کے ٹیوب کوبند کردینا اورحمل کو روکنے کے لئے عقیم کرنا اگر جان کے لئے خطرہ نہ ہو تو جائز ہے چونکہ فرد عقیم مطلق شمار نہ گا.

سوال ٦٢٢. جیسا کہ رائج ہے عورتیں ناخواستہ حمل کوروکنے اوران بچوں کو سقط کرنے کے لئے جن سے موت کا خطرہ ہے شوہر کی رضایت سے ایسے مواد اور وسائل مثلاً I. U. Dکی گولیاں، دیا فراگم، کریم، ژل، انجکشن جو فرٹی لائزیشن سے روکتے ہیں اورنطفہ منعقد نہیں ہونے دیتے کا استعمال کرتی ہیں اورمرد بیوی کی رضایت سے کنڈوم کااستعمال کرتا ہے یا منی باہر خارج کرتا ہے آپ سے استدعا ہے مذکورہ موارد کے شرعی حکم کوبیان فرما دیں؟
جواب: مذکورہ موارد میں چونکہ طرفین کی رضایت ہے اور(حمل کو ) روکنے کے لئے ہے لہذا یہ عزل (باہر منی خارج کرنی) کے مانند ہے نہ کہ بچہ کو ساقط کرنے اوررحم میں ٹھہرے ہوئے نطفہ کوختم کرنے کی طرح ہے جو کہ انسان کی پیدائش کی ابتدا ہے.

سوال ٦٢٣. کیا"واز کتومی"نس بندی جو کہ مردوں کو عقیم کرنے اور ان میں تولید کی صلاحیت کو ختم کرنے کے لئے ان کی رضایت سے انجام دیا جاتا ہے اور تقریباً پھر پہلی حالت پیدا نہیں ہو سکتی تو کیا اس میں کوئی حرج ہے؟کیا زوجہ کی رضایت شرط ہے؟
جواب: کئی بچوں کے ہونے کے بعد یا اس عمل کا اثر وقتی ہونے کی صورت میں ذاتی طور پر اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور زوجہ کی اجازت شرعاً ضروری نہیں ہے لیکن مشترک زندگی کے لحاظ سے اس کی رعایت مطلوب ہے.

## بچہ ساقط کرنا

مسئلہ ٦٢٤. اگر بچہ کا وجود ماں کی موت کا سبب بنے مثلاً اسے کوئی ایسا مرض ہو جو ماں کو سرایت کر جائے اور ماں کی موت کا سبب ہو تو ماں کو موت سے بچانے کے لئے جبکہ صرف یہی ایک راستہ ہو تو ماں حتی بچہ میں روح داخل ہونے کے بعد اسے ساقط کر سکتی ہے البتہ توجہ رکھنی چاہئے کہ عمداً اور براہ راست ساقط کرنا مشکل کے حل کی سب سے آخری صورت قرار پانی چاہئے اورجب تک ممکن ہے موت اوربچہ کو ساقط کرنا ماں کے دوا کھانے کے ذریعہ اورمعالجہ کے ہمراہ عمل میں آنا چاہئے.

مسئلہ ٦٢٥. جب رحم مادر میں بچہ کا رہنا ماں کے لئے مشقت وحرج اور ناقابل تحمل ہو تو اس میں روح داخل ہونی(یعنی چار مہینے) سے پہلے اسے ساقط کرنا جائز ہے اور روح داخل ہونے کے بعد جائز نہیں ہے.

مسئلہ ٦٢٦. اگر ماں کی زندگی بچہ کو خارج کرنے اور اس کی موت پر متوقف ہو تو ایسے بچہ کو چار مہینے سے پہلے خارج کرنا جائز ہے اور اس کے بعد جائز نہیں یہاں اگر ماں کسی ایسے مرض میں مبتلا ہے کہ جس کا معالجہ نہ کرنا اسکی موت کا باعث ہوگا تو وہ اپنا علاج کر سکتی ہے اوریہ بھلے ہی بچہ کی موت کا سبب کیوں نہ بنے اوراس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ اس میں روح آگئی ہو یانہ آئی ہو.

مسئلہ ٦٢٧. اگر رحم میں بچہ کو باقی رکھنا بچہ اور ماں دونوں کی موت کا سبب ہو اور بچہ کو ساقط کرنا ماں کے زندہ رہ جانے کا باعث ہو(بھلے ہی یہ کام بچہ کی موت اور اسے باہر نکالنے پر تمام ہو) تو جائز ہے اس میں بچہ کے اندر روح پیدا ہونے (یعنی چار ماہ ہو جانے)یا پیدا نہ ہونے میں کوئی فرق نہیں ہی.

مسئلہ ٦٢٨. اگر یہ تشخیص دی جائے کہ نمو اور ولادت کی صورت میں بچہ ناقص العضو یا ناقص الخلقت ہو گا اور یہ امر ماں باپ کے لئے زحمت، حرج اور شدید فکری وروحی تکلیف کا باعث ہو اور بچہ میں روح کے داخل ہونے سے پہلے(جو قدر مسلم چار مہینہ سے پہلے ہے)تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ایسا سقط حرام ہے البتہ سقط کرنے والے کو دیت دینی ہو گی لیکن روح داخل ہونے کے بعد خون اور قتل کا مسئلہ ہو جاتا ہے اورکسی بھی صورت میں سقط کرنا جائز نہیں ہے.

سوال ٦٢٩. اگر بچہ کے اندر روح داخل نہ ہوئی ہو تو کیا اسے ساقط کرنا جائز ہے؟
جواب: بچہ کو ساقط کرنا مطلقاً حرام ہے بلکہ شک کی صورت میں بھی جائز نہیں ہے یعنی نطفہ کے انعقاد کے احتمال یا حیض کے بند ہو جانے کے بعد دوا وغیرہ کھانے کے ذریعہ ایسا نہیں کیا جاسکتا یہ حکم گرچہ قواعد کے برخلاف ہے لیکن اس پر نص موجود ہے اورصحیحہ رفاعہ اس پر دلالت کرتی ہے لیکن ماں سے خطرہ کو دور کرنے کے لئے ماہر شخص کی رائے اور ناقابل تحمل حرج کو مدنظر رکھتے ہوئے روح کے داخل نہ ہونے کی صورت میں حرام نہیں کہا جاسکتا اورقاعدہ نفی حرج، حرمت کو رفع کر دیتا ہے.

سوال ٦٣٠. اگر بچہ کی ذاتی وجوہات جیسے نقص یا معلولیت وغیرہ کی وجہ سے ماں کی سانس کے لئے مشکل پیدا ہو جائے اوراس کی موت کے خطرہ کے احتمال کا باعث بن جائے اور ڈاکٹر ماں کے علاج اور اس سے موت کے احتمال کو رفع کرنے کو بچہ کے ساقط کرنے میں منحصر قرار دیں اور فرض یہ ہو کہ بچہ کا ساقط ہونا اس کی موت کاسبب نہ ہوگا بلکہ چونکہ بچہ چھ ماہ کا ہے اس لئے انکیوبیٹر میں اس کو رکھا جائے گا اوراسکے زندہ رہنے اورمر جانے دونوں کا ہی احتمال ہے تو کیا ایسا معالجہ جائز ہے یا حرام؟
جواب: سوال میں جو فرض کیا گیا ہے کہ بچہ کو زندہ پیدا کیا جائے اوراسے (رحم سے ) باہر نکالنا علمی شرائط کی بنا پر اس کی قطعی موت کا باعث نہیں ہے اورماں کی جان بچانا اور اسے موت کے احتمال سے باہر نکالنا بچہ کو رحم سے خارج کرنے پر موقوف ہے ظاہراً اس طرح کا معالجہ جس کے متعلق ڈاکٹروں نے رائے دی ہے جائز ہے اور اس میں کوئی مانع نہیں ہے اورماں کے اوپر لازم نہیں ہے کہ خود کو اس کے رحم میں رہنے پر فدا کر دے بلکہ رحم کے باہر اس کی حفاظت ہو گی اس سے اس کے لئے موت تجویز نہیں ہوئی ہے.

سوال ٦٣١. امراض نسواں کی ماہر ڈاکٹر کسی عورت کے حاملہ ہونے کے متعلق خطرہ کا اعلان کریں( یعنی جسمی و جانی خطرہ ہو اور بچے کے لئے مشکلات کا احتمال ہو)تو کیا یہ اضطراری موارد کی تعیین کیلئے کافی ہے؟
جواب: ان کا خطرے کے بارے میں اعلان کرنا چونکہ حداقل اس طرح کے خطروں کے احتمال کا سبب ہے لہذا کفایت کرے گا اطمینان تو بدرجہ اولیٰ ہے.

## جنس تبدیل کرنا

سوال ٦٣٢.عورت، مرد اور مخنث افراد جن کی جنس کو آپریشن کے ذریعے تبدیل کرنا ممکن ہے تاکہ انھیں ایک جنس سے ملحق کیا جاسکے اسی طرح وہ مرد وعورت جن میں مردانگی و نسوانیت کے آثار پوری طرح واضح نہیں ہیں لیکن جنس تبدیل کرنے بلفظ دیگر تنقیص جنسیت کے لئے تمائل رکھتے ہیں(چونکہ وہ اپنے اندر جنس مخالف کے بعض آثار منجملہ حرکات وسکنات اور رفتار اپنے اندر ملاحظہ کرتے ہیں) تو کیا جنس کو تبدیل کرنا جائز ہے؟کیا تنقیص جنسیت جائز ہے؟
جواب: ذاتی طور پر جنس کا تبدیل کرنا اس سے پیدا ہونے والے مفاسد سے قطع نظر اسے حرام نہیں کہا جاسکتا بقیہ علمی تکامل کی طرح یہ ایک تکامل ہے اور تبدیلی کے تحقق وحصول کے بعد تمام احکام، آثار، فرائض اورحقوق اس کے بعد والی حالت کے تابع ہیں یعنی تغییر سے پہلے مرد تھا اوربعد میں واقعاً عورت ہو گیا تو اس پر عورت ہونے کے احکام مرتب ہوں گے لیکن آپریشن اور اس کے اجراء سے پہلے مسئلہ کے چہار جوانب (اخلاقی مسائل، انسانی شخصیت، حقوقی چاہے خود اس شخص کے حقوق ہوں یا دوسروں کے حقوق ہوں) پر توجہ رکھنی چاہئے اگرمعمولاً نہ کہیں تو ہمیشہ جنس کا تغییر کرنا حقوقی مسائل اورخارجی مفاسد کی وجہ سے حرام اور مشکلات نیز دیگر پہلووں سے ہرج ومرج کا باعث ہے بہرحال قضیہ کاحکم پرخود مسئلہ کے لحاظ سے بھی اوردیگر پہلووں کے لحاظ سے بھی توجہ دی جانی چاہئے اورجہات وابتدائی دلائل کی بنا پر گرچہ جائز اور مخلوق میں تصرف ہے نہ کہ خلقت میں لیکن اس کے نتائج اور عظیم مفاسد کی بنا پر جائز نہیں کہا جاسکتا لیکن اثباتی تبدیلی اس معنی میں کہ ایک شخص میں مرد کی خصوصیت پائی جاتی ہے لیکن ڈاکٹروں کی تشخیص کے مطابق وہ دراصل عور ت ہے یا اس کے برعکس ہے تو یہاں پر کوئی حرج نہیں ہے اور جائز ہے بلکہ حقوق، احکام اور آثار کی حفاظت کے لئے تبدیلی لازم وواجب ہے اس عمل کو در حقیقت تبدیلی نہیں کہا جاسکتا، چونکہ ایک واقعیت کو ثابت کرنا ہے اورایک حقیقی امر ہے ناگفتہ نہ رہ جائے کہ اس طرح کی جنس کی تبدیلی جو مخنث کی حقیقی جنس کے مشخص ہونے پر تمام ہو چونکہ ظاہراً اس کی بنا پر کوئی بیرونی ضرر اور مفسدہ نہیں ہے لہذا اسے حرام نہیں کہا جا سکتا.

## کلوننگ

سوال ٦٣٣. کلوننگ کن شرائط کے تحت جائز ہے؟بطور مثال اگر خود عورت کی جلد کے کسی مواد کے ذریعہ اس کے اندرکسی بچہ کو ایجاد کیا جائے جو ہر جہت سے اس سے مشابہہ ہو(بالکل اسی طرح جیسے حیوانات کے اوپر پہلی مرتبہ انگلینڈ میں کیا گیا) کیا یہ عمل جائز ہے؟
جواب: اس کا (اس طرح ) عام اور رائج ہو جانا اور اس سے سب کا استفادہ کرنا کہ وہ ازدواج کے ذریعے بچہ دار ہونے کی مانند ہوجائے تو یہ میری نظر میں قطعاً ذوق شرع اور اسلامی فقہ کے ساتھ سازگار نہیں ہے اورحرام وگناہ کبیرہ ہے. یہ کام حقوقی، اجتماعی، اخلاقی اورتکوینی مفاسد کے ساتھ ساتھ ایسے مفاسد اورخرابیوں کا بھی باعث ہے کہ جن سے اجتناب ضروری ہے. اسی حرمت اور اس پر مرتب ہونے والے مفاسد کی وجہ سے اس کو روکنا اوراس سے دور رہنا اور اس کے عاملین اور اس کے لئے سعی کرنے والوں کو منع وتعزیر کرنا تمام لوگوں خصوصاً قانونی واجرائی اورتبلیغی قدرت رکھنے والوں کے لئے واجب اور عقلی وشرعی فریضہ ہے. البتہ اس کا علمی پہلو ذاتاً اورنادر مواقع پرشدت ضرورت کی صورت میں کہ جو انسانی معاشرے کے لئے فائدہ مند ہو یا معالجے اورعقلائی اغراض کی خاطر اعضائے بدن کی کلوننگ یا حیوانات کے سلسلے میں اس کا استعمال ایک جدا موضوع ہے کہ جس کا حکم اور جواز میری کتاب "طبی استفتاتات "میں بیان ہو چکا ہے.

## دودھ پلانے کے احکام

مسئلہ ٦٣٤. اگر کوئی عورت کسی بچہ کو ان شرائط کے تحت جو مسئلہ نمبر ٦٤١میں بیان ہو ں گے دودھ پلائے تو وہ بچہ ان افراد کے لئے محرم ہو گا:
١. خود اس عورت کے لئے جسے اس کی رضاعی ماں کہا جاتا ہے.
٢. دودھ پلانے والی عورت کے شوہر کے لئے کہ دودھ اس کی ملکیت میں ہے اسے رضاعی باپ کہا جاتا ہے.
٣. اس عورت کے والدین اور جتنے اوپر چلے جائیں چاہے وہ رضاعی ماں باپ ہوں.
٤. وہ بچے جو اس عورت سے پیدا ہوئے ہیں یا پیدا ہوں گے.
٥. اس عورت کے بچوں کے بچے اور جتنا بھی ان سے نیچے چلے جائیں وہ چاہے اس کے بچوں سے پیدا ہوئے ہوں یا اس کے بچوں نے انھیں دودھ پلایا ہو.
٦. اس عورت کے بھائی بہن چاہے رضاعی ہوں، یعنی دودھ پینے کے ذریعہ اس عورت کے بھائی بہن ہوئے ہوں.
٧. اس عورت کے چچا اور پھوپھی بھلے ہی رضاعی کیوں نہ ہو.
٨. اس عورت کے ماموں اورخالہ چاہے رضاعی ہوں.
٩. اس عورت کے شوہر جس کا دودھ ہے اس کی اولادیں جتنا ہو نیچے جائیں بھلے ہی اس کی رضاعی اولادیں کیوں نہ ہوں.
١٠. چونکہ دودھ اس کے شوہر کا ہے لہذا اس کے شوہر کے ماں باپ اورجتنا بھی اوپر چلے جائیں.
١١. جس شوہر کا دودھ ہے اس کے بھائی بہن، چاہے وہ اس کے رضاعی بھائی بہن کیوں نہ ہوں.
١٢. جس شوہر کا دودھ ہے اس کے چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ جتنا بھی اوپر چلے جائیں اور چاہے وہ رضاعی ہوں اسی طرح بعض دوسرے افراد بھی ہیں جو دودھ پلانے سے محرم ہوتے ہیں جو بعد کے مسائل میں بیان ہونگی.
مسئلہ ٦٣٥. اگر کوئی عورت کسی بچہ کو دودھ پلائے تو وہ اسکے بھائیوں کے لئے محرم نہیں ہوتی اسی طرح اس عورت کے اقرباء اس دودھ پینے والے بچے کے بھائی بہن کے لئے محرم نہیں ہوتے.

مسئلہ ٦٣٦. اگر کوئی عورت کسی مرد کے بچہ کو دودھ پلائے تو وہ مرد اس عورت کی لڑکیوں سے یا اس کے شوہر کی لڑکیوں سے شادی نہیں کر سکتا چونکہ اس عورت کا شوہر دودھ کا مالک ہے اوریہ حرمت اس قاعدہالرضاع لحمة کلحمة النسب، "نسبی گوشت کی طرح رضاعی کا گوشت بھی ہے کے تحت نہیں ہے چونکہ انسان کے بچہ کی بہن محارم کا کوئی خاص عنوان نہیں رکھتی جو اس خاص عنوان کی بنا پر حرام ہو بلکہ اس سے شادی کی حرمت اس وجہ سے ہے کہ خود اس کی بیٹی ہے یا ربیبہ ہے اور رضاع کی دلیلوں میں تنزیل خاص عناوین سے مخصوص ہے ہاں مگر ان لوگوں کے قول پر جو عموم تنزیل کے قائل ہیں لیکن فقہاء میں محققین کے نزدیک معروف عدم عموم ہے بلکہ حرمت اس خاص دلیل کی بنا پر ہے کہ جس کے مطابق"دودھ پینے والے بچہ کا باپ دودھ پلانے والی کے بچہ اور صاحب شیر کے بچوں سے نکاح نہیں کر سکتا"لیکن اگر کوئی ماں اپنے داماد کے بچہ کو دودھ پلائے تو اس کی لڑکی اور داماد کا نکاح باطل نہیں ہوتا اورمیری نظر میں ان کا رشتہ ختم نہیں ہوتا چاہے وہ بچہ اسی لڑکی سے ہو یا اس کے شوہر کی کسی دوسری بیوی کا ہو چونکہ جو نکاح کے باطل ہونے اور داماد پر لڑکی کے حرام ہونے کے قائل ہوئے وہ اس اجماع اور روایتوں پر اعتماد کی بنا پر ہوئے ہیں کہ جو کہتی ہیں رضاع جس طرح تحقق سے پہلے نکاح کے صحیح نہ ہونے میں موثر ہے اس کے باطل کرنے میں بھی موثر ہے یعنی رضاع شادی سے پہلے اس کی صحت کے لئے مانع ہے اورشادی کے بعد اس کے باطل ہونے کا باعث ہے، لیکن اجماع اور روایات سبھی اس قاعدہ الرضاع لحمة کلحمة النسبسے متعلق ہیں جوگزر چکا ہے اور اس طرح کے مورد یعنی(دودھ پلانے والی کے بچوں سے دودھ پینے والے بچہ کے باپ کی) نکاح کو جائز قرار دینا اپنے اندر شامل نہیں کرتا بلکہ اس کی خاص دلیل موجود ہے یعنی ایسی روایت جو اس معنی پر مالخصوص دلالت کرتی ہے اوروہ دلیل وروایت مراجعہ کرنے سے معلوم ہوتی ہے شادی سے پہلے کے لئے مخصوص ہے اورشادی کے بعد کو اپنے اندر شامل نہیں کرتی لہذا داماد گرچہ"دودھ پینے"والے کا بیٹا ہے اوراس نے دودھ پلانے والی کی لڑکی سے نکاح کیا ہے لیکن چونکہ نکاح اس نے پہلے کیا ہے اس لئے وہ اپنی صحت پر باقی ہے اورمیری نظر میں مسئلہ اشکال سے خالی ہے اسی طرح اگر کوئی عورت اپنے بیٹے کے بچہ کو دودھ پلائے اس کی بہو (جوکہ اس شیر خوار بچہ کی ماں ہی)اپنے شوہر پر حرام نہیں ہو گی.

مسئلہ ٦٣٧. اگر کسی لڑکی کے باپ کی بیوی اس لڑکی کے شوہر کے بچہ کو دودھ پلائے جس کا مالک اس کا باپ ہو تو اس لڑکی کا اس کے شوہر کے ساتھ نکاح باطل نہ ہونا قوت سے خالی نہیں ہے وہ بچہ چاہے اسی لڑکی سے ہو یا اس کے شوہر کی کسی دوسری بیوی کا ہو.

سوال ٦٣٨. ایک عورت نے اپنے بچہ کو دودھ پلانے کے ضمن میں اپنے شوہر کے بھائی کو بھی چار ماہ دودھ پلایا اور اس کے شوہر کا بھائی اس کا رضاعی بیٹا شمار ہوتا ہے اس صورت میں زن وشوہر کارشتہ کیسا ہے؟
جواب: عورت شوہر کے بھائی کو اگر دودھ پلائے تو اس کا نکاح نہیں ٹوٹتا اورشوہر پر بیوی کے حرام ہونے کا باعث نہیں ہوتا نا گفتہ نہ رہ جائے عورت کا پستان سے دودھ پلانا مجموعی طور پر(سوال میں جو فرض کیا گیا ہے یا اس کے علاوہ)مکروہ ہے اور ترک کرنا شائستہ ہے.

سوال ٦٣٩. میں ایک خاندان کا جوان فرزند ہوں اور ایک دوسرے گھرانے کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں جبکہ اس لڑکی کے ماموں نے ہماری ماں کا دودھ پیا ہے ایسی صورت میں کیا ہم دونوں کی شادی جائز ہے؟یہ بھی پیش نظر رہے کہ میری ماں کا اصرار ہے کہ جودودھ محرمیت کا باعث ہوتا ہے ہم نے اسے نہیں پلایا؟
جواب: جبکہ دودھ پلانے اور اس کے شرائط میں شک ہو جیسا کہ مسئلہ میں مفروض ہے رضایت شرعاً عمل میں نہیں آئی ہے اور لڑکے کے لئے اس لڑکی سے شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے مذیدبرآں اگر سوال میں فرض کی گئی صورت کے پیش نظر رضاعت اوراس کے شرائط محقق ہو جائیں تو چونکہ شادی رضاعی بھائی کی بہن کی لڑکی کے ساتھ ہے اورعموم حتی منزلت کی بنا پر بھی محرمیت حاصل نہیں ہوتی جبکہ خود عموم منزلت بھی ناتمام ہے.

سوال ٦٤٠. میں ایک ایسی عورت ہوں جو اولاد سے محروم ہوں مجھ سے بچہ نہیں ہوتا میں ایک بچہ کو گود لینا چاہتی ہو ں لیکن محرمیت کی مشکل ہے اس وقت عورتیں ایسی دوائیں کھاتی ہیں کہ جس کے ذریعہ زچہ عورتوں کی طرح ان کے یہاں دودھ پیدا ہو جاتا ہے اگر اس طرح کے دودھ سے میں بچہ کو بڑا کروں تو کیا وہ بچہ میرے لئے محرم ہو گا؟ضمناً میرے بھائی کی بیوی نے چھ مہینے سے بچہ کا دودھ چھڑا دیا ہے اگر وہ یہی گولیاں کھائے اوراس کے یہاں دودھ پیدا ہو جائے اور یہ بچہ دودھ پیئے تو کیا وہ بچہ جس کی میں منہ بولی ماں ہوں میرے لئے محرم ہو گا؟
جواب: وہ دودھ جوولادت کے علاوہ ہوا ہے اور اجماع شیعہ کی بنا پر جو دودھ بدون ولادت جاری ہو وہ رضاع اور حرمت کا باعث نہیں ہوتا اورمسئلہ امامیہ کے متفردات میں سے ہے.

سوال ٦٤١. اگر ہم کسی بچہ کو گود لینا چاہیں تو شرعی لحاظ سے محرمیت اورشادی کے مسائل کا کیا حکم ہے اور اس وقت جب ہم ایک لڑکا اور ایک لڑکی اپنے گھر لائیں تو ان کا محرم ہونا اور مستقبل میں دونوں کی شادی کی کیا صورت ہو گی؟
جواب: اگر ان دونوں لڑکے اور لڑکی کو ایک عورت دودھ پلائے (تو رضاعیت کے شرائط) کے محقق ہونے کے بعد دونوں ایک دوسرے کے لئے محرم ہیں چونکہ رضاعی بھائی بہن ہو جائیں گے لیکن اگر لڑکا ہو تو منہ بولی ماں کے بھائی کی بیوی یا اس کی بہن دودھ پلائے تاکہ وہ رضاعی خالہ یا پھوپھی شمار ہو اور اس کے لئے محرم ہو جائے اورمنہ بولا باپ لڑکی کو اپنی بہن یا اپنے بھائی کی بیوی کو دودھ پلانے کے لئے دے تاکہ وہ رضاعی ماموں یا چچا شمار ہو اور محرم ہو جائے. اور اگر ان راستوں میں سے

کوئی بھی راستہ آپ کے لئے ممکن نہ ہو اور بچہ نہ ہونے کی وجہ سے آپ مشکل میں ہوں تو یہ حرمت اس تفصیل کے مطابق ختم ہو جاتی ہے کہ جو مسئلہ نمبر ٥٧٩ میں گذر چکی ہے.

## اس طرح دودھ پلانے کے شرائط جو محرمیت کا باعث ہے

مسئلہ ٦٤٢. ایسے دودھ پلانا جو محرم ہونے کا باعث ہو اس کی آٹھ شرطیں ہیں:
١. بچہ زندہ عورت کا دودھ پیئے لذا اگر بچہ اس عورت کا دودھ پیئے جو مرچکی ہے تو کوئی فائدہ نہ ہو گا.
٢. اس عورت کا دودھ حرام نہ ہو لہذا اگر اس بچہ کا دودھ جو زنا سے پیدا ہوا ہے اگر کسی دوسرے بچہ کو پلائیں تو اس دودھ سے بچہ کسی کے لئے محرم نہ ہو گا.
٣. بچہ دودھ کو پستان سے پیئے لہذا اگر اس کے گلے میں دودھ ڈالا جائے یا شیشی سے یا پھر کسی اورطریقہ سے پلائیں تو رضاع اورحرمت کا باعث نہ ہوگا.
٤. دودھ خالص ہو کسی اورچیز کے ساتھ مخلوط نہ ہو.
٥. دودھ ایک شوہر سے ہو لہذا اگر دودھ پلانے والی عورت شوہر سے طلاق لے لے اور پھر دوسرے سے شادی کر لے اور اس سے حاملہ ہو جائے اور ولادت کے وقت تک پہلے شوہر سے ہونے والا دودھ آتا رہے مثلاً آٹھ مرتبہ ولادت سے پہلے اس پہلے شوہر سے پیدا شدہ دودھ بچہ کو پلائے اور سات مرتبہ ولادت کے بعد دوسرے شوہر سے پیدا شدہ دودھ پلائے تو وہ بچہ کسی کے لئے محرم نہ ہو گا.
٦. بچہ مرض کی وجہ سے دودھ کو قے نہ کر دے اور اگر قے کر دے تو بنا براحتیاط واجب جو لوگ دودھ پینے کی وجہ سے اس بچہ کے لئے محرم ہوتے اس سے شادی نہ کریں اور محرم والی نگاہ بھی اس پر نہ ڈالیں.
٧. پندرہ مرتبہ ایک شبانہ روز میں بچہ اسطرح سیر ہو کر دودھ پیئے جیسا کہ بعد والے مسئلہ میں بیان ہو گا یا اتنی مقدار میں دودھ پیئے کہ کہا جا سکے اس دودھ کی وجہ سے اس کی ہڈیاں محکم ہو گئی ہیں اور بدن پر گوشت چڑھ گیا ہے بلکہ اگر دس مرتبہ بھی اس کو دودھ پلائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو لوگ دودھ پینے کی وجہ سے اس کے محرم قرار پائیں وہ اس سے شادی نہ کریں اور محرمانہ نگاہ بھی اس پر نہ ڈالیں.
٨.بچہ کے دو سال پورے نہ ہوئے ہوں اور اگر دو سال تمام ہونے کے بعد اسے دودھ پلائے تو کسی کے لئے محرم نہ ہو گا بلکہ مثلاًاگر دو سال پورے ہونے سے پہلے چودہ مرتبہ اوراس کے بعد ایک مرتبہ دودھ پیئے تو بھی کسی کے لئے محرم نہ ہو گا لیکن اگر عورت کے یہاں ولادت کو ہوئے دوسال گزر چکے ہوں اوراس کے یہاں ابھی بھی دودھ ہوتا ہو اورکسی بچہ کو دودھ پلائے تو وہ بچہ مذکورہ افراد کے لئے محرم ہو گا ناگفتہ نہ رہ جائے کہ دوسرے بچہ کو دودھ پلانا چونکہ محرمیت اور رضاع کی مشکلات کا باعث ہے لہذا مکروہ ہے اور اگر دوسرے کے بچہ کو دودھ پلانا چاہیں تو اسے پستان سے دودھ نہ پلائیں بلکہ دودھ نکال کر یا نیپل کے ذریعے یا پھر کسی اور وسیلہ سے پلائیں اوراس طرح دودھ پینا چاہے زیادہ ہی کیوں نہ ہو محرمیت کا باعث نہیں ہوتا اس لئے کہ اس میں تیسری شرط نہیں پائی جاتی.

مسئلہ٦٤٣. بچہ کو چوبیس گھنٹے کے اندر دوسری غذا یا کسی دوسرے کا دودھ نہ پینا چاہئے لیکن اگر اتنی کم غذا کھائے کہ نہ کہا جائے اس نے اس درمیان کھانا کھایا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے نیز پندرہ مرتبہ ایک عورت کا دودھ پیئے اور پندرہ مرتبہ کے درمیان کسی اور کا دودھ نہ پیئے اور ہر مرتبہ بدون فاصلہ دودھ پیئے اور اگر دودھ پینے کے درمیان تھوڑا سا ٹھہر جائے یا تازہ سانس لے تو جب سے اس نے منہ میں پستان لیا ہے اور جب تک سیر ہو اسے ایک مرتبہ شمار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے.

## دودھ پلانے کے متفرق مسائل

مسئلہ٦٤٤. ایسے دودھ پلانا جو محرم ہونے کاباعث ہو دو چیزوں سے ثابت ہوتا ہے:
١. ایسے لوگوں کا بتانا جن کے کہنے سے یقین پیدا ہو جائے.
٢.دو عادل مرد یا چار عادل عورتوں کی گواہی، البتہ دودھ پلانے کے شرائط بھی بیان کریں مثلاً کہیں کہ ہم نے فلاں عورت کے پستان سے چوبیس گھنٹے دودھ پیتے دیکھا اور اس درمیان کوئی چیز نہیں کھایا اسی طرح وہ تمام شرطیں جو مسئلہ نمبر ٦٤١ میں گزر چکی ہیں بیان کریں لیکن اگر معلوم ہو کہ شرطیں جانتی ہیں اورعقیدہ میں ایک دوسرے کی مخالف نہیں ہیں اور مرد وعورت کے ساتھ بھی عقیدہ میں مخالف نہیں پائی جاتی تو شرائط کا بیان کرنا ضروری نہیں ہے.

## حضانت(پرورش)

سوال ٦٤٥. وہ عورت جو بہک گئی ہے اور نا جائز تعلقات کی وجہ سے اس کو کوڑے لگائے جانے کی سزا دی گئی ہے طلاق کی صورت میں کیا تین سالہ بچی کو پرورش کے لئے اس کے سپرد کیا جا سکتا ہے؟
جواب: وہ ماں جس میں تربیت کی صلاحیت نہیں پائی جاتی یہ چاہے جسمی لحاظ سے ہو یا فکری واخلاقی لحاظ سے وہ پرورش اور اس کی سرپرستی کو قبول نہیں کر سکتی.

سوال ٦٤٦. میں ایسی عورت ہوں کہ شوہر سے الگ ہو چکی ہوں البتہ اس سے ایک لڑکا ہے جو۹سال کا ہو چکا ہے اور جب بچہ دو ماہ کا میرے پیٹ میں تھا میں اپنے شوہر سے الگ ہو گئی اور اپنے باپ کے گھر آگئی میرا بچہ وہیں پیدا ہوا اور وہیں بڑا ہوا ہے اس سے پہلے میرے شوہر نے بار ہا اقرار کیا ہے کہ اسے بچہ نہیں چاہئے بچہ میں بھی کسی طرح باپ کی نسبت محبت نہیں پائی جاتی ان ساری باتوں کے پیش نظر اور یہ کہ میرا پہلا شوہر لاابالی ہے کیا مجھے حق حاصل ہے کہ میں اپنے بچہ کو اپنے ساتھ دوسرے ملک لے جاوں؟کیا اس کی دائمی پرورش کا حق ہمیں حاصل ہے؟یا اس کے باپ کو جو اس کا شرعی وقانونی ولی ہے؟
جواب: میری نظر میں سات سال تک بچہ چاہے لڑکا ہو یا لڑکی اس کی تربیت ماں کے ذمہ ہے لیکن دائمی ولی شرعاً باپ یا دادا ہے یاپھر ماں ہے اور باپ نہ ہونے کی صورت مین آیت شریفہا ولوالارحام بعضھم اولی ببعض کے حکم کے مطابق ماں دادا پر سبقت رکھتی ہے اور ماں نہ ہونے کی صورت میں ولی دادا ہے اوراس کی ولایت ثابت ہے مگر یہ کہ حاکم شرع تشخیص دے کہ وہ بچہ کی مصلحت وخوشحالی کی رعایت نہ کرے گا اور بچہ کے فکری، مالی اورجانی نقصان کا باعث ہو گا اس صورت میں وہ اسے ولایت سے معزول کر دے گا ناگفتہ نہ رہ جائے جو کچھ لکھا ہے اورکہا گیا اس میں صرف فتوائی پہلو پایا جاتا ہے اورحکم خدا کو بیان کیاگیا نہ کہ قانونی پہلو کو.

سوال ٦٤٧. ایک گمشدہ شخص کی بیوی نے حاکم کی طلاق کے بعد شادی کرلی لیکن یہ عورت موجودہ شوہر کی مخالفت کی بنا پر گذشتہ شوہر کے بچوں کی تربیت نہیں کرتی کیا حاکم اسے تربیت کے لئے ملزم کر سکتا ہے؟یا اس گمشدہ شوہر کے اقرباء کو چاہئے کہ وہ اس ذمہ داری کو قبول کریں؟
جواب: اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا چونکہ حضانت کے وجوب کو ایک حکم اور فریضہ کے عنوان سے ثابت نہیں کیا جا سکتا مخصوصاً شادی اور شوہر کی مخالفت کے بعد اور شوہر کی اطاعت عورت پر لازم ہے اور جو بات مسلم ہے وہ حق رکھنا یا اصل حق ہے جو ماں کے گریز کے بعدختم ہو جاتا ہے ظاہراً ایسی جگہوں پر پرورش باپ کے وصی کے ذمہ ہوتی ہے جو اس کے انتقال کر جانے یا وصی کے نہ ہونے کی صورت میں ارث کے مراتب کے لحاظ سے بچہ کے اقرباء پر ہوتی ہے یعنی جو بچہ کی ارث کا پہلے مستحق ہے اسے چاہئے بچہ کی پرورش کرے اورظاہراً ان کے انکار کی صورت میں انھیں مجبور کیاجا سکتا ہے چونکہ یہی وہ لوگ ہیں جن کا بچہ کے باپ کے ساتھ ارتباط ہے اوراس کے مال وغیرہ کے ذمہ دار ہیں اوربچہ کے مال سے نفع اٹھانے والے ہیں.

سوال ٦٤٨. کیا باپ کو اس کاحق حاصل ہے کہ اپنی سابقہ اور مطلقہ بیوی کو اس کے اپنے بچوں کو جو کہ باپ کی پرورش میں ہیں دیکھنے سے محروم کرے؟
جواب: صلہ رحم سے روکنا گناہ اور معصیت ہے اور باپ کو ایسا حق حاصل نہیں ہے.

## طلاق کے احکام

مسئلہ ٦٤٩. جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دے رہا ہو اسے عاقل اور بنابر احتیاط واجب بالغ ہونا چاہئے لیکن اس ممیز بچہ کی طلاق کا صحیح ہونا بھی قوت سے خالی نہیں ہے کہ جس کی عمر کے دس سال مکمل ہو چکے ہوں اور وہ خود اپنے اختیار سے طلاق دے اور اگر اسے مجبور کریں کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے تو طلاق باطل ہے مگر یہ کہ اسے عدالت صالحہ اور قاضی مجبور کرے اس صورت میں طلاق صحیح ہے اس کے موارد توضیح المسائل اورمجمع المسائل میں بیان ہوئے ہیں اسی طرح طلاق کا قصد بھی ہونا چاہئے لہذا اگر طلاق کے صیغہ کو مذاق میں پڑھے تو صحیح نہیں ہے نیز دو عادل گواہ مرد بھی موجود ہونے چاہئے.
مسئلہ ٦٥٠. عورت کو طلاق کے وقت خون حیض ونفاس سے پاک ہونا چاہئے اور اس کا شوہر اس طہارت کے زمانہ میں یا نفاس یا حیض جو اس طہارت سے پہلے تھا اس میں اس نے ہمبستری نہ کی ہو ان دونوں شرطوں کی تفصیل آئندہ مسائل میں بیان ہو گی.

مسئلہ ٦٥١. عورت کو حیض یا نفاس کی حالت میں طلاق دینا تین صورتوں میں صحیح ہے.
١. شادی کے بعد اس کے شوہر نے اس سے ہمبستری نہ کی ہو.
٢. وہ حاملہ ہو اور اگر معلوم نہ ہو کہ حاملہ ہے اورشوہر اسے حیض کی حالت میں طلاق دے اور بعد میں معلوم ہو کہ حاملہ تھی تو کوئی حرج نہیں ہے.
٣.حاضر نہ ہونے کی وجہ سے مرد کو معلوم نہ ہو سکے یا عورت کے پاک ہونے کا سمجھنا اس کے لئے مشکل ہو.

مسئلہ ٦٥٢. طلاق صحیح عربی صیغہ میں پڑھی جائے اور دو عادل مرد اسے سنیں اور ظاہراً اس جگہ ظاہری عدالت جیسے امام جمعہ کی عدالت کفایت کرے گی اور عدالت واقعی یعنی عدالت اس معنی میں کہ بعد میں برخلاف ظاہر نہ ہو معتبر نہیں ہے اور فقیہ محترم مرحوم آیت اللہ بروجردی بھی شہید ثانی کی اتباع کرتے ہوئے یہی نظریہ رکھتے تھے اور اگر خود شوہر صیغہ طلاق پڑھنا چاہے اوراس کی بیوی کا نام مثلاً فاطمہ ہو تو اسے چاہئے کہ اس طرح کہے. زوجتی فاطمة طالق(میری بیوی فاطمہ آزاد ہے)اور اگر کسی دوسرے کو وکیل کرے تو اس وکیل کو کہناچاہے. زوجة موکلی طالق.

## طلاق کا عدہ

مسئلہ ٦٥٣. جو زوجہ بلوغ کی منزل پر نہیں پہنچی ہے یا وہ عورت جو یائیسہ ہو چکی ہے اس کے لئے عدہ نہیں ہے یعنی اگرچہ شوہر نے اس سے ہمبستری کی ہو وہ طلاق کے فوراً بعد شادی کر سکتی ہے.

مسئلہ ٦٥٤. جو عورت بالغ ہے اور یائیسہ نہیں ہوئی ہے اگر اس کا شوہر اس سے ہمبستری کرے اوراسے طلاق دیدے تو اسے چاہئے کہ طلاق کے بعد عدہ رکھے یعنی جب وہ اسے پاک ہونے کے زمانہ میں طلاق دیدے تو اتنا صبر کرے کہ دو مرتبہ اسے حیض آ جائے اور پاک ہو جائے اور جیسے ہی اسے تیسرا حیض آئے اس کا عدہ ختم ہو جائے گا اور وہ شادی کر سکتی ہے لیکن اگر ہمبستری کرنے سے پہلے اسے طلاق دے تو عدہ نہیں ہے یعنی طلاق کے فوراً بعد وہ شادی کر سکتی ہے.

مسئلہ ٦٥٥. جس عورت کو حیض نہیں آتا اگر اس کا سن ان عورتوں کا ہو کہ جنھیں حیض آتا ہے اس صورت میں ا س کا شوہر ہمبستری کے بعد اسے طلاق دے تو اسے چاہئے کہ طلاق کے بعد تین ماہ عدہ رکھے.

سوال ٦٥٦. جس عورت کارحم آپریشن کے ذریعہ نکال دیا گیا ہے اور ٹیوب کو بھی بند کر دیا ہے اور طبی زاویہ سے وہ یقینا اور قطعاً حاملہ نہیں ہو سکتی اگر طلاق لے لے تو کیا اس پر عدہ رکھنا واجب ہے یا اس کاحکم یائیسہ اورنا بالغ کا ہے؟
جواب: جس عور ت کے رحم کو نکالا جاچکا ہے لیکن اس کا سن ان لوگوں کا ہے کہ جنھیں حیض آتا ہے اسے عدہ رکھنا ہوگا چاہے اسے حاملہ نہ ہونے کا یقین ہو.

سوال ٦٥٧.ایک لڑکی کو ایک لڑکے کے لئے عقد کیا گیا ہے اور اس عقد کے زمانہ میں اس لڑکے نے دبر(پیچھے ) دخول کیا اور پھر اسے طلاق دے دی اور قبل اس کے کہ اس کا عدہ ہو اس کی شادی ہو گئی مہربانی کر کے اس کا حکم بیان فرما دیں؟
جواب: میری نظر میں دبر میں دخول عدہ کا باعث نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ عدہ رکھے اس کے علاوہ بالفرض عدہ واجب اور شادی حرام بھی ہو تو اسے بتانا غیر ضروری بلکہ بعض جگہوں پرحرام ہے.

سوال ٦٥٨. جس مرد نے اپنی بیوی کو دو مرتبہ طلاق دی اور اسے پتہ ہے کہ اگر تیسری مرتبہ طلاق دے گا تو پھر اس سے شادی جائز نہیں ہے مگر ان شرائط کے ساتھ جو رسالہ عملیہ میں ذکر ہو چکی ہیں اب اگر وہ دوسرے طلاق کے بعد اس سے کئی مرتبہ متعیہ کرے اور دوبارہ اسے مدت معاف کر دے تو کیا مجاز ہے؟
جواب: جو رسالہ عملیہ میں بیان ہوا ہے وہ اس عورت کے لئے ہے کہ جسے تین مرتبہ طلاق دی جاچکی ہے اور متعہ کی مدت کا تمام ہو جانا یا اسے معاف کر دینا طلاق شمار نہ ہو گا.

سوال ٦٥٩. رجعی طلاق دی گئی مطلقہ عورت کا رویہ اس شوہر کے ساتھ کیسا ہونا چاہئے جس نے اسے طلاق دی ہے، کیا مرد وعورت ایک جگہ رہ سکتے ہیں؟ایک دوسرے کے سامنے پردہ میں ہوں یا ایک ساتھ سوئیں اصولاً کونسی چیز طلاق کے باطل ہونے کا باعث ہے؟
جواب: عدہ کے زمانہ میں عورت ایسے کاموں کا انجام دے جو شوہر کو مائل کرنے کا باعث ہوں تو یہ نہ صرف یہ کہ ممنوع نہیں ہے بلکہ مطلوب ومرغوب ہے یہاں تک کہ انشاء اللہ رجوع محقق ہو جائے اور گھر کی خوشحال فضا پھر سے قائم ہو جائے اور ہر وگ لفظ اور عمل جو رجوع پر دلالت کرے جیسے چومنا، بدن کا مس کرنا محقق ہو جائے تو رجوع کے لئے کافی ہے اور مطلقہ رجعی عدہ کے زمانہ میں زوجہ کے حکم میں ہے اور اس پر زوجہ کی طرح نگاہ ڈالنا جائز ہے.

## اس عورت کاعدہ جس کا شوہر مرچکا ہے

مسئلہ ٦٦٠. جس عورت کا شوہر مرچکا ہے اگر حاملہ نہ ہو تو اسے چاہئے کہ چار ماہ دس روز عدہ رکھے یعنی شادی کرنے سے پرہیز کرے اگرچہ یائیسہ ہو یا ا س سے صیغہ کیا ہو یا اس کے شوہر نے اس سے ہمبستری نہ کی ہو اور اگرحاملہ ہو تو ولادت کے وقت تک عدہ رکھے لیکن اگر چار ماہ دس روز گزرنے سے پہلے بچہ پیدا ہو جائے تو اسے چاہئے کہ شوہر کی موت سے چار مہینے دس روز تک یعنی ابعد الاجلینتک صبر کرے اس عدہ کو عدہ وفات کہتے ہیں. عدہ وفات میں عورت کے اخراجات شوہر کے ترکہ سے ادا کیے جاتے ہیں.
مسئلہ ٦٦١. جو عورت عدہ وفات میں ہے اس کے لئے زینت کرنا، بھلے ہی رنگ برنگے کپڑے پہننے اور سرمہ لگانے کی صورت میں ہو حرام ہے لیکن عام مسافر تیں جو شرعی یا اجتماعی یا کسی دوسری ضرورت کے تحت کرتی ہے حرام نہیں ہے.

### طلاق بائن اورطلاق رجعی

مسئلہ ٦٦٢. طلاق بائن یہ ہے کہ طلاق کے بعد مرد عورت کی طرف رجوع کرنے کا حق نہیں رکھتا یعنی بدون عقد اسے بطور زوجہ قبول نہیں کر سکتا اور اس کی پانچ قسمیں ہیں.
١. اس عورت کی طلاق جو بالغ نہ ہوئی ہو.

٢. اس عورت کی طلاق جو یائیسہ ہو یعنی اگر سیدہ ہے تو ساٹھ سا ل قمر ی سے زیادہ ہو اوراگر سیدہ نہ ہو تو پچاس سال قمری سے زیادہ نہ ہو.
٣. اس عورت کی طلاق کہ جس کے شوہر نے عقد کے بعد اس سے ہمبستری نہ کی ہو.
٤. تیسری طلاق یعنی وہ عورت کہ جسے تین مرتبہ طلاق دی جائئی.
٥. طلاق خلع اورمبارات.
ان کے احکام بعد میں بیان ہونگے اوران کے علاوہ طلاق رجعی ہے جس میں طلاق کے بعد جب تک عورت عدہ میں ہے مرد اس سے رجوع کرسکتا ہے.

## رجوع کرنے کے احکام

مسئلہ ٦٦٣. طلاق رجعی میں مرد اپنی بیوی سے دو طرح سے رجوع کر سکتا ہے.
١. کوئی ایسی بات کہے جس سے واضح ہو کہ اس نے اسے دوبارہ اپنی بیوی قرار دیدیا ہے.
٢.رجوع کی نیت سے کوئی ایسا کام کرے جس سے اس کا رجوع کرنا سمجھ میں آجائے. بلکہ اگر رجوع کا قصد نہ بھی رکھتا ہو لیکن اس سے نزدیکی کرے تو رجوع حاصل ہو جاتا ہے.

## طلاق خلع

مسئلہ ٦٦٤. اس عورت کی طلاق جو اپنے شوہر کی طرف مائل نہیں ہے مہر یا اپنا کوئی دوسرا مال اسے دے تاکہ وہ اسے طلاق دیدے اسے طلاق خلع کہتے ہیں.

## طلاق مبارات

مسئلہ ٦٦٥. اگر عورت ومرد ایک دوسرے کو نہ چاہیں اور عورت کوئی مال اسے دے تا کہ وہ اسے طلاق دیدے تو اس طلاق کو مبارات کہتے ہیں.

## طلاق کے متفرق مسائل

مسئلہ ٦٦٦. اگرکوئی نامحرم عورت سے اس خیال سے ہمبستری کرے کہ اس کی زوجہ ہے تو چاہے عورت کو علم ہو کہ اس کا شوہر نہیں ہے یا گمان کرے کہ اس کا شوہر ہے اسے چاہئے عدہ رکھے.

مسئلہ ٦٦٧. اگر کوئی مرد کسی عورت کو فریب دے تاکہ وہ اپنے شوہر سے طلاق لے لے اوراس سے شادی کر لے یہ فریب دینا اور بات کرنا اگرچہ حرام اور گناہ ہے لیکن اگر نعوذباللہ عورت نے طلاق لے لی اور عدت رکھ لی تو اس مرد کے ساتھ شادی کو باطل نہیں قرار دیاجا سکتا اس لحاظ سے وہ بقیہ شادیوں کی طرح ہے اس عورت کی طلاق اور عقد شرائط کے ساتھ صحیح ہے لیکن دونوں نے بڑا گناہ کیا ہے.

مسئلہ ٦٦٨. جس عورت کا شوہر گم ہو گیا ہے اور دوسرے سے شادی کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ عادل مجتہد کے پاس جائے اور اس کے حکم پر عمل کرے.

سوال ٦٦٩. میں رشتہ داروں اور والدین کے حد سے زیادہ اصرار کی بنا پر اپنے باطنی میلان کے خلاف ایک مرد سے شادی کرنے پرمجبور ہوگئی باطنی میلان کو تو جانے دیجئے اس کی بری اور ناقابل برداشت عادت کی وجہ سے مجھے یقین ہے کہ اس کے ساتھ مشترک زندگی میرے لئے عسر وحرج کا باعث ہے اسی وجہ سے طلاق کے لئے میں عدالت گئی لیکن عدالت کا کہنا ہے کہ عسروحرج ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہے یعنی چاہئے کہ تم اپنے شوہر کے ساتھ رخصت ہو جاو اوررخصتی کے بعد (جب تم اس کے ساتھ زندگی گزارو گی تو)معلوم ہو گا کہ عسروحرج ہے یا نہیں اس صورت میں میرا فریضہ کیا ہے؟
جواب: عسروحرج کامسئلہ جو طلاق کا باعث ہوتا ہے اور شرعی عدالت ممتع پر ولایت رکھنے کی بنا پر طلاق دے سکتی ہے یا شوہر کو ولایت کی بنا پر طلاق کے لئے مجبور کر سکتی ہے (عسروحرج) عدالت کے لئے ثابت ہونا چاہئے اورعسروحرج کے وجود میں آنے اور ثابت ہونے میں شادی سے پہلے اور شادی کے بعد میں کوئی فرق نہیں ہے چونکہ ایک کنبہ کی حالت شادی سے پہلے اور شوہر کے گھر جانے کے بعد کی حالت ممکن ہے آشکار ہو اور واضح ہو کہ اس بات کے پیش نظر کہ لڑکی کا مطلقہ ہونا سماجی لحاظ سے عیب سمجھا جاتا ہے لہذا اگرلڑکی شوہر کو مہر بخشنے پر آمادہ ہو اور معروف فقرہ کہہ رہی ہو"مہرم حلال جانم آزاد"(مہر حلال میری جان آزاد) تو اس طرح کے موارد میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عسر وحرج پایا جاتا ہے اور اس کا ثبوت بھی قاضی کے لئے ایک عام بات ہے اورچونکہ اس کا علم عام طریقوں سے کشف ہوتا ہے اس لئے حجت ہے گرچہ قاضی کا مطلق علم حجت نہیں ہے.

سوال ٦٧٠. ایک عورت کے شوہر نے گیارہ سال سے اسے ترک کر دیا ہے لیکن شرعی طلاق بھی نہیں دی (البتہ ہندوستانی عدلیہ کے قانون کے مطابق سرکاری طور پر طلاق دی ہے جوکہ شرعی نہیں ہے)اوراس گیارہ سال کے بعد عورت نے ایک دوسرے مرد سے شادی کر لی ایک مدت گزرنے کے بعد دوسرے شوہر سے اس نے کہا کہ ہم نے شرعی طلاق نہیں لی ہے اس وقت اس کے پاس دوسرے شوہر کا ایک لڑکا ہے کیا ا س عورت کو پہلے شوہر سے طلاق لینی چاہئے اوراس مرد سے دوبارہ عقد کرنا چاہئے؟یہ بچہ کس کا ہے؟

جواب: میرے خیال میں چونکہ اس مرد نے طلاق دیدی ہے اورخود کو طلاق دینے والا اور زوجہ کو مطلقہ سمجھتا ہے گرچہ یہ اعتقاد غیر شیعہ مذہب کے قوانین پر پابند ہونے کی وجہ سے ہو اورطلاق کو ان کے دستور کے مطابق اس نے انجام دیدیا ہو اس عورت کی دوسرے مرد سے شادی میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس نے اپنے تدین پر عمل کرتے ہوئے یہ کام کیا ہی(چاہے طلاق کا بی مسئلہ کیوں نہ ہو)اور زوجہ کو شوہر کے بغیر نہیں رہنا چاہئے کہ اس کے لئے ارشاد ہے:”زوجہ کوشوہر کے بغیر نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی معلق ہونا چاہئے“لہذا شادی کے تمام صحیح آثار اس دوسری شادی پر مرتب ہیں اور لڑکا دوسرے شوہر کا ہے اورحلال زادہ ہے۔

سوال ٦٧١. اگر کسی نے اپنی زوجہ کوتین بار طلاق دے دی ہو اگر پھر رجوع کرنا چاہے اور نہ چاہے اس کی سابقہ بیوی سے کوئی دوسرا (محلل) شادی کرے تو کیا وہ اس عورت سے متعہ یا موقت عقد کر لے تاکہ پھر کسی محلل کی ضرورت نہ رہ جائے؟

جواب: تین طلاق کے بعد محلل کی ضرورت ہے اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت نہیں ہے اورپہلی زوجہ سے متعہ یا دائمی عقد کرنے کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور محلل سے پہلے دائمی عقد اور متعہ باطل ہے اور حرام فعل ہے۔

سوال ٦٧٢. ایک شخص کو گم ہوئے چار سال سے زیادہ ہو گیا اور اس کی بیوی نے ”حاکم کی طرف رجوع کرنی“سے ناواقفیت کی بنا پرخود تلاش کیا حداقل چار سال کے بعد یا اس وقت جب اس کے ملنے سے نا امید ہو گئی تو عدالت سے طلاق کا تقاضا کیا اور اس مدت میں کسی نے بھی اس کا خرچ وجوب کی بنا پ یا بخشش کی صورت میں نہ دیا، عورت نے عسروحرج کا دعویٰ کیا اورعدالت بھی شوہر کے ملنے سے ناامید ہوگئی اور عورت کا عسروحرج اس پر ثابت ہو گیا ان مسائل کے پیش نظر کیا اس عورت کے طلاق کاحکم دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اسلامی جمہوریہ ایران کی عدالت مذکورہ سوال میں یادیگر تمام جگہوں پر صرف عسر وحرج کے ثابت ہونے کی بنا پر طلاق دے سکتی ہے اور عدالت وحکام کے لئے رجوع کرنے کے بعد چار سال گزرجانا جبکہ شوہر لاپتہ ہو ضروری نہیں ہے حرج کی دلیلیں احکام کی ساری دلیلوں پر مقدم ہیں اورہر طرح کی تقیید اور تخصیص سے بالاتر ہیں شاید طلاق کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ جو طلاق سے آسان ہو قضیہ کاحل ہو تا کہ عورت شوہر سے جدا ہو جائے اورشادی کر سکے لیکن طلاق متیقن اور احوط ہے۔

## غصب کے احکام

غصب یہ ہے کہ انسان از روی ظلم کسی کے مال یا حق پر مسلط ہو جائے یہ ایک بڑا گناہ ہے جسے اگر کوئی انجام دے تو قیامت میں سخت عذاب میں گرفتار ہو گا. پیغمبر اکرم سے روایت ہے کہ جس نے بھی کسی کی ایک بالشت زمین غصب کی قیامت میں اس زمین کوسات طبقہ کے برابر کر کے اس کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دیا جائے گا.

مسئلہ ٦٧٣. اگر انسان کسی چیز کو غصب کرلے تو اسے چاہئے کہ اس کے مالک کو واپس کرے اور اگر اس چیز کو خراب کر ڈالا ہو تو اس کا عوض اسے دے.

مسئلہ ٦٧٤. اگر کوئی شخص کسی زمین کو غصب کر کے اس میں زراعت کرے یا درخت لگائے تو زراعت، درخت اور میوہ خود اسی کا ہے چنانچہ صاحب زمین راضی نہ ہو کہ درخت، زراعت اس کی زمین پررہے تو جس نے غصب کیا ہے اسے چاہئے کہ فوراً زراعت یا درخت (اگرچہ اسے ضرر ہو) کو زمین سے اکھاڑ لے نیز جتنی مدت تک زراعت یا درخت اس زمین پر باقی تھا ا س کا کرایہ صاحب زمین کو ادا کرے اور جو خرابیاں زمین میں پیدا ہوئی ہیں انہیں درست کرے مثلاً درختوں کی جگہ کو پر کرے اور اگر اس کی وجہ سے زمین کی قیمت پہلے سے کم ہو گئی ہو تو اس فرق کو بھی ادا کرے اور وہ صاحب زمین کو زمین بیچنے یا کرایہ پر دینے کے لئے مجبور نہیں کر سکتا نیز صاحب زمین بھی خود کودرخت یا زراعت بیچنے کے لئے مجبور نہیں کرسکتا.

مسئلہ ٦٧٥. جب کبھی کوئی شخص جہالت یا سہو یا بھول کی وجہ سے کسی دوسرے کے مال میں تصرف کر لے اور وہ تلف ہو جائے تو وہ ضامن ہے.

مسئلہ ٦٧٦. جو جھوٹی قسم کھاتا ہے وہ بری الذمہ نہیں ہے چنانچہ حاکم شرع نے اسے قسم لی ہو تو مدعی اپنی طلب کو نہیں لے سکتا البتہ اس کے حق کا مطالبہ روز قیامت ہوگا.

سوال ٦٧٧. اگرممیز بچہ کسی غیر کے مال کو تلف کر دے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ضامن ہے اور بالغ ہونے کے بعد اسے ادا کرے

## اس مال کا حکم جسے انسان نے کہیں پایا ہو

مسئلہ ٦٧٨. جس مال کو انسان نے کہیں پایا ہو اگر اس پر کوئی علامت یاپتہ نہ ہو کہ جس کے ذریعہ اس کے مالک کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے مالک کی طرف سے صدقہ دیدے.

مسئلہ ٦٧٩. اگر کوئی کسی طرح کا مال کہیں پائے جس پر علامت موجود ہو اور اس کی قیمت ١٢٦ چنے کے برابر سکہ دار چاندی سے کم ہو چنانچہ اس کے مالک کو جانتا ہو اور اسے اس کی رضایت کا علم نہ ہو تو اس کی اجازت کے بغیر اسے نہیں اٹھا سکتا اور اگر اس کے مالک کو نہ جانتا ہو تو اسے اپنی ملک میں لانے کے قصد سے اٹھا سکتا ہے اس صورت میں اگر تلف ہو جائے تو اس کا عوض نہ دے بلکہ اگر اپنی ملک بنانے کا قصد نہ بھی ہو اور اٹھا لے اور اس صورت میں اس کی غلطی کے بغیر تلف ہوجائے تو اسے اس کا عوض دینا اس پر واجب نہیں ہے.

مسئلہ ٦٨٠. جس چیز کو انسان نے کہیں پایا ہے اس پر ایسی علامتیں ہیں جس سے اس کے مالک کو ڈھونڈ سکتا ہے تو اگرچہ اس کا مالک کافر ہو اور مسلمان کی پناہ میں ہو اگر اس چیز کی قیمت ١٢٦ چنے سکہ دار چاندی کے برابر ہو تو اس پر علان کرنا واجب ہے چنانچہ جب سے اس نے پایا ہے ایک ہفتہ تک ہر روز اور اس کے بعد ایک سال تک ہر ہفتہ ایک مرتبہ جہاں پر لوگ جمع ہوتے ہوں اعلان کرے تو کافی ہے.

مسئلہ ٦٨١. اگر کوئی ایک سال تک اعلان کرے اور مال کا مالک نہ ملے تو وہ اُس مال کو اس نیت کے ساتھ اپنے لئے رکھ سکتا ہے کہ جب بھی اس مال کا مالک ملا تو اس کو دیدے گا یا اسکا عوض اُس کے حوالے کر دے گا. لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ مالک کی جانب سے صدقہ دیدے.

مسئلہ ٦٨٢. جس چیز کو پایا ہے اگر اس کی قیمت ١٢٦ چنے سکہ دار چاندی کے برابر ہو چنانچہ اعلان نہ کرے اورمسجد یا کسی دوسری جگہ جہاں پر لوگ اکٹھا ہوتے ہوں وہاں رکھ دے اور وہ چیز تلف ہو جائے یا کوئی دوسرا اٹھا لے تو جس نے اس کو پایا تھا ضامن ہے.

مسئلہ ٦٨٣. جس مال کو بچہ پائے اس کے ولی کو چاہئے کہ اعلان کرے.

اولاد پر ولایت اور اس کے مال میں تصرف

سوال٦٨٤. کیا بچہ بالغ ہونے کے بعد اپنے اموال کا حساب وکتاب اپنے اوپر معین ولی سے لے سکتا ہے یا اس کا عمل صحت پر حمل ہو گا؟
جواب: بچہ بڑا ہونے کے بعد اپنے ولی سے حساب لینے کاحق رکھتا ہے لیکن "اصالت صحت" کے حکم کی بنا پر اور دیگر پہلووں کو مدنظر رکھتے ہوئے بچہ کا فریضہ ہے کہ ولی کی خلاف ورزی کو قسم اورحلف کے ذریعہ ثابت کرے چونکہ وہ منکر ہے لہذا قسم وقضاوت کے اصول، اختلاف کا فیصلہ کر دیں گے.

سوال ٦٨٥. بچہ پر معین وکیل کو بچہ کے مال میں نقصان پہنچانے کے ثابت ہو جانے کے بعد کیاحاکم عزل کر سکتا ہے؟
جواب: اگر امین کے اضافہ کرنے کے بعد بھی نقصان کو نہ روک سکے تواسے ولایت کے عنوان سے معزول کر سکتا ہے.

سوال ٦٨٦. چھوٹے بچوں کے گھر آنا جانا اور ان کا کھانا کھانے میں کیا حکم ہے
جواب: چھوٹے بچوں کے گھر آنا جانا اور دوستی ومہمانی (جو کہ انسانی، اسلامی اور عاطفی زندگی کا لازمی جز ہے)کے عنوان سے ان کا کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے چونکہ بچوں کی عاطفی مصلحت اور معاشرتی عظمت اس میں ہے لیکن سرپرست اور ولی کی اجازت معتبر ہے اورطبیعی ہے کہ مادی لحاظ سے اس کی تلافی بھی ہوجائے گی چونکہ رفت وآمد اور مہمانی دو طرفہ ہوتی ہے ہاں اگر رفت وآمد خیانت اور مفت خوری کے قصد سے ہو بلفظ دیگر ہاتھ صاف کرنے کے لئے تو حرام ہے.

سوال ٦٨٧. بلاعوض صلح و ہبہ جو بچہ کے فائدہ میں ہو اسے ولی کا قبول نہ کرنا آیا بچہ کی صلاح اور منافع کے برخلاف شمار کیا جائے گا؟
جواب: ہاں!مگر یہ کہ دیگر پہلو موجود ہوں جو ہبہ اورصلح کے قبول نہ کرنے کے مالی نقصان کی تلافی کردیں.

سوال ٦٨٨. بچہ کی سعادت کی تشخیص ولی کے ذمہ ہے اب اگر ولی بری نیت رکھتے ہوئے اس کے مال کو خود لے لے یا اپنے اقرباء کو دیدے اور اس درمیان بچہ کے ساتھ غبن کے برخلاف اس کی سعادت کا اصرار کرے توکیا حاکم کو دخالت کاحق حاصل ہے؟
جواب: نہ صرف یہ کہ اسے دخالت کا حق حاصل ہے بلکہ حاکم پر دخالت لازم وواجب ہے اور ولی کے آئندہ عمل کی نگرانی کے لئے امین کا اضافہ کرنا واجب ہے کہ اور اس کے بعد ولی کاعمل امین کی موافقت واجازت کے بغیر ناجائز اور باطل ہے یہاں تک کہ وہ بچہ کی سعادت وبھلائی کی رعایت کرے تو بھی درست نہیں ہے.

سوال ٦٨٩. چھوٹے بچہ کا مال جو اسے باپ سے ترکہ میں ملا ہے اس میں تصرف کے لئے کس سے اجازت لینی چاہئے اور اس کے مال پر کس کو ولایت حاصل ہے؟
جواب: وہ مال جو بچہ کو باپ سے ملا ہے اس میں تصرف اس کے اوپر معین ہونے والے وکیل کی اجازت سے ہونا چاہئی(یعنی مان جو نیکی واحسان اور بھلائی جو ولایت کے لئے بہترین دلیل ہیں کی بنا پر ا س پر ولایت رکھتی ہے اور روایات میں اس پر سوال وجواب کا نہ ہونا اس زمانہ کے خاص شرائط کے لحاظ سے ہے اس لئے کہ عورتیں معاشی امور میں دخالت نہیں کرتی تھیں جو اس میں کارساز ہوں اور اس فرض کے ساتھ کہ ولایت کی دلیلوں کا اطلاق اور شمول اور زمانہ کے خاص شرائط اور آج معاشی قدرت متحقق ہونے کے پیش نظر اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور نظر انداز کرنا حجت سے دستبردار ہونا ہے لاحجت یعنی حجت نہیں ہیو ھوکما تری'(اورجیسا کہ آپ نے دیکھا)اور بحث کی مذید تفصیل خود اس کی جگہ پر تلاش کرنی چاہئے اور آیت شریفہ واولو الارحام بعضھم اولی ببعض ماں کی ولایت جب دادا کی ولایت کے ساتھ تعارض کرے تو ماں کی ولایت اولیٰ اور مقدم ہے اور ماں نہ ہونے کی صورت میں دادا اولی ہے اورخود بخود ولی ہونے والے شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ حتی المقدور اور قانونی اصول کے اندر اس کے مال کی حفاظت میں کوشاں رہے.

## ذبح اورشکار کرنے کے احکام

مسئلہ ٦٩٠. اگر حلال گوشت جانور کو بعد میں بتائے گئے طریقہ کے مطابق ذبح کیا جائے تو وہ چاہے پالتو ہو یا وحشی جب اس کی جان نکل جائے تو پاک اور اس کا گوشت حلال ہو جاتا ہے لیکن وہ جانور جس سے انسان نے بدفعلی کی ہے یا وہ جانور جو نجاست کھاتا ہے شریعت مقدس نے اس کے استبراء کی جو صورت بتائی ہے اگر اس طرح استبراء نہ کیا جائے تو ذبح کرنے کے بعد بھی اس کا گوشت حلال نہیں ہے.

مسئلہ ٦٩١. وحشی حلال گوشت جانور جیسے ہرن، چکور، پہاڑی بکری اور وہ حلال گوشت جانور جو پہلے پالتو تھے اور بعد میں وحشی ہوگئے جیسے پالتو گائے اور اونٹ جو بھاگ گئے ہوں اور وحشی ہوگئے ہوں اگر اس طریقہ کے مطابق شکار کئے جائیں جو بعد میں بیا ن ہوگا تو پاک وحلال ہیں لیکن پالتو حلال گوشت جانور جیسے بھیڑ، پالتو پرندے اور حلال گوشت وحشی جانور جوتربیت کرنے کی وجہ سے پالتو ہو گئے شکار کے ذریعہ پاک وحلال نہیں ہوں گے.

مسئلہ ٦٩٢. وحشی حلال گوشت جانور اس صورت میں شکار کرنے کی وجہ سے پاک وحلال ہوں گے کہ جب وہ بھاگ سکیں یا اڑ سکیں لہذا ہرن کا وہ بچہ جو بھاگ نہیں سکتا اور"کبک " کا وہ بچہ جو اڑ نہیں سکتا شکار کرنے کے ذریعہ حلال نہ ہوگا اور اگر کوئی ہرن اور اس کا بچہ جو بھاگ نہیں سکتا اس کا تیر سے شکار کرے تو ہرن حلال اور اس کا بچہ حرام ہے.

### جانور کو ذبح کرنے کاطریقہ

مسئلہ ٦٩٣. جانور کوذبح کرنے کاطریقہ یہ ہے کہ اس کی گردن کی چار بڑی رگوں کو گلے کے نیچے ابھار سے پوری طرح کاٹ دیں اور اگر صرف انھیں پھاڑ دیں تو کافی نہیں ہے.

## جانور کو ذبح کرنے کے شرائط

مسئلہ ٦٩٤. جانور کو ذبح کرنے کی پانچ شرطیں ہیں:
١. جو جانور کو ذبح کر رہا ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت اسے معاند کافر نہیں ہونا چاہئے اور وہ اہل بیت پیغمبر کے ساتھ دشمنی کا اظہار بھی نہ کرے اگر مسلمان کا بچہ ممیز ہو یعنی اچھے اور برے کی تمیز رکھتا ہو تو وہ ذبح کر سکتا ہے.
٢. حیوان کو جس چیز سے ذبح کریں وہ لوہے کی ہو چنانچہ لوہے(کا وسیلہ)نہ ملے اور اگر اس وقت اسے ذبح نہ کیا جائے تو مرجائے گا تو کوئی بھی ایسی تیز چیز جو اسکی چار رگوں کو کاٹ دے جیسے (شیشہ اور تیز پتھر) تو اس سے ذبح کیا جا

سکتا ہے بلکہ اگر آہن اختیار میں نہ ہو اور اضطرار کی حد تک بھی نہ پہنچے تو جانوروں کو ان سے یا اسٹیل کے (وسائل) سے ذبح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے.
۳. ذبح کرنے کے وقت حیوان کے بدن کا اگلا حصہ رو بہ قبلہ ہونا چاہئے اور جس کو علم ہے کہ روبہ قبلہ ذبح کرنا چاہئے اور عمداً حیوان کو روبہ قبلہ نہ کرے تو وہ حرام ہو جاتا ہے لیکن اگر بھول جائے یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا قبلہ میں اشتباہ کرے یا اسے علم نہ ہو کہ قبلہ کس طرف ہے یا جانور کو روبہ قبلہ نہ کر سکے تو کوئی حرج نہیں ہے.
٤. جس وقت جانور کو ذبح کرنا چاہے یا اس کے گلے پر چاقو رکھے تو ذبح کرنے کی نیت سے خدا کا نام لے اور صرف بسم اللہ کہہ دے تو کافی ہے اور اگر ذبح کرنے کی نیت کے بغیر خدا کا نام لے تو وہ جانور پاک نہ ہو گا اس کا گوشت حرام ہے لیکن اگر بھول کی وجہ سے خدا کا نام نہ لے تو کوئی حرج نہیں ہے.
٥.جانور ذبح کرنے کے بعد کوئی حرکت کرے، چاہے وہ آنکھوں کو حرکت دے یا دم ہلائے یا اپنا پیر زمین پر مارے جس سے پتہ چلے کہ وہ زندہ تھا.

سوال ٦٩٥. اگر ایک بٹن کو دبانے کے ذریعہ ایک لحظہ میں دسیوں بھیڑ، گائے یا مرغ کو ذبح کیا جائے تو کیا صرف ایک مرتبہ کہنابسم اللہ کافی ہے یا نہیں؟
جواب: اس صورت میں جب ان کے ذبح کرنے میں اتصال ہو اور طول نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے وگرنہ اسے برابر بسم اللہ پڑھنا ہو گا تاکہ سبھی بسم اللہ کے ساتھ ذبح ہوں.

سوال ٦٩٦. مرغ جیسے جانور کو مشین کے ذریعہ ذبح کرنا شرعاً کیسا ہے؟یہ بھی پیش نظر رہے کہ مشین کبھی جانور کوپشت بہ قبلہ اور کبھی ایک لحظہ میں کئی جانور کا سر کٹ جاتا ہے اور کبھی سر معین جگہ سے نیچے یا اوپر کٹ جاتا ہے؟
جواب: تزکیہ کے شرائط کی رعایت جہاں بھی ہوگی حلال ہونے اور تزکیہ کا باعث ہے اور اس حکم میں مشین اور غیر مشین میں کوئی فرق نہیں ہے اور کئی جانوروں کو ایک وقت میں مشین سے ذبح کرنا حرمت کا باعث نہیں ہے چونکہ تزکیہ میں شرط نہیں ہے کہ جانور تنہا تزکیہ ہوں اور اوپر یا نیچے کاٹے جانے کے متعلق اگر اطمینان یا یقین حاصل ہو جائے کہ چاروں رگیں نیچے سے کٹ گئی ہیں تو حلال ہے وگرنہ حرام ہے ناگفتہ نہ رہ جائے کہ مسلمانوں کے بازار ان کے خرید وفروخت کے مراکز اور اسی طرح ان کا ہاتھ تزکیہ کے لئے حجت ہے اور جوچیز وہاں فروخت ہو رہی ہے اور موجود ہے اسے شک کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہئے.

سوال ٦٩٧. اسٹیل کے چاقو سے جانور کو ذبح کرنے کا کیا حکم ہے؟
جواب: لوہا نہ ہونے کی وجہ سے اسٹیل کے چاقو سے ذبح کرنا ظاہراً کافی ہے گرچہ اسٹیل لوہا نہیں ہے لیکن لوہا موجود ہونے کی صورت میں ذبح کا صادق آنا لوہے کے صادق آنے سے مشروط ہے اور عرفاً وظاہراً مقناطیس اگر اسے پکڑ لے تو لوگ اسے لوہا کہتے ہیں.

سوال ٦٩٨. اگر چھوٹے جانور اور پرندوں کو ذبح کرنے کے بجائے ان کے سر کو ہاتھ سے جدا کردے توکیا حکم ہے؟
جواب: اگر جانور حتی پرندہ جیسے گوریا وغیرہ کے سر کو جدا کردے تو حرام اور نجس ہے.

سوال ٦٩٩. کیا اہل کتاب کا ذبیحہ پاک ہے؟اور کیا اس کا کھانا جائز ہے؟
جواب: اُن کا ذبیحہ حرام ہے اور اُس کا کھانا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ معلوم ہو جائے کہ اُن کا ذبیحہ بسم اللہ اور تسمیہ کے ساتھ تھا. اس سلسلے میں اہل کتاب اور دوسرے غیر مسلمانوں اور کفار میں کوئی فرق نہیں ہے. جیسا کہ قرآن اور اہل بیت اطہار کی روایا ت سے استفادہ ہوتا ہے کہ اُن کے ذبائح میں حلیت کا معیار ذبح اور تسمیّہ ہے. اگر چہ اُن کے ذبیحہ کے بارے میں احتیاط کرنی بہتر ہے.

## اونٹ کے نحر کرنے کا طریقہ

مسئلہ ٧٠٠. اگر اونٹ کو ذبح کرنا چاہیں اس کی جان نکلنے کے بعد وہ پاک وحلال ہو جائے تو پانچ شرطیں جو حیوان کو ذبح کرنے کے لئے بیان ہوئی ہیں ان کے پائے جانے کے ساتھ چاقو یا کوئی دوسری چیز جو لوہے کی ہو اورکاٹ سکتی ہو اسے اونٹ کے سینہ اور گردن کے بیچ نشیبی جگہ میں گھونپ دیا جائے.

مسئلہ ٧٠١. اگر اونٹ کے سینہ اور گردن کے درمیان نشیبی جگہ پر چاقو گھونپنے کے بجائے اس کو ذبح کر دیں اور گائے بھیڑ وغیرہ کو سینہ وگردن کے درمیان نشیبی حصہ میں چاقو گھونپ دیں تو ان کا گوشت حرام اور ان کا بدن نجس ہے لیکن اگر اونٹ کی چاروں رگ کاٹ دیں اور اس کے زندہ رہنے تک جو طریقہ بتایا گیا ہے یعنی سینہ وگردن کے نشیبی حصہ میں چاقو گھونپ دیا جائے تو اس کا گوشت حلال اور بدن پاک ہے نیز اگر گائے یا بھیڑ کو نحر کیاگیا ہو اور ان کے زندہ رہنے کے اندر انھیں ذبح کر دیا جائے تو حلال اور پاک ہیں.

## اسلحہ سے شکار کرنے کے احکام

مسئلہ ۷۰۲. اگرحلال گوشت وحشی جانور کو اسلحہ سے شکار کریں تو پانچ شرطوں کے ساتھ حلال اور اس کا بدن پاک ہے:
۱. شکار کا اسلحہ چاقو اور تلوار کی طرح کاٹنے والا ہو یا نیزہ اورتیرکی طرح تیز ہو اور تیز ہونے کی وجہ سے حیوان کے بدن کو پارہ کر دیا اگر جال کے ذریعے یا لکڑی سے یا پتھر وغیرہ کے ذریعہ کسی جانور کا شکار کریں تو پاک نہ ہو گا اور اسے کھانا بھی حرام ہے اور اگر کسی جانور کا بندوق سے شکار کریں جو حیوان کے بدن میں داخل ہوجائے اور اسے پارہ کردے تو پاک وحلال ہے.
۲. جو حیوان کا شکار کررہا ہے خواہ مرد ہو یا عورت اُسے معاند کافر نہیں ہونا چاہیے اور وہ اہل بیت پیغمبر سے دشمنی کا اظہار بھی نہ کرتا ہو یعنی ناصبی نہ ہو. بچہ اگر ممیز ہو یعنی اچھے اور برے کو سمجھتا ہو تو وہ حیوان کو شکار کر سکتا ہے اور وہ حیوان حلال ہو گا.
۳. اسلحہ کا استعمال حیوان کو شکار کرنے کے لئے کرے اور اگرمثلاً کسی اور جگہ کا نشانہ لے اور اتفاقاً کسی جانور کو مار دے تو وہ پاک نہیں ہے اور اس کا کھانا حرام ہے.
٤. اسلحہ کا استعمال کرتے وقت خدا کا نام لے چنانچہ عمداً خدا کانام نہ لے تو شکار حلال نہ ہو گا لیکن اگر بھول جائے تو کوئی حرج نہیں ہے.
٥.اس وقت حیوان کے پاس پہنچے کہ وہ مر چکا ہو یا اگر زندہ ہے تو ذبح کرنے کے برابر وقت نہ ہو اور اگر اتنا وقت نہ ہوکہ ذبح کیا جاسکے اسے ذبح نہ کرے اور وہ مر جائے تو حرام ہے.

## مچھلی کاشکار

مسئلہ ۷۰۳. اگر چھلکے والی مچھلی کو پانی سے زندہ پکڑ لیں اور وہ پانی کے باہر جان دے تو پاک اوراس کا کھانا حلال ہے چنانچہ پانی میں مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور بغیر چھلکے کی مچھلی کو اگرچہ پانی سے زندہ پکڑ یں اور وہ پانی کے باہر مر ے تو حرام ہے.

مسئلہ ۷۰٤. اگر مچھلی پانی کے باہر گر جائے یا موج اسے پانی کے باہر ڈال دے یا پانی نیچے چلا جائے اور مچھلی خشکی میں رہ جائے اور انسان جانتا ہو کہ وہ مچھلی پانی سے زندہ باہر گری ہے تو اس کا کھانا حلال ہے.

مسئلہ ۷۰٥. زندہ مچھلی کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے.

سوال ۷۰٦. کچھ شکارچیوں کا بیان ہے کہ دریا میں ایسے جال سے شکار کرتے ہیں کہ جو اس میں نصب کر دیئے گئے ہیں اور شکار کی ہوئی مچھلی پانی میں مر جاتی ہے سوال یہ ہے کہ مچھلی حلال ہے یا حرام؟ اور اس عمل کا حکم کیا ہے؟
جواب: اگر زندہ مچھلی کاشکار کیا جائے اور وہ جال وغیرہ میں پھنس جائے تو حلال ہے چاہے اس کے بعد پانی میں ہی کیوں نہ مر جائے چونکہ زندہ مچھلی کا شکار ظاہراً اس کا تزکیہ ہے.

سوال ۷۰۷. اگر مسلمان دیکھے کہ مچھلی کو کافر نے پانی سے زندہ باہر نکالا ہے یا دیکھے دریا کی موج مچھلی کو خشکی پر چھوڑ جائے تو کیا حلال ہے یا نہیں؟
جواب: اگر وہ جانتا ہو کہ کافر نے مچھلی کا پانی سے زندہ باہر نکالا ہے تو وہ تزکیہ کے حکم میں ہے اور مسلمان کا دیکھنا اسے زندہ نکالنے کے متعلق معلوم ہونے والے راستوں میں سے ایک ہے جو موضوعیت نہیں رکھتا جیسا کہ مچھلی کے تزکیہ میں نہ تسمیہ شرط ہے اور نہ اسلام بلکہ باخذہ من الماء حیاً پانی سے زندہ نکالنا کافی ہوتا ہے اور وہاں دریا کی موج کے متعلق اگر اسے زندہ پکڑ لیں تو پاک ہے چونکہ زندہ پکڑی گئی ہے لیکن اگر اس کے مرنے کے بعد اسے پائیں تو پاک نہیں ہ

## کھانے پینے والی چیزوں کے احکام

مسئلہ ۷۰۸. ایسے پرندہ کا گوشت کھانا جو شاہین کی طرح پنچہ رکھتا ہو حرام ہے اور بدبد وپرستو کا گوشت کھانا مکروہ ہے.

مسئلہ ۷۰۹. حلا ل گوشت جانور میں چودہ چیزیں حرام ہیں:
0 . خون
1 . ۲. فضلہ(پیشاب پاخانہ)
2 . ۳. آلہ تناسل
3 . ٤. فرج(مادہ کے پیشاب کامقام)
٤.بچہ دانی
0 . ٦. غدود
1 . ۷. دونوں بیضہ

2. ۸. وہ چیز جو مغز میں چنے کی طرح ہوتی ہی
0. حرام مغز جوریڑھ کی ہڈی میں ہوتا ہے
1. ۱۰.وہ پٹھے جوریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ہوتے ہیں
2. ۱۱. پتہ
3. ۱۲.مثانہ
4. ۱۳.آنکھوں کا ڈھیلا

مسئلہ ۷۱۰. سیدالشہداء امام حسین علیہ السلام کی تربت کو خاک شفا کی غرض سے تھوڑا سا کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح داغستان اور ارمنی کی گیلی مٹی کا علاج کی غرض سے کھانا جبکہ علاج اسی صورت میں ممکن ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۱۱. اس چیز کا کھانا جو انسان کے لئے مضر ہو حرام ہے۔

مسئلہ۷۱۲. وہ دسترخوان جس پر شراب پی جا رہی ہو اگر انسان انہیں میں سے ایک شمار ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس پر نہیں بیٹھنا چاہئے او اس دسترخوان سے کوئی چیز کھانا حرام ہے۔

سوال ۷۱۳. دریائی جانوروں کی بہت سی قسمیں ہیں اس کے پیش نظر ان کی کونسی قسم حلال گوشت ہے اور کونسی قسم حرام گوشت ہے؟
جواب: چھلکا نہ رکھنے والی مچھلیاں اور وہ دریائی جانور حرام ہیں کہ جن سے شباہت رکھنے والے یا ان کے ہمنام خشکی کے جانور حرام ہیں اور بقیہ بالخصوص وہ جانور کہ جن کی کھال چھلکے سے شباہت رکھتی ہے یا اس کی طرح کی خشکی پر رہنے والا جانور حلال ہے تو اس کی حرمت کاحکم نہیں دیا جا سکتا ہے بلکہ قاعدہ واصل حلیت کے مطابق حلال ہیں اور مسئلہ بھی اجتہاد کی جگہ رکھتا ہے اور دعووں کی شہرت اسی طرح اس کے برعکس اعتماد کرنے کی نفی مشکل بلکہ ممنوع ہے۔

سوال ۷۱٤. خرگوش کے گوشت کا کیاحکم ہے؟ کیا اس پرحرمت کاحکم ہے یا حلیت کا اورحرام ہونے کی صورت میں اگر اس میں علاج کی خاصیت ہو تو کیا ضرورت کے برابر اور پیر درد کے ختم ہونے کے لئے بالخصوص بوڑھوں کے لئے عام عقیدہ کے مطابق استفادہ کیا جا سکتا ہے؟
جواب: خرگوش کا گوشت کھانا حرام ہے اور اس کا استعمال نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر ڈاکٹر تشخیص دے کہ اس درد کی دوا صرف اس میں منحصر ہے تو ضرورت کے برابر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال ۷۱۵. وہ گوشت جو اسلامی جمہوریہ ایران کی حکومت کے ذریعہ ملک میں وارد ہوتا ہے اوربکتا ہے کیا اس کے شرعی طریقہ سے ذبح ہونے کے متعلق تحقیق کرنے کی ضرورت ہے یا صرف یہ کہ چونکہ اسے حکومت نے در آمد کیا ہے کافی ہے اور اس کا کھانا حلال ہے؟
جواب: تحقیق ضروری نہیں ہے اور اسکا کھانا حلال ہے جس طرح چھلکے والی مچھلیاں جو مسلمانوں کے بازار میں بکتی ہیں پاک اور حلال ہونے کے حکم میں ہیں اور اگر شک ہوکہ مچھلی چھلکے والی ہے جو کہ حلال ہے یا بغیر چھلکے کی ہے جو کہ حرام ہے اور وہ تشخیص نہ دے سکے کہ وہ کونسی مچھلی ہے تو برائت اور اصل حلیت کے حکم کی بنا پر حلال ہے ہاں ہر طرح کے گوشت میں جب اس کی حلیت میں شک ہو تو اس کی حلیت کا باعث نہیں ہوتا اور قاعدہ کے تقاضہ کی بنا پر یا اصل عدم تزکیہ کی بنا پر حرمت کے حکم میں ہے۔

## نذروعہد کے احکام

مسئلہ ۷۱٦. نذر یہ ہے کہ انسان کسی کار خیر کو خدا کے لئے انجام دینے کو اپنے اوپر لازم کر لے یا کوئی ایسا کام جس کو انجام نہ دینا بہتر ہے خدا کے لئے ترک کر دے۔

مسئلہ ۷۱۷. نذر میں صیغہ پڑھا جانا چاہئے اور ضروری نہیں ہے کہ اسے عربی میں پڑھیں لہذا اگر کوئی کہے اگر میں اچھا ہو گیا خدا کے لئے مجھ پرفرض ہے کہ فقیر کو دس روپے دوں تو اس کی نذر صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۱۸. نذر کرنے والا بالغ وعاقل ہو اپنے اختیار وقصد سے نذر کرے لہذا اگر کسی کو کوئی نذر کرنے کے لئے مجبور کرے یا غصہ کی وجہ سے بے اختیار نذر کر لے تو صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۱۹. اگر عورت کی نذر شوہر کی اجازت کے بغیر ہو اور شوہر کے واجب حقوق کے مانع ہو مثلاًحق استمتاع کہ جو معمول کے مطابق ہوتا ہے تو باطل ہے۔

مسئلہ ۷۲۰. جب بھی عورت نذر کرے اور اس کی نذر صحیح (بھی ) ہو تو شوہر کو حق حاصل نہیں کہ اس کی نذر کو توڑے یا اسے، اس نذر پر عمل کرنے سے منع کرے.

مسئلہ ۷۲۱. انسان ایسے کام کی نذر کر سکتا ہے کہ جس کا انجام دینا اسکے لئے ممکن ہو لہذا جو پیدل کربلا نہیں جا سکتا اگر نذر کرے کہ وہ پیدل کربلا جائے تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے.

مسئلہ ۷۲۲. اگر انسان کسی حرام یا مکروہ فعل کو انجام دینے کے لئے نذر کرے یا واجب ومستحب امر کو ترک کرنے کے لئے نذر کرے تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے.

مسئلہ ۷۲۳. اگر کوئی آئمہ علیہم السلام میں سے کسی کے حرم کے لئے یا امامزادوں کے حرم کے لئے کوئی چیز نذر کرے تو اسے چاہئے کہ اس پیسہ کو حرم کے استعمال میں لائے مثلاً فرش، پردہ، روشنی وغیرہ اس سے فراہم کر دے اور اگر امام یا امامزادہ کے لئے نذر کرے تو ان خدام کودے سکتا ہے جو خدمت میں مشغول ہیں اسی طر ح اسے حرم کے تمام مصارف میں استعمال کر سکتا ہے یا تمام کارخیر میں اس قصد سے کہ اس کا ثواب جس کی نذر کی ہے اسے پہنچے.

سوال ۷۲۴. ایک عورت کی لڑکی بیمار ہوئی اس نے نذر کی کہ اگر میری لڑکی صحیح ہو گئی تو میرا آدھا مہر حضرت ابوالفضل علیہ السلام کے لئے ہو گا اور اس نے نذر شرعی صیغہ کے ساتھ انجام دی کیا اس کی نذر درست ہے؟
جواب: غیر کے لئے نذر ہے اس لئے اُس کا پورا کرنا ضروری نہیں. البتہ اگر لڑکی خود اس کو انجام دینا چاہے تو کوئی حرج نہیں لیکن ضروری نہیں.

سوال ۷۲۵. جو نذر میں کہتے ہیں"پروردگار ا اگر ہمارا مریض اچھا ہو گیا تو میں فلاں عمل انجام دوں گا یا کہتے ہیں یا اباالفضل !اگر میری حاجت پوری کر دی تو فلاں چیز آپ کی نذر ہے، کیا اسی قسم کی نذر لازم الوفا ہیں؟
جواب: جہاں تک ممکن ہے عمل کرے اور خلاف ورزی نہ کرنا چاہئے گرچہ شرعی نذر کفارہ کا باعث ہے اسے اسی طرح انجام دیا جانا چاہئے کہ جیسا کہ توضیح المسائل میں بیان ہوا ہے.

سوال ۷۲۶. ایک شخص نے نذر کی کہ وہ معین رقم کو معین دن میں کسی کارخیر میں صرف کرے گا اور معین دن میں انجام نہ دے سکا تو کیا جب بھی ممکن ہو انجام دے؟
جواب: ضروری نہیں ہے کہ بعد میں انجام دے لیکن اگر انجام دے تو احوط ہے.

سوال ۷۲۷. اگر نذر کرنے والے کو نذر ترک کرنے کے کفارہ کے وجوب کا پتہ نہیں تھا نیز اس کا احتمال بھی نہ دے اور مسئلہ سے بالکل جاہل ہو تو کیا حکم ہے؟ کیا قاصر اور مقصر ہونا حکم میں اثر رکھتا ہے؟
جواب: احکام وضعیہ سے جاہل ہونا عذر نہیں ہے اور کفارہ لازم ہے.

سوال ۷۲۸. کیا موقت عقد(متعہ)میں عورت کی نذر شوہر کی اجازت کے ساتھ مشروط ہے یا نہیں؟
جواب: غیر دائمی بیوی کی نذر میں شوہر کی اجازت شرط نہیں ہے البتہ اگر شوہر کے واجب حقوق کے مانع نہ ہو تو دائمی بیوی میں بھی شوہر کی اجازت ضروری نہیں.

## قسم کھانے کے احکام

مسئلہ ۷۲۹. اگر کوئی کسی کام کو انجام دینے یا نہ دینے کے لئے قسم کھائے مثلاً قسم کھائے کہ روزہ رکھے گا یا سگریٹ وغیر ہ نہ پئے گا چنانچہ عمداً مخالفت کرے تو اسے کفارہ دینا چاہئے یعنی ایک غلام آزاد یا دس فقیر کو کھانا کھلائے یا انھیں کپڑا پہنائے اور اگر ان سب کو انجام نہ دے سکے تو اس کو تین دن روزہ رکھنا چاہیے اور بنا بر احتیاط واجب یہ تین روزے پے درپے ہونے چاہیں.

مسئلہ ۷۳۰. قسم کی چند شرطیں ہیں:
۱. جو قسم کھا رہا ہے اسے بالغ وعاقل ہونا چاہئے اور اگر اپنے مال کے متعلق قسم کھائے تو بالغ ہونے کی حالت میں دیوانہ نہ ہو اور اختیار وقصد کے ساتھ قسم کھائے لہذا بچہ، دیوانہ مست اور جس کو مجبور کیا گیا ہو اس کا قسم کھانا صحیح نہیں ہے اور یہی حکم اس وقت بھی ہے جب غصہ کی حالت میں قصد کے بغیر قسم کھائے.
۲. جس کام کا انجام دینے کیلئے قسم کھائے اسے حرام ومکروہ نہ ہونا چاہئے اور جس کام کو انجام نہ دینے کے لئے قسم کھائے اسے واجب یا مستحب نہ ہونا چاہئے اگر کسی مباح کام کو انجام دینے کے لئے قسم کھائے تو لوگوں کی نظر میں اس کا ترک کرنا اس کو انجام دینے سے بہتر نہ ہونا چاہئے نیز اگر قسم کھائے کہ کسی مباح کام کو انجام نہ دے گا تو لوگوں کی نظر میں اس کا انجام دینا اس کے ترک کرنے سے بہتر نہ ہو.

۳. خداوند عالم کے اسماء میں سے کسی ایک ایسے اسم کے ساتھ قسم کھائے کہ جو سوائے اس کی مقدس ذات کے اورکہیں استعمال نہ کیا جاتا ہو جیسے"خدا"، "اللہ"نیزاگر کسی ایسے نام سے قسم کھائے جوخدا کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہو لیکن اس درجہ خدا کے لئے استعمال ہوتا ہو کہ جیسے ہی کوئی استعمال کرے تو ذات خدا کا تبادر ہو جیسے خالق، رازق تو اس کی قسم صحیح ہے بلکہ اگر کسی ایسے لفظ
سے قسم کھائے کہ جس سے بغیر قرینہ کے ذات خدا کا تبادر نہ ہو لیکن وہ خدا کا قصد کرے تو احتیاط کا تقاضا یہ کہ اس قسم پر عمل کرے بلکہ عمل کا ضروری ہونا قوت سے خالی نہیں.
٤. قسم کو چاہئے کہ زبان پر لائے اگر لکھ دے یا اپنے دل میں قصد کرے تو صحیح نہیں ہے لیکن اگر گونگا آدمی اشارہ سے قسم کھائے تو صحیح ہے.
٥. قسم پرعمل کرنا اس کے لئے ممکن ہو اگر جس وقت وہ قسم کھا رہا ہو پھر وہ آخری وقت جو اس نے قسم کیلئے معین کیا ہے اس میں وہ معذور ہو جائے یا اس کے لئے مشقت کا باعث ہو تو اس کی قسم جس وقت سے و ہ عاجز ہوا ہے ٹوٹ جائے گا ناگفتہ نہ رہ جائے کہ بطور معمول اپنی سچائی یا فعل کی صداقت کے لئے جوقسمیں کھائی جاتی ہیں اگر جھوٹ ہو تو حرام اور گناہ ہے اور روایت میں وارد ہوا ہے کہ جوشخص خدا کی قسم کھائے تو خدا اس سے فرماتا ہے مجھ سے کمزور کوئی اور تجھے نہ ملا جو اسکی قسم کھاتا اور اگر سچ ہو مکروہ اور ناپسند ہے ہاں حق کو ثابت کرنے کے لئے یا ظلم کو دفع کرنے کے لئے جھوٹی قسم کھانے کا صرف ایک راستہ رہ گیا ہو توجائز ہے بہرحال قسم نہ کھانا ہر صورت میں مطلوب ہے.

## ہبہ کے احکام

سوال ۷۳۱. اگر کوئی باپ اپنا پورا مال اپنے دو بیٹوں کو ہبہ کر دے اور ان میں سے کوئی ایک بیٹا غائب ہو اور موجود بیٹا اور غائب بیٹے کی ماں غائب بیٹے کی نیابت میں فضولتاً لے لیں اور غائب بیٹے کی اجازت سے پہلے باپ انتقال کر جائے اور اس کے بعدوہ لینے کے لئے اجازت دے تو کیا یہ ہبہ صحیح ہے؟
جواب: سوال میں جو فرض کیا گیا ہے کہ غائب کی نسبت ہبہ باطل ہے چونکہ اس کا لے لینا اس کے باپ کی زندگی کے زمانہ میں نہیں ہوا ہے.

سوال ۷۳۲. اگر کوئی شخص کسی ملکِ کو اپنی بیوی کے قبالہ میں مہر کے بطور دیدے اور کئی سال گزر جانے کے بعد کہے میں اس کام سے پشیمان ہوں تو کیا اس کی پشیمانی کا کوئی فائدہ ہے یا نہیں؟
جواب: اگرمال کو اپنی بیوی کا مہریہ قرار دیا ہے تو واپس لینے کا حق نہیں رکھتا لیکن اگر خود اپنی بیوی کو بخشا ہے تو اگر بطور رحم نہ ہو تو جب تک عین باقی ہے واپسی کا حق رکھتا ہے.

سوال ۷۳۳. ایک عورت کا شوہر عقد ازدواج کے تھوڑے عرصے بعد اسے طلاق دے دیتا ہے عقد کے زمانے میں وہ اپنی بیوی کو کچھ تحائف دیتا ہے کیا وہ ان تحائف کو واپس لینے کا مطالبہ کر سکتا ہے یا نہیں؟اوراگر اس نے ایسا مطالبہ کیا تو لڑکی کا باپ، نصف مہر کا مطالبہ کرسکتا ہے یا نہیں؟
جواب: چونکہ عقد کے زمانے میں بیوی کو دیئے گئے تحائف بظاہر زوجہ کو ہبہ کیئے گئے تھے اور شوہر کا زوجہ کو ہبہ کرنا یا اس کے برعکس(بیوی کا شوہر کوہبہ کرنا)رحم کو ہبہ کرنے کے حکم میں آتا ہے اور قابل واپسی نہیں، خواہ طلاق سے پہلے مطالبہ کرے یا بعد از طلاق.

## احکام وقف

مسئلہ ۷۳٤. اگر ایک شخص کوئی چیز وقف کرے تو وہ اس کی ملک سے خارج ہو جاتی ہے اور خواہ وہ اور دوسرے اسے نہ کسی کو بخش سکتے ہیں اور نہ ہی بیچ سکتے ہیں اور کوئی دوسرا اسے میراث میں نہیں پا سکتا لیکن بعض جگھوں پر جو توضیح المسائل میں بیان کیا گیا ہے، بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے.

مسئلہ ۷۳٥. ضروری نہیں ہے کہ وقف کا صیغہ عربی میں پڑھا جائے بلکہ مثلاً اگر کوئی کہی:"میں نے اپنا گھر وقف کر دیا "تو وقف صحیح ہے اور قبول کرنے کا بھی محتاج نہیں ہے حتی خاص وقف میں بھی ضرورت نہیں ہے.

مسئلہ ۷۳٦. جو کوئی مال وقف کراتا ہے اسے چاہئے ہمیشہ کے لئے وقف کرے لہذا اگر کہے مثلاً ہم نے اس مال کو دس سال تک وقف کر دیا اور اس کے بعد وقف نہیں ہے یا مثلاً کہے یہ مال دس سال تک وقف رہے اور اس کے بعد پانچ سال تک وقف نہ رہے اور پھر دوبارہ وقف ہو جائے تو باطل ہے لیکن وقف حبس میں تبدیل ہو جاتا ہے یعنی یہ کہ واقف جن لوگوں کے لئے وقف کیا گیا ہے ان کے مفاد کے برخلاف تصرفات نہیں کر سکتا.

مسئلہ ۷۳۷. ضروری نہیں کہ وقف صیغۂ وقف پڑھتے وقت ہو بنابریں اگر کوئی کہے کہ "یہ ما ل میرے مرنے کے بعد وقف ہے "تو وقف صحیح ہے. لیکن قبضہ حاصل نہیں ہوا اس لئے ورثہ وقف کو ختم کر سکتے ہیں.

مسئلہ ۷۳۸. اگر کسی مسجد کو وقف کریں اور جب واقف حوالہ کرنے کی نیت سے اجازت دے کہ اس مسجد میں نماز پڑھیں تو جیسے ہی اس میں ایک آدمی نماز پڑھے وقف صحیح ہو جائے گا.

مسئلہ ۷۳۹. اگر وقف کی گئی ملک خراب ہو جائے تو وقف ہونے سے خارج نہ ہوگی.

مسئلہ ۷۴۰. جس فرش کو امام باڑہ کے لئے وقف کیا گیا ہو اس کو نماز کے لئے مسجد نہیں لے جایا سکتا چاہے وہ مسجد امام باڑہ کے قریب ہو.

سوال ۷۴۱. ایک خیرات کرنے والے شخص نے شہر کاشان کے راوند نامی قصبہ میں ایک زمین کو
امام بارگاہ کے لئے وقف کیا اور اس وقت بڑھتی ہوئی آبادی کے برخلاف اس جگہ وہاں کوئی ہسپتال نہیں ہے اس امام بارگاہ کی انتظامیہ کمیٹی اس زمین پر تین منزلہ عمارت بنانا چاہتی ہے اور تہہ خانہ کو ہسپتال گراونڈ فلور کو امام بارگاہ اور پہلی منزل کو لائبریری بنانا چاہتا ہے اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟
جواب: متعدد طبقہ بنانا مختلف استعمال کی غرض سے اس زمین پر جو امام بارگاہ کے لئے وقف ہوئی ہے اگر کسی ایسی صورت میں بنایا گیا ہو جو عزاداری اور مجلسوں کے لئے یا عزاداری کے دیگر امور کے لئے مزاحمت کے باعث نہ ہو تو جائز ہے لیکن کاغذات، اسناد، زبانوں اور بورڈ پر اور. . . سبھی منزلوں پر امام بارگاہ کے عنوان کا اضافہ ہونا چاہئے اس طرح کہ مثلاً ہسپتال والے طبقہ کو کہا جائے امام بارگاہ ہسپتال.

سوال ۷۴۲. ایک مذہبی کیمٹی کے ارکان نے ایک دوسرے کی شراکت سے ۸۰. میٹر کی مساحت کاایک گھر خریدا تا کہ ماہ مبارک رمضان، ایام عاشورا اور شب جمعہ میں اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے. ایک مدت کے بعد جگہ کی تنگی کی وجہ سے امام بارگاہ کو گرا دیا گیا اور اس پرچند منزلہ عمارت بنا دی گئی اور اب اس کے ارکان کی زیادتی کی وجہ سے جگہ میں پھر تنگی محسوس ہو رہی ہیہ پیش نظر
رہے کہ ۹۵ فیصد ارکان فروخت کرنے کے موافق ہیں اورچند ارکان جو پہلے سے رکن تھے وہ انتقال کرچکے ہیں تو کیا اس عمارت کو بیچ کر اس سے بڑی عمارت امام بارگاہ کے طور پر خریدی جا سکتی ہے؟
جواب: اگر امام بارگاہ کے لئے وقف کر دیا تھا تو بیچنا جائز نہیں ہے لیکن اگر وقف نہ کیا ہو اور ارکان کی ذاتی ملکیت ہو تو اس صورت میں کہ اس کے مالک تمام ارکان اگر اس کے بیچنے کے لئے راضی ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے.

سوال ۷۴۳. الف. اگر کوئی ہیٹر مسجد کے لئے وقف کیا گیا ہو اور وقت کے گزرنے کے ساتھ
کچھ وجوہات کی بنا پر وہ مسجد کو پوری طرح گرم کرنے کے لئے کافی نہ ہو تو کیا اسے بیچ کر اس میں کچھ پیسے اور ملا کر کوئی دوسرا مناسب ہیٹر مسجد کے لئے خریدا جا سکتا ہے؟اگر ہو سکتا ہے تو اس کی کیا صورت ہونی چاہئے؟
ب. چنانچہ ایک شخص نے ایک فرش مسجد کے لئے وقف کیا اور اس وقت مسجد کی صورتحال کے پیش نظر اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا تو کیا اس کو اس سے بہتر میں تبدیل کیا جا سکتا ہی؟یا پھر اسے کسی دوسری مسجد کے حوالہ کر دینا چاہئے؟
جواب: سوال میں "الف اورب"کی جو صورت فرض کی گئی ہے امام جماعت کی رائے کے ساتھ اسے اس سے بہتر میں تبدیل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے.

سوال ۷۴۴. ایک موقوفہ ملک جو ساٹھ سال پرانی ہے اور خراب ہو رہی ہے اور اس ملک کو بربادی سے بچانے کے لئے طے یہ ہوا کہ خود اس ملک کو پگڑی کی صورت میں بیچ دیا جائے اور اس کی جگہ پر دوسری ملک کو خریدا جائے تا کہ محکمہ اوقاف کے زیر نگرانی اس کی درآمد کو کارخیر میں خرچ کیا جائے جبکہ طے یہ تھا کہ میت کی وصیت کے مطابق اس کی درآمد کوکار خیر میں خرچ کریں اورپشت درپشت اس کی نگرانی کریں لہذا آپ سے درخواست ہے کہ بیان فرمائیے کیا ہم اسے پگڑی پر دی گئی مخدوش عمارت کو ایک دوسرے مکان میں تبدیل کر سکتے ہیں تاکہ وقف ضائع ہونے سے روکا جا سکے اور میت کی وصیت پر بھی عمل کیا جا سکے یعنی اس کی درآمد کو کارخیر میں خرچ کیا جائے؟
جواب: کوئی حرج نہیں ہے چونکہ وقف شدہ ملکیت ختم ہونے اور اس کے وقف سے خارج ہونے کا باعث نہیں ہے اور پگڑی لینے کے ساتھ کرایہ ملتا رہے گالیکن پگڑی کا مصرف دوسری جگہ خریدنے کے لئے ظاہراً اس میں کوئی حرج نہیں ہے چونکہ ظاہراً پگڑی اس درآمد میں سے نہیں ہے جس کے لئے واقف نے نظر دی ہے، ناگفتہ نہ رہ جائے کہ وقف کے کاغذات مضبوط ہونا چاہئے
اوراس طرح کے تصرف میں اور دخل متولی کے زیر نظر ہونا چاہئے اور اگر متولی نہ ہو تو عادل مجتہد کی اجازت سے انجام پانا چاہئے.

سوال ۷۴۵. آپ کے حضور میں عرض ہے کہ بعض مقدس مقامات کے وقف ناموں میں، مکمل مرمت یا اس مقدس مقام کی عمارت کی تعمیر کا تذکرہ آیا ہے موجودہ حالات میں مذہبی مقامات کے دائرہ میں وسعت دینے کی غرض سے عمارتیں بڑی کر دی گئیں، شمع کی روشنی بجلی میں او ربوریا قالین میں تبدیل ہو گئی ہے ان ساری تبدیلیوں کے بعد کیا مقدس مقام کی عمارت کا لفظ اس مقدس آستانہ کے تمام مخارج پر موجودہ شرائط کے ساتھ صادق آئے گا؟یا صرف اس چھوٹی عمارت کو شامل ہے جو وقف نامہ کو مرتب کرتے وقت موجود تھی اور اکثر جگہوں پر اس عمارت کا کوئی پتہ نہیں ہے اور اس کی فیزیکل ترکیب تبدیل ہوچکی ہے؟آپ سے استدعا ہے اس ادارہ کی راہنمائی فرمائیئی؟

جواب: اگر نہ کہیں کہ عمارت اور تعمیر کرنا بطور مطلق ہے، تو بھی یہ عمارت کی تعمیر کو اپنے اندر شامل کرلیتی ہے بلکہ ہر اس عمل کوشامل کر لیتی ہے جو زائروں کو جذب کرنے اور ان کی کثرت کاباعث ہے(یہ معنوی طور پر آباد کرنا ہے)یا پھر واقف کی غرض دونوں کو اپنے اندر شامل کر لیتی ہے اور اغراض ظواہر الفاظ پر مقدم ہیں حد اقل اس لحاظ سے کہ وقف کی جگہ پر صرف وقف کا امکان نہیں ہے یا ضروری نہیں ہے، قاعدہ کے مطابق صرف مذکورہ جگہوں پر واقف کی غرض سے زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے کوئی حرج نہیں ہے، جائز ہے.

## وصیت کے احکام

مسئلہ ٧٤٦. وصیت یہ ہے کہ انسان درخواست کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے کچھ امور انجام دیئے جائیں مثلاً کہے اس کی موت کے بعد اس کے مال کا کچھ حصہ فلاں کی ملکیت ہو جائے یا اپنی اولاد کے لئے یا پھر جن کااختیار اس کے پاس ہے ان کے لئے سرپرست ونگران معین کرے اورجسے وصیت کرتے ہیں اس کووصی کہا جاتا ہی.

مسئلہ ٧٤٧. جووصیت کرنا چاہتا ہے وہ ایک ایسے اشارہ سے بھی وصیت کر سکتا ہے کہ جس سے اپنے مقصود کوسمجھا دے چاہے وہ گونگا بھی نہ ہو.

مسئلہ ٨٤٧. اگر میت کی مہر یا دستخط کے ساتھ کوئی نوشتہ (تحریر) نظر آجائے چنانچہ اس کے مقصود کوسمجھا دے اورمعلوم ہو کہ وصیت کرنے کے لئے لکھا ہے تو اس کے مطابق عمل کریں.

مسئلہ ٩٤٧. جس نے عمداً اپنے کوکوئی زخم پہنچایا ہو یا زہر کھایا ہو جس کے ذریعہ اس کے مرنے کا گمان یا یقین ہو جائے اگروصیت کرے کہ اس کے مال کا کچھ حصہ کسی مصرف میںدے دیں توصحیح نہیں ہی.

مسئلہ ٠٥٧. اگرانسان وصیت کرے کوئی چیز فلاں کودے دیں تواس صورت میںوہ شخص اس کا مالک ہوگا کہ جب اسے قبول کرے چاہے وصیت کرنے والے کی زندگی میں کیوں نہ ہو.

مسئلہ ١٥٧. وصی کو مسلمان، بالغ، عاقل اورموردِاطمینان ہونا چاہئی.

مسئلہ ٢٥٧. اگر کوئی وصیت کرے کہ اس کا ایک تہائی مال نہ بیچیں اوراس سے جو حاصل ہو اسے کسی جگہ خرچ کریں توچاہئے کہ اس کے کہنے کے مطابق عمل کیا جائی.

مسئلہ ٣٥٧. اگر کوئی ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ جس میں وہ مر جائے گا، کہے کہ وہ کسی کا کچھ مقروض ہے چنانچہ اس پر یہ الزام ہو کہ ورثاءکو نقصان پہنچانے کے لئے اس نے کہا ہے توچاہئے کہ
جتنا اس نے معین کیا ہے اس کو اس کے ایک تہائی مال سے ادا کریں اوراگر الزام نہ ہوتو اس کے اصل مال سے دیں.

سوال ٤٥٧. اگرایک شخص وصیت کرے کہ اس کو مرنے کے بعد کسی خاص جگہ دفن کریں مثلاً جائے ولادت پر دفن کرنے کے لئے وصیت کرے چنانچہ وصی کے لئے وصیت پرعمل کرنا مشکل نہ ہوتو وصیت کے خلاف وصی کے عمل کرنے کا کیا حکم ہی؟

جواب: مذکورہ فرض میں وصیت کے خلاف عمل کرنا حرام ہے اوروصی قانونی مراکز سے اجازت حاصل کرنے کے بعد قبر کوشگافتہ کرنے کاحق رکھتاہی.

سوال ٥٥٧. اگر کوئی وصیت کرے کہ اس کے مرنے کے بعد، اس کے اعضاءمیںسے کوئی ایک عضومثلاً آنکھ، پھیپھڑا یا قلب نکال لیں اورکسی ضرورتمند کو دے دیں، آیا ایسی وصیت صحیح اورنافذ ہی؟

جواب: ہاں!وصیت کرسکتا ہے کیونکہ وصیت ایک ایسے امر کے بارے میں ہے کہ جوجائز ہے لیکن احتیاطاً ورثاءکو بھی اجازت دینا چاہئی.

سوال ٦٥٧. جس نے اپنے وصیت نامہ میںدرج کیا ہے کہ اس کی زندگی میںاس کی بڑی لڑکی کے تمام حقوق اس کی شادی کے وقت دے دیئے جائیں تاکہ پھر ورثاءپر اس کا کوئی حق نہ ہو:

الف:اس صورت میں وصیت پرعمل کرنے کے لئے ورثاءکا وظیفہ کس طرح ہی؟

ب:ایسی وصیت شرعاً نافذ ہے یا نہیں؟

ج:مذکورہ فرد کا حصہ بقیہ ورثاءکی طرح پورے ترکہ سے اس کے حوالہ کیاجائے گا یا پھر اس کے ترکہ کے ایک تہائی مال سے ادا ہوگا؟

جواب: وصیت کرنے والے کے ایک تہائی مال میںاس کی وصیت نافذ ہے لیکن وہ شخص اپنے وارث کو اس کے ارث کے حصہ سے محروم نہیں کرسکتا وصی اورورثاءوصیت کرنے والے کے ایک
تہائی مال میں اس کی وصیت پر عمل کریں اوربڑی لڑکی کووصیت کرنے والے باپ کے ایک تہائی مال سے کوئی حق حاصل نہیں ہے لیکن بقیہ اموال میں اس کاحصہ ہی.

سوال ٧٥٧. کوئی ماں یا باپ وصیت کرتا ہے کہ اس کی موت کے بعد اس کی لڑکیاں لڑکوں کے برابر میراث پائیں تو کیایہ وصیت صحیح ہی؟

جواب: اگران کی میراث کااضافی حصہ اس کے مال کے ایک تہائی حصہ سے زیادہ نہ ہوتو اس کی وصیت پرعمل کریں اسی طرح اگر اس کی زندگی کے زمانہ میں بڑے ورثاءموجود ہوں اوروصیت نامہ پردستخط کردیں تونافذ ہے چونکہ وصیت جائز امر میں ہوتی ہیاں اگر وصیت میراث کے لئے ہے یعنی کوئی وصیت کرے کہ لڑکی کی میراث کتاب خدا کی نص کے خلاف لڑکے کے برابر دی جائے تو چونکہ اس طرح کی وصیت شریعت اورکتاب خدا کے خلاف ہے اس لئے نافذ نہیں ہی.

سوال ٨٥٧. اگروصیت کوانجام دینا وصی کے ذریعہ کسی ایسے عمل کا محتاج ہو کہ جس کی عرف میں اجرت ہو ا کرتی ہے اوروصی نے بھی مفت انجام دینے کی نیت نہ کی ہو تو کیا اس صورت میں وصی جو اس عمل کی اجرت ہوتی ہے اس کا مطالبہ کر سکتا ہی؟

جواب: ہاں!وہ مطالبہ کرسکتا ہے چونکہ اگر مسلمان اپنے عمل(کی اجرت) سے دستبردار نہ ہوتو اس کی اجرت ہی.

س ۹۵۷. کیا چھوٹے بچے کا ولی، موصی کی طرف سے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کے نافذ ہونے کے بارے میں بچے کی طرف سے اجازت دے سکتا ہے یا نہیں؟
جواب :چھوٹے بچے کا ولی (سرپرست)بچے کی طرف سے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت پر دستخط نہیں کر سکتا.
********

میراث کے احکام

مسئلہ ۷٦۰. جو رشتہ کی وجہ سے میراث پاتے ہیں ان کے تین طبقے ہیں:
پہلا طبقہ:میت کے ماں باپ اولاد اوراولاد نہ ہونے کی صورت میں اولاد کی اولاد جتنے نیچے چلے جائیں ان میں سے جو بھی میت کے زیادہ قریب ہوگا میراث پائے گا اوراس طبقہ کا جب تک ایک فرد بھی موجود ہے دوسرا طبقہ میراث نہیں پاسکتا.
دوسرا طبقہ:دادا، نانا، پردادا، پرنانااورجتنے اوپر چلے جائیں، بھائی بہن اوربھائی بہن موجود نہ ہوں تو ان کی اولاد میں سے جو بھی میت سے زیادہ قریب ہووہ میراث پائے گا اورجب تک اس طبقہ کاایک فرد بھی موجود ہو تیسرا طبقہ میراث نہیں پاسکتا.
تیسرا طبقہ:چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ اورجتنے اوپر چلے جائیں اوران کی اولاد جتنے بھی نیچے چلے جائیں اورجب میت کے چچاو ئں، پھوپھیوں، ماموو ئں اورخالاو ئوں میں سے کوئی ایک فرد بھی زندہ ہے ان کی اولاد میراث نہ پائے گی لیکن اگر میت کے باپ کی طرف سے چچا اورماں باپ دونوں کی طرف سے چچا زاد بھائی موجود ہواوران دونوں کے علاوہ کوئی دوسرا وارث نہ ہوتو ماں باپ کی طرف سے ہونے والے چچا زاد بھائی کو میراث ملے گی اورصرف باپ کی طرف سے ہونے والے چچا کومیراث نہ ملے گی.

سوال ۷٦۱. اگر یہ طے ہو کہ شوہر کے اسپرم سے رحم کے باہر فرٹی لائیزیشن کے ذریعہ کوئی بچہ پیدا کیاجائے اوریہ فرٹی لائیزیشن ہو جائے لیکن نطفہ کے انعقاد سے پہلے شوہر مر جائی، یا اس جگہ جہاں
ہمبستری کے فوراً بعد شوہر مرجائے اورنطفہ منعقد ہوجائے توکیا عدالت کی نظر میں یہ صحیح ہے کہ اس بچہ کے پیدا ہونے کے بعد فقہی اصول کے مطابق وہ میراث نہ پائے لیکن اس کا چچا زاد بھائی جو ورثاءکے دوسرے طبقہ میں ہے میراث پائی؟
جواب: اگر فرٹی لائیزیشن رحم کے باہر ہو اورخود شوہر کے ارادہ اوراجازت سے ہو اورصاحب اولاد ہونا چاہتا ہو اوربچہ پیدا ہوتو اس کی اولاد شمار ہوگا اورباپ بیٹے کے تمام احکام چاہے میراث سے مربوط ہوں یا پھر کسی دوسرے باب سے اس پر مرتب ہوں گے اوردوسرے فرض کا حکم بھی جواب سے معلوم ہی.

سوال ۷٦۲. ایک شخص نے اپنی ملکیت کو فروخت کیا اورپھر انتقال کر گیا اب اس کے ورثاءاس معاملہ کوتوڑنا چاہتے ہیں تو کیا یہ حق انھیں میراث میں ملے گا؟
جواب: اگر مرنے والے کے لئے خیار کاحق ثابت تھا تو مال کی طرح اس کاحق بھی میراث میں ملے گا کیونکہ قاعدہ کلیہ ہی:”میت جو بھی مال یاحق چھوڑے تووہ اس کے وارث کا ہی“وگرنہ خود مرنے والا اپنے لازم عقد کونہیں توڑ سکتا وارث کا توڑنا تو دور کی بات ہے اورجن جگہوں پر اسے خیار حاصل تھا ان میں بالفعل وبالقوہ (موجودہ اورمستقبل )خیار میں کوئی فرق نہیں ہے یعنی اگر غبن یا عیب تھا (توچاہے مرنے والا اس کی طرف متوجہ نہ ہوا ہو)اس کے ورثہ اسی غبن یاغیب کی وجہ سے معاملہ کو توڑ سکتے ہیں.

زوجہ وشوہر کی میراث

مسئلہ ۷٦۳. اگر کوئی عورت مر جائے اوراس کے اولاد نہ ہوتو اس کے پورے مال کا آدھا حصہ شوہر اوربقیہ حصہ ورثہ پائیں گے اوراگر اس شوہر سے یا دوسرے شوہر سے اس کی اولاد ہوتو اس کے پورے مال کا ایک چہارم شوہر پائے گا اوربقیہ دیگر ورثہ کو ملے گا.
مسئلہ ۷٦٤. اگر کوئی مرد مر جائے اوراس کے اولاد نہ ہوتو اس کے مال کا ایک چہارم اس کی بیوی

کو اوربقیہ دوسرے ورثہ کو ملے گا اوراگر اس سے یا کسی دوسری بیوی سے کوئی اولاد ہو تو آٹھواں حصہ عورت کو میراث ملی گی اوربقیہ دیگر ورثہ کی ہے اورعورت تمام منقول اموال سے میراث پائے گی لیکن زمین اوردیگر منتقل نہ ہونے والی چیزوں سے بعینہ میراث نہ پائے گی لیکن ہوائی قیمت جیسی
عمارت اوردرخت کی قیمت سے اس کو میراث ملے گی لیکن زمین کی قیمت میں بطور مطلق ہوائی کی طرح میراث پانا بعید نہیں ہے بلکہ قوت ووجہ سے خالی نہیں ہے اگرچہ احتیاط کی بنا پر خاص کر زمین کے متعلق اوربالخصوص گھر کی زمین کے متعلق اوربالاخص اس عورت کی نسبت جس کے پاس اس شوہر کا بچہ نہ ہو جس کی میراث اسے مل رہی ہو مطلوب اورایک طرح سے شیعہ فقہاءکے درمیان معروف فتویٰ پر عمل ہی.
مسئلہ ٥٦٧. اگر عورت کو اس ترتیب سے جوطلاق کے احکام میں بیان کیاگیا ہے رجعی طلاق دیں اوروہ عدہ کے درمیان مر جائے تو شوہر اس سے میراث پائے گا اوراگر شوہر عورت کی عدت کے درمیان مر جائے تو عورت اس سے میراث پائے گی لیکن اگر رجعی عدت کے پوری ہوجانے کے بعد طلاق بائن کی عدت کے درمیان ان میں سے کوئی مر جائے تو دوسرے کو اس کی میراث نہ ملے گی.
مسئلہ ٦٦٧. جس لباس کو شوہر نے اپنی بیوی کے پہننے کے لئے خریدا ہے تو اگر چہ عورت نے اسے پہنا ہو شوہر کے مرنے کے بعد شوہر کے مال کاحصہ ہے مگر یہ کہ اسے اس نے بخش دیا ہو.
سوال ٧٦٧. اگر کوئی شخص مر جائے اوراس کی تنہا وارث اس کی بیوی ہوتواس کے ترکہ سے کتنا اس کی بیوی کو ملے گا؟
جواب: اس صورت میں جب شوہر کے پاس سوائے بیوی کے کوئی دوسرا وارث نہ ہوتو اس کا پورا ترکہ اس کی بیوی کو ملے گا اوریہ عمل احتیاط کے مطابق بلکہ قوت سے خالی بھی نہیں ہی.
سوال ٨٦٧. ایک شخص ایسی بیماری کی حالت میں کہ جو اس کی موت کا باعث ہے ایک زوجہ انتخاب کرتا ہے لیکن دخول کرنے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے کیا اس عورت کو میراث ملے گی؟
جواب: میری نظر میں ذاتاً دخول کوئی شرطیت نہیں رکھتا اورجو چیز مریض کے نکاح میں شرط ہے وہ
ورثاءکوضرر نہ پہنچانے کا قصد ہے کہ اس کی شرطیت عقد نکاح سے کوئی اختصاص نہیںرکھتی، نکاح مریض سے دورکی بات ہی، کیونکہ جو عقد دوسروں کوضرر پہنچانے کے قصد سے ہووہ لاضرر کے حکم سے بطلان پرمحکوم ہے اورروایات میں دخول کا ذکر ہونا بھی اماره بیان ہونے کے عنوان سے شادی اورضرر نہ پہنچانے کے قصد کے بارے میں ہے پس اگر شادی کے قصد پر کوئی دوسرا اماره اوردلیل قائم ہو تو شادی کے صحیح اورعورت کے میراث پانے کے حکم پر دال ہی، اگرچہ دخول بھی محقق نہ ہو، جیسا کہ اگرمعلوم ہو کہ دخول کا کوئی انگیزہ نہیں تھا بلکہ فریب دینے کے عنوان سے تھا تو وہ بے اثر ہے اورعقد، ضرر پہنچانے کے قصد کی وجہ سے باطل ہی. ناگفتہ نہ رہے کہ جو کچھ روایات بلکہ فقہاءکے فتووں میں ذکر ہوا ہے وہ قواعد کے خلاف نہیں تھا اورنہ ہی.
میراث کے متفرق مسائل
مسئلہ ٩٦٧. میت کا قرآن، انگوٹھی، تلوار اوروہ لباس جو اس نے پہنا ہے یا پہننے کے لئے سلایا ہے یاخریدا ہے چاہے اس نے نہ پہنا ہو اسے "حبوہ "کہتے ہیں اوربڑے بیٹے سے مختص ہے جو اس کی میراث کا حصہ ہے اوراگر میت کے پاس یہ چار چیزیں ایک سے زیادہ ہوں مثلاً قرآن دو ہوں، انگوٹھی دو ہو چنانچہ استعمال ہورہی ہے یا استعمال کے لئے فراہم کی گئی ہے نیز جس طرح مرقوم ہوا ہے اسی طرح ہے یعنی بڑے بیٹے سے مخصوص ہے اوراس کی میراث کے حصہ میں شمار ہوگی.
مسئلہ ٠٧٧. ایک عورت نے شادی کی ابتداءسے ہی شوہر کے ساتھ کام کیا اوراس سے پیسہ بھی کمایا ہے لیکن اس کا شوہر بغیر کسی وصیت کے انتقال کر گیا تو کیا عورت کو صرف اس کی میراث کاحصہ ملے گا یا شوہر کے مال سے بھی اسے ملے گا؟یہ بھی پیش نظر رہے کہ اس مال کو فراہم کرنے سلائی اورقالین بننے میں زوجہ نے شوہر کی مدد کی ہی؟
جواب: اگر ثابت ہوجائے کہ عورت نے اپنی مدد شوہر کو ہبہ کردی ہے اورجو کام انجام دیا اس
میں کوئی عوض واجرت درکار نہیں تھی تو شوہر کے ترکہ سے سوائے میراث کے کوئی اورحصہ اس کو نہیں ملے گا اوراگر ثابت نہ ہوتو اس کام اورعمل کی جو اجرت ہوتی ہے وہ اس کی مستحق ہے اوراس چیز کی طلبگار ہے جو اس نے قرض دیا ہے اوراس کی مدد کی ہے ناگفتہ نہ رہ جائے کہ روز مره کی زندگی کا تکلف، شوہر کی بلا عوض مدد، عوض لینے سے دستبردار ہونا اوراسے مفت سمجھنے کی غفلت بعید نہیں ہے اورغفلت اجرت کو ساقط نہیں کرتی چونکہ بہرحال اصل، زوجہ کے عمل کااحترام ہے اورجو مرحوم شوہر کو مال دیا ہے اورمدد کی ہے اس کی بہ نسبت شوہر کااسے عوض ادا کرکے بری الذمہ ہوجانا ہے تاکہ اس کے برخلاف ثابت ہو:ان بقیہ امور کی طرح جیسے افراد ایک دوسرے کے لئے انجام دیتے ہیں چونکہ اصل عمل کا احترام ہی.
سوال ١٧٧. ایک مسلمان شخص دنیا سے رخصت ہوگیا لیکن اس کے بعض ورثہ کافر ہیں توکیا جو کافر ہیں وہ مسلمان فرد سے میراث پائیں گی؟
جواب: کافر یعنی منکر اصول عقائد علم رکھنے کے باوجود اگر ان کاانکار کر ے تو اسے مسلمان کی میراث نہ ملے گی اگرنہ کہیں کہ غیرمسلمان سے انکار کے بغیر بھی اسے میراث نہ ملے گی، چونکہ جس طرح شیخ صدوق نے اپنی کتاب"من لایخضره الفقیہ"میں فرمایا ہے کہ:کافر کا میراث نہ پانا اس کے کفر کے لئے سز ا ہے اوراس لحاظ سے ترکہ چھوڑنے والے کے مسلمان وغیر مسلمان (جو علم کے ساتھ منکر نہ ہو)میں کوئی فرق نہیں ہی.
بہرحال کافر(کے اصول عقائد کاعلم رکھنے کے باوجود اس کاانکار اوراس سے دشمنی کی بنا پر) مسلمان سے میراث نہ پانے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں تھا اور نہیں ہے اوراس پر بہت سی مفید روایتیں دلالت کرتی ہیں اوراس مسئلہ میں اجماع کے ذریعہ جو بات یقینی ہے یہی ہے، وبالجملہ کفر میراث کے لئے ویسے ہی مانع ہے جیسے قتل مانع ہے جیسا کہ اصحاب کا بھی یہی خیال ہے اورغیر مسلم یعنی معذور اورغافل غیر مسلموں کے گروہ پر ان کی غفلت کی بنا پر کچھ ڈالا نہیں جاسکتا اورنہ ہی

مواخذہ کیا جاسکتا ہے چونکہ غافل پرفریضہ کرنا نہ صرف یہ کہ ایک محال امر کے لئے حکم دیاجاتا ہے بلکہ خود تکلیف (فریضہ) محال ہے یا پھر اگرچہ ان کی بہ نسبت قانونی وظیفہ محال نہیں ہے اورمحال ہونا ذاتی اورجزئی وظیفہ سے مخصوص ہی:لیکن قطعاً وہ معذور ہیں جیسا کہ ہمارے استاد امام خمینی قدس سرہ کا خیال ہے کہ مسلمان سے میراث پانے میں ان کے غیر مسلم ہونے کی مانعیت میراث کے اطلاق وعموم کے خلاف ہے اورتقریباً تیس روایتوں میں سے جنہیں شیخ نے تہذیب میں (جوکہ چارروائی کتابوں میں سب سے جامع فقہی کتاب ہی)شاید دوروایتیں ہیں جو اس طرح کے غیر مسلم کو اپنے اندر شامل کرلیں وگرنہ باقی روایتیں کفار کے متعلق اسی معنی میں ہیں جو کہ گذر گیا یا پھر کفر اورعدم اسلام کی مانعیت کے جزئی احکام کو بیان کررہی ہوتی ہیں نہ کہ اصل مانعیت کو بیان کرنے کی منزل میں ہوتی ہیں اوران ساری روایتوں اورعلتوں کے مقابل جنہیں محدث شیخ صدوق قد س سرہ نے اپنی کتاب"من لایخضرہ الفقیہ" میںبیان کیا ہے دو یا تین روایتوں سے استدلال کے لئے مذاق حدیث مانع ہے اوراگر نہ کہاجائے کہ وہ سب بھی غیر مسلم، کافر اوران غیر مسلمانوں سے مخصوص ہے جواخروی عذاب کے مستحق ہیں لااقل ایسے فتوے پر ان کے لئے اعتماد مشکل ہی نہیں بلکہ ممنوع ہی.
بہرحال اس فرض کی بنا پر کہ وہ (روایتیں دلالت کرتی ہیں بلکہ بقیہ روایات بھی مطلقاً عدم اسلام کی مانعیت پردلالت کرتی ہیں تو بھی یہ حجت اوراعتماد کے قابل نہیں ہے میری نظر میں تبعیض اوراس قانون کے ظالمانہ ہونے کی بنا پریعنی غیر مسلمان کا مسلمان سے میراث نہ پانا نہ کہ اس کے برعکس یعنی غیرمسلمان سے مسلمان کا میراث پانا، چونکہ اس طرح کی روایتیں قرآن کی مخالف ہیں لہذا دورپھینک دی جانی چاہئے اورکیونکر قرآن کے خلاف نہ ہوں جبکہ قرآن کی بہت سی آیات میں ظلم سے روکا گیا ہے اورکیونکر ایسا نہ ہو جبکہ قرآن فرماتا ہی:
تمت کلمة ربک صدقاً وعدلاً، (تمہارے رب کی بات(کلمہ)جوسچی اورعدالت سے بھرپور تھی تمام ہوگئی)اوردوسری آیت میں ہی:
ومابربک بظلام للعبید(تمہارا پروردگار بندوں پرظلم نہیں کرتا)اورسورہ یونس کی آیت نمبر٤٤ میں فرماتا ہی:
ان اللہ لا یظلم الناس شیئاً ولکن الناس انفسھم یظلمون(بے شک خدا لوگوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں)اوراس مسئلہ میں اگرچہ مزید بحث کی ضرورت ہے لیکن صرف اسی پر اکتفا کی جاتی ہے اوراقویٰ یہ ہے کہ علم کے باوجد عمدی کفر مانع ہے نہ کہ عدم اسلام.
*********

قضاوت اورگواہی کے احکام
قاضی کی شرطیں
سوال ٢٧٧. فریقین کے تقریباً تمام فقہاءقاضی کے لئے اجتہاد کو شرط سمجھتے ہیں اورقاضیوں کی ملازمت کے قانون میں بھی غیر ضروری شرائط میں اجتہاد کوقاضی کے لئے لازم شمار کیا جاتا ہے اس بات کے پیش نظر کہ بنیادی آئین کی دفعہ ٧٦١ کے مطابق اس کا شرع مقدس کی عدم مغائرت پررہبر انقلاب کی تائید بھی ہو چکی ہی(البتہ بنیادی آئین سے باخبر افراد اورمحترم شیعہ علماءکی تائید کے بعد) قاضی کاوظیفہ ہے کہ سب سے پہلے جھگڑے اوراختلاف کا حکم بنائے گئے قانون

میں تلاش کرے اورقانون کے ساتھ تعارض کی صورت میں اپنی رائے کی بنیا دپر حکم کرنے سے پرہیز کرے اورجس طرح ملک کی تمام عدالتوں میں اختلاف ومقدمہ کے حکم کی روش یہی ہے یعنی قضاوت مقدمہ کاحل سب سے پہلے معتبرومسلم قانون میں تلاش کرتے ہیں اوراس کا حکم استخراج کرتے ہیں لہذا قاضی کے مجتہد ہونے کا اثر مقدمہ کی فائل پر کچھ نہیں پڑے گا اورجو قاضی تقلید کی بنا پر فقہ سے آشنا ہیں اورانہوں نے یونیورسٹی میں وکالت بھی پڑھی ہے ممکن ہے یہ ان قاضیوں کہ جو فقط
مجتہد ہیں بہتر مقدمہ کو قانون سے مطابقت دیں اوراس کے حکم کو بیان کریں لہذا جناب کی نظر میں کیا آج بھی قاضی کا مجتہد ہونا حکم اولی کے عنوان سے قاضی کے شرائط سے ہی؟یا یہ کہ مقلد قاضی جو مقدمہ کے حکم کو قوانین سے نکالنے اوراستنباط کرنے پر قادر ہے وہ بعنوان اولی حکم کرسکتا ہی؟
جواب: قاضی کے لئے فقاہت اوراجتہاد کا نہ ہونا اورقضاوت کے اصول سے واقفیت اورعلم کا کافی ہونا چاہے وہ تقلید کے ہی ذریعہ کیوں نہ ہو کہ جس کے ذریعہ وہ شرعی اصول وخصوصیات کی تشخیص دے سکے تواقویٰ ہونے سے خالی نہیں ہے اور جس طرح فقہاءاورمجتہدین، معصومین کی طرف سے قضاوت کے لئے جواز رکھتے ہیں مقلدین بھی ان کی طرح جواز رکھتے ہیں اورقاضی کے لئے اجتہاد کی شرطیت اور تقلید کا کافی نہ ہونا اگرچہ مشہور ہے لیکن میرزا قمی قدس سرہ جیسے محقق اپنی ”جامع الشتات "جیسی گرانقدر کتاب کہ جو اپنی جگہ پرنظیر نہیں رکھتی، باب قضا میں عدم شرطیت کے قائل ہوئے ہیںحتی شیخ طوسی قدس سرہ کی کتاب”مبسوط"کی تنقیح میں منقولہ عبارت:اسکے علاوہ نہ تنہا اس سے اجتہاد کی شرطیت کے اجماعی نہ ہونے کے لئے استفادہ کیا گیا ہی، بلکہ بالاتر عدم مبحوریت کو ثابت کرنے کے لئے تقلید کو کافی اوراجتہاد کی عدم شرطیت سے کامل فائدہ اٹھایا گیا ہی.
اس سے اشارہ ملتا ہے کہ قول اول(مقلد کی قضاوت کے جواز کوجوکہ علماءکی اقتداءاور تقلید سے فتویٰ دیتا ہی)شیخ الطائفہ کی نظر میں مہم تھا کیونکہ انہوں نے اس کو قول اول قرار دیا ہے اوریہ اول قول قرار دیا ہے اوریہ اول قرار دینا اس کی اہمیت پردلالت کرتا ہے بلکہ اس سے مذید استفادہ کرتے ہوئے فرمایا:
”اگر (قول اول)کو نقل نہ کیا جاتا تو ان کے نزدیک ارحج الاقوال ہوتا بلکہ اس کا انکار بھی کتاب”تنقیح "سے ظاہر نہیں ہوا ہے خصوصاً اس وقت جبکہ انہوں نے قول ثانی کے دفاع میں اصالت برائت سے تمسک کیا ہی. "
اور عدم شرطیت کے لئے اگرچہ کسی علت کی بنا پر کتاب”جواہرالکلام اورجامع الشتات "میں استدلال کیا گیا ہے اورطرفین کے نزدیک مورد نقض وابرام قرار پایا ہے جو ان کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے اس کوچاہئے کہ وہ ان دونوں کتابوں کے ساتھ دوسری
کتابوں کی طرف بھی رجوع کرے لیکن میری نظر میں ان میں سے دو صورتیں اہم اورعمدہ ہیں:
پہلی صورت:ابی خدیجہ سالم بن مکرم الجمال کی صحیحہ ہے اس میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:”تم میں سے بعض لوگوں کو بعض لوگو ں کے بارے میں اہل ظلم وجور (سلطان) کی طرف سے قضاوت کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے. البتہ اپنے درمیان سے کسی ایسے شخص کو چن لینا چاہئے کہ جو ہمارے فیصلوں کو بخوبی جانتا ہو، پس میں نے اس کوتمہارے درمیان قاضی قرار دیا اوراپنے مقدمہ اس کے پاس لے جاو ۔ (۱)"
اور اس روایت کے مو ٔید (بلکہ خود اس کے مثل دلیل )صحیحہ حلبی(۲)ہے اس میں وہ امام صادق سے پوچھتے ہیں :”بسااوقات ہمارے اصحاب میں سے دواشخاص کے درمیان کسی شئے کے بارے میں اختلاف ہو جاتا ہے تو وہ ہم اپنے ہی درمیان کسی شخص کے فیصلہ پر راضی ہو جاتے ہیں توفرمایا:وہ اس کا اہل نہیں ہے بلکہ وہ تو ایسا شخص ہے کہ جو اپنے حکم سے لوگوں کوتلوار اورتازیانہ پر مجبور کرتا ہی. "
کیفیت استدلال یہ ہے کہ جو چیز حدیث میں قضاوت کے سلسلہ میں کسی کو معین کرنے کے لئے موضوع اورمورد قرار پائی ہے وہ قضا یا کے بارے میں علم ہے اورعلم لسان قانون اورکتاب وسنت کی اصطلاح میں روشن مصداق کے عنوان سے حجت قرار دیا گیا ہے نہ کہ علم، علم ہونے کی حیثیت سے فلسفی علم ویقین موضوعیت رکھتا ہو اوریہ معنی اپنی جگہ پرتحقیق شدہ ہے ورنہ اگرضروریات دین سے گزر جائیں توفلسفی علم ویقین کی اصولاً کوئی حیثیت نہیں ہے اورنتیجہ میں یہ تمام آیات وروایات جوعلم، علماءاورعالم سے مربوط ہیں، بے موقع اوربے فائدہ ہو کررہ جائیں گی جیسا کہ یہ مطلب واضح

(۱)وسائل الشیعہ، باب۱، ابواب صفات قاضی، حدیث۵.
(۲)ایضاً، حدیث۸.

ہے اورراجح اعتقاد پر یا ظن حجت ویقینی سے اعم پراس کو حمل کرنا، ظاہرکے خلاف ہے اورکوئی اس کی وجہ نہیں ہی.
اس کے علاوہ اعتقاد ظنی پر اس کی حجیت کواخذ کرنا، ہمارے اس مطلب پر خو دایک شاہد ہے کہ جس کو ہم نے اختیار کیا ہے بہرحال محاکمات، مکالمات اورلسان قانون میں علم، حجت کے مصادیق میں سے ایک مصداق کے عنوان سے ماخوذ ہے نہ کہ موضوعیت کے عنوان سی.
” جولوگ اپنی دلیلو ں میں عرف کوترجیح دیتے ہیں ان پر مخفی نہیں ہی، اوریہ بھی واضح ہے کہ مقلد کے لئے مجتہد کافتویٰ حجیت رکھتا ہے پس جس طرح مجتہد کے لئے قضاوت کے اصول حجت ہیں، ایسے ہی مقلد کے لئے بھی حجت ہیں بالکل واضح ہے وگرنہ مجتہد بھی علم خاص کا عالم نہیں ہے کیونکہ بسا اوقات قاضی کا علم ظاہر کامخالف ہوتا ہے جیسا کہ بیان ہوا کہ مقلد کی طرح مجتہد کا علم بھی ناتمام ہے اس لئے اس کوظن شخصی، ظنی مسائل میں حاصل نہیں ہوتا ہے اوریہ بات تین اعتبار سے واضح ہے ایک یہ کہ اس کے حصول پر اعتبار نہیں کیا جاتا دوسرے یہ کہ ظن نوعی معتبر ہوتا ہے نہ کہ ظن شخصی جیسا کہ یہ بات واضح ہے اورپوشیدہ نہیں ہی.
اورتیسرے یہ کہ سرے سے علم اصول کے موارد میں سے ہے یا نہیں؟اس پر دقت ہونا چاہئے پس صحیحہ دونوں کوشامل ہے اوراس میں اصلاً شک کی گنجائش نہیں ہے اورنہیں کہا جاسکتا کہ مقبولہ ابن حنظلہ کے ذریعہ صحیحہ کااطلاق کہ جو مجتہد سے قضاوت کو مختص کرتی ہے کہ ذریعہ مقید ہو جائے اس لئے کہ اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ مقبولہ میں بالفرض مجتہد کی تخصیص کو تسلیم کر لیا جائے توبعید نظر نہیں آتاکہ اس صورت میں مقید نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ ثابت کرنے

والے بھی تو موجود ہیں پس اطلاق کو مقید نہیں کیا جاسکتا ورنہ پھرصحیحہ کی نسبت وقت حاجت سے بیان کا متاخر ہونا لازم آئے گا کیونکہ صحیحہ میں بحث، بحث تقرر ہے اورقاضی کاتقرر اس کے پاس جانا اورصورتحال سے باخبر ہونے کے اعتبار سے قضیہ شخصیہ ہے اگرچہ اس کامورد عام ہے جس کومقید نہیں کیا جاسکتا کیونکہ قضیہ خارجیہ
جزئیہ قابل تقیید نہیں ہے اورتمام باتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے وجہ دوم میں اس اشکال کاتمام نہ ہونا، واضح تر ہوجائے گا. "
٢وجہ دوم:اجتہاد کے بارے میں تنقیح مناط، القاءخصوصیت اورکفایت تقلید ہی:یعنی بالفرض ہم جو کہتے ہیں:مقبولہ اورصحیحہ سے (قضاوت کے لئے ) صرف مجتہد ہونا استفادہ ہوتا ہے نہ کہ مجتہد ومقلد دونوں یا تو اطلاق کی تقیید وجہ سے ہے کہ جس وجہ اول کے اشکال میں ذکر ہوچکا ہے یا پھر دوسری وجوہات کی بنا پر ہے کہ جوفقہی کتابوں میں مورد بحث قرار پائی ہیں.
بہرحال مقلد کی نسبت دلیلوں کے کافی نہ ہونے کے علاوہ اورکوئی چیز نہیں ہے لیکن مقلد کی قضاوت کے عدم جواز پران کی دلالت واضح البطلان ہے اوریہ بات کسی نے نہیں کہی بلکہ اہل علم سے کوئی چھوٹے سے چھوٹا عالم بھی یہ بات نہیں کہہ سکتا چہ جائیکہ ان کا کوئی بزرگ عالم کہے مگر یہ کہ از باب قیدیت کہے تو اب ہم کہتے ہیں کہ منصوب ہونے کے سلسلہ میں مجتہدین اورحدیث کے روایت کا ذکر کرنا غلبہ کے باب سے ہے یعنی مذہب اہل بیت علیہم السلام کی قضاوت اورشرعی قضاوت میں جو بات عرف کی سمجھ میں آتی ہے اورجو اس کے نزدیک معیار ہے وہ وہی احکام اوراصول کا علم ہی، لیکن چونکہ اس زمانے میں اسلامی احکام خصوصاً قضاوت کے مسائل کی نسبت (کہ جو عوام کے مورد ابتلاءنہیں رہے ہیں)ہرعلم حاصل کرنے کی غالب راہ بلکہ شاید کامل راہ، مجتہدین کے اجتہاد اورنقل روایات وردات احادیث اوران کی تدابیر میں منحصر تھی لہذا مجتہدین ہی قضاوت کے منصب پرمقرر ہوئے ورنہ واضح ہے کہ قاضی کی قضاوت میں کنویں اوراس سے پانی کھینچنے، خلل کی اجمالی فروعات (کہ جن کو فقیہ یزدی نے خلل عروہ میں بیان کیا ہی)یا کفارات احرام اوراس کے محرمات وغیرہ کے مسائل کے بارے میں علم حاصل کرنا قضاءکے باب میں کوئی اثر نہیںرکھتا ہے جیسا کہ عدلیہ کے قوانین اوراس کے اصول کے جاننے میں کہ قضاءکے بارے میں بطور کامل مو ثر ہیں کوئی فرق نہیں ہے ایسے ہی ان کااجتہادیاتقلید کے ذریعہ جاننے میں کوئی فرق
نہیں ہی.
خلاصہ یہ کہ میری نظر میں قضاوت کے باب میں عرف کا تنقیح اورخصوصیت عرفیہ کاالقاءکرنا مسلم ہے اوراجتہاد کی عدم شرطیت کے لئے بطور اتم شرعی حجت ہے لہذا جو اشخاص قضاءکے مسائل اوراس کے قوانین کے جاننے والے ہیں وہ باقی شرائط کے ساتھ شارع مقدس اورحضرات معصومین کی طرف سے قضاوت کے لئے مجاز تھے اورہیں اوراس لحاظ سے مجتہد، مقلد اورجامع الشرائط وغیرہ میں کوئی فرق نہیں ہی.
کتنا اچھا ہے کہ حوزہ ۂ علمیہ، یونیورسٹی کے فضلاءاورمحققین بلکہ تمام علمی، عدالتی اورحقوقی تحقیقات کے مراکز کو اسلامی مسائل کے لئے "جواہر الکلام "کتاب القضاءکے صفحہ ٥١ سے ٩١ صفحے کا مطالعہ کرنا چاہئے اوراس عظیم فقیہ کی تحقیقی بحث پردقت کرنی چاہئے کہ جس کی کتاب شیعوں کے لئے مایہ ٔ افتخار ہے اس طرح ہم امام امت قدس سرہ کی وصیت پر کہ:"حوزات علمیہ کو سنت فقہ جواہری کی رعایت کرتے ہوئے تحقیقات پر تحقیق کر کے اضافہ کرنا چاہئی"پرعمل کرسکتے ہیں.
سوال ٣٧٧. عورتوں کے قاضی بننے، جرم اورجھگڑوں کی رسیدگی، تحقیقاتی مراحل کی فائیلوں کی تکمیل اورحکم کواجراءکرنے جیسے عدالت کے امور سنبھالنے کے متعلق آپ سے درخواست ہے کہ اپن نظریہ بیان کریں؟
جواب: ذکوریت کی شرط جیسا کہ مرجعیت وولایت میں نہیں ہے ویسے ہی قضاوت میں بھی شرط نہیں ہے بلکہ قضاوت کے جواز میں جو چیز معیار ہے وہ عدلیہ کے اسلامی قوانین واحکام کا علم ہے اورمرد ہونا کوئی خصوصیت نہیں رکھتا ہے اوراگر روایتوں میں مرد کی لفظ آئی ہے تو وہ گفتگو میں غلبہ کی وجہ سے ہی.
اس روایت میں یا دوسری روایتوں اورمکالمات میں جو مرد سے تعبیر کیا گیا ہے یا کیاجاتا ہے اس کی قطعاً کوئی خصوصیت نہیں ہے جیسا کہ آئمہ معصومین کی طرف سے قضاءکے باب میں مردمجاز
اورمتصدی ہیں اسی طرح عورتیں بھی آئمہ اطہار کی طرف سے مجاز ہیں.
سوال ٤٧٧. حق اللہ سے متعلق جرائم میں ملزم کے غائب ہونے پر چلائے جانے والے مقدمہ کاممنوع ہونا، کیا صرف الٰہی حدود، جیسے زنا تک ہی محدود اورممنوع ہے یا دیگر تعزیراتی مقدمے کہ جوحق الناس کا پہلو نہیں رکھتے ہیں، کو بھی شامل ہی؟اورکیا جس وقت ملزم تک رسائی نہ ہو اورفائل میں اس کے برخلاف کافی دلائل بھی موجود نہ ہوں تو کیا اس کے بری ہونے کے احکام کو جاری کیا جاسکتا ہے یانہیں؟
جواب: غیابی حکم کی ممنوعیت میں چونکہ شرط اورملاک شبہ کی بنا پر حد کا اجراءہے اس لئے اس طرح کی حد اورتعزیر میں کوئی فرق نہیں ہی.
سوال ٥٧٧. وہ علم جوقاضی کو مشاہدہ اورادراک کی بنا پر حاصل ہو اوروہ(فائل کی تفصیل اوراس کے علم سے ہٹ کر ہو)تو کیا حجیت رکھتا ہے یا نہیں؟وہ علم جو قاضی کودلائل وشواہد کی بنا پرحاصل ہو اوران دلائل کو شرع اورقانون نے خاص جرم کے اثبات کے لئے کافی نہ سمجھا ہو تو کیاحجت ہے یا نہیں؟بطور مثال چار مرتبہ اقرار یا چارگواہوں کے ذریعہ زنا کا ثابت ہونا ممکن ہے اگر کسی جگہ مثلاً دومرتبہ اقرار ایک گواہی اورتما م قرائن وشواہد کہ جن میں سے کوئی بھی تنہا اثبات کے لئے کافی نہیں ہے موجود ہوں اورقاضی کے علم کا باعث ہوں تو کیا یہ علم قابل اعتبار ہے یا نہیں؟قاضی کے علم کی حجیت کی بنا پر کیا صرف اس قاضی کا علم جو شرعی شرائط جیسے اجتہاد کے ہمراہ ہو حجت ہے یا پھر ہرقاضی کا علم حجیت رکھتا ہی؟
جواب: سماجی ومعاشرتی حقوق جو کہ حقوق الناس ہیں اس میں قاضی کا علم اگر قرائن وشواہد کی بنا پر ہو جو کہ معمولاً علم کا باعث ہی، حجت ہی. ان قرائن کو پیش کیا جاسکتا ہے تاکہ تہمت کی گنجائش نہ رہ جائے اورقاضی کو الزام

کاسامنا نہ کرنا پڑے اورمعصومین کے عمل کے ذریعہ بھی اس کی تائید ہوتی ہے اورقاضی جس درجہ قضاوت کے فن میں ماہر ہو اس کے لئے تفصیلی علم حاصل کرلینا زیادہ آسان
ہے لیکن حدود کے باب میں جو ناموس کا پہلو پایا جاتا ہے جیسے زنا اوراغلام تو اس کے اثبات کا طریقہ چار عادل شاہد کی گواہی اورخود مجرم کے چار مرتبہ ایسے اقرار میں منحصر ہے کہ جو کسی سازش وفریب کے بغیر اختیاری حالت میں انجام پائے اوروہ بھی روایات میں بیان کئے گئے خاص طریقہ سے ہو نہ کہ ہر طرح کی حسی اورظنی شہادت کے ذریعہ ہو. قرائن و شواہد اگرچہ سو فیصد یقین کا باعث ہوں، اطمینان تو دور کی بات ہی، اجرائے حدود کے لئے حاکم کے حکم کا موضوع نہیں ہیں.
ناگفتہ نہ رہ جائے کہ حاکم کا علم، جنبہ ٔ موضوعیت رکھتا ہے نہ کہ طریقیت اوراصل کا مقتضٰی بھی حکم کا عدم جواز ہے اورتعزیرات بھی کہ جو عزت وناموس کا پہلو رکھتا ہے، اس میں تنہا خود ملزم کا اقرار اگرچہ ایک ہی مرتبہ ہو یادو شاہد عادل کی گواہی ہو، حجت اورکافی ہے لیکن اسکے علاوہ جیسے حق الناس کہ جس کے بارے میں بیان ہوا، ان میں تنہا قاضی کا علم بھی حجت ہے اورحضرت امیرالمو ٔمنین کی سیرت عملی بھی اس پر مو ٔید ہے اورگناہوں اورتخلفات سے روکنے کے لئے کافی ہوتا ہی.
ناگفتہ نہ رہ جائے حدود کے مسائل اورتعزیرات کہ جس میں حق اللہ کا پہلو پایا جاتا ہے اور اس کا شمار ناموس کے مسائل میں ہوتا ہے کے متعلق علم کاحاصل کرنا قاضی پر واجب ہی نہیں بلکہ مذموم (اگر ممنوع کے قائل نہ ہوں)ہے اس لئے کہ قاعدہ ٔادرالحدود بالشبہات(شبہات کے ذریعہ حدود معاف ہو جاتا ہیں)جاری ہے اورمشہور جملہالحدود تدرءبالشبہاتاسی حکم حدیث اورروایات عملیہ سے استفادہ کیا گیا ہی.
سوال ٦٧٧. اپنا نظریہ، علم قاضی کے بارے میں کہ جو اقرار وبینہ سے ملحق ہو، بیان فرمائیں اوراگر قاضی کا علم کسی تیسری راہ سے ہو تو معاف کر دینے کا حکم کیسے ہی؟
جواب: غیر اقرار میں معاف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ عفوخلاف قاعدہ ہے لہذا نص کے مورد پر اقتصار کیا جاتا ہی. بنا برایں زنا کے اثبات کے تمام طریقے (بالفرض یہ کہ حجیت رکھتے ہوں) اس اعتبار سے بینہ کے حکم میں ہیں، لیکن بیان ہو چکا ہے کہ قاضی کا علم، زنا جیسے موارد میں کہ جن کو ثابت
کرنے کے لئے شریعت میں خاص طریقے معین کئے گئے ہیں، حجیت نہیں رکھتا ہے پس دو امر میں سے یعنی یاتو چار مرتبہ اقرار یا چار شاہد کی گواہی سے ثابت ہونا چاہئی.
حدود
سوال ٧٧٧. کیا مرتد کے ساتھ تجاوز اورزنا بالجبر کرنا، عقاب الٰہی کا باعث ہی؟اورزنا وتجاوز کی حد کا باعث ہی؟کافر کتابی اورغیر کتابی یا کافر حربی اورکافر حربی کتابی کے ساتھ زنا بالجبر کرنا کیسا ہی؟
جواب: مطلقاً زنا بالجبر کاحکم قتل ہے اورمسلمان اورکافر عورت میں کوئی فرق نہیں ہی.
سوال ٨٧٧. اگر ایک عورت کا شوہر دائمی ہو لیکن اس میں جماع کی قدرت نہ ہو، اب اگر وہ عورت عفت کے منافی عمل(زنا) کی مرتکب ہوتوسنگسار کی جائے گی یا نہیں؟
جواب: سنگسار نہیں کی جائے گی کیونکہ زوجہ کے محصنہ ہونے کے شرائط میں سے ایک شوہر کا جماع کرنے پر قادر اورعورت کا اس کے ذریعہ دوسروں سے مستغنی ہونا بھی شرط ہی، مسئلہ روشن ہے اوراس میں کوئی خلاف نہیں ہے بلکہ کتاب”غنیہ“کی ایک عبارت سے احصان کے شرائط میں مرد و عورت کے مساوی ہونے پر اجماع کا نقل ہونا بھی ظاہر ہے لیکن عورت کا حدزنا کا باعث، شوہر کے ساتھ خیانت، عفت کے منافی عمل کا انجام دینا اورزنا جیسے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا مسلم ہے کیونکہ عورت زانیہ محسوب ہوگی.
سوال ٩٧٧. چوری کی حد جاری ہونے کے بعد، کاٹا گیا عضو کسی کی ملکیت شمار ہوگا؟حکومت کی ملکیت ہے کہ جس نے حدجاری کی ہے یا جس پرحد جاری کی گئی ہے اس کی ملکیت ہی؟دوسری صورت میں آیا ممکن ہے کہ اس کو آپریشن کے ذریعہ جوڑا جا سکتا ہی؟
جواب: ظاہراً سرقت کے سبب کاٹا گیا ہاتھ، چور کے اختیار میں نہیں دیا جاسکتا کہ وہ آپریشن کے ذریعہ اسے پھر پہلی صورت میں کردیا بلکہ مطلق جواز حکم کی حکمت کے ضائع ہونے کا باعث ہی
اورحکمت حکم کا تقاضا ہے اورعدم اطراد اوراحکام کی حکمت کومنعکس کرنا اگرچہ کوئی ممانعت نہیں رکھتا لیکن بطور کلی اوردائم حکم سے جدا نہیں ہونا چاہئے اورکاٹی گئیں انگلیاں الگ حصہ ہیں جو زندہ سے جدا کی گئیں ہیں اورمردہ کاحکم رکھتی ہیں انھیں دفن کردیا جانا چاہئے لیکن اگر حاکم چاہے کہ ان سے استفادہ کیا جائے تو کر سکتا ہی.
سوال ٠٨٧. اگر کوئی شخص کمیونسٹ (کہ جو خداکو قبول نہیں کرتے ہیں)ملک کا سفر کرے اوروہاں کوئی جانی یا مالی نقصان اٹھائے بغیر کچھ افراد کوقتل کرڈالے اور ان کا مال اٹھا لائے تو کیا یہ عمل جائز ہی؟
جواب: مطلقاً جائز نہیں ہے کیونکہ دوسرے تمام ملتوں اورانسانوں کی جان ومال تمام ممالک میں محترم ہے اس لئے کہ اسلام ذاتی طور پرتمام کو محترم شمار کرتا ہے اوراس رو سے آسمانی اورغیر آسمانی ملتوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور قرآن نے قصاص کو معاشرہ کی حیات سے تعبیر کیا ہی، قصاص کے متعلق قرآن کی کم نظیر آیت ولکم فی القصاص حیاۃ میں تمام صاحب عقل وفکر یااولی الالباب کو مخاطب کیا گیا ہی.
یا یہ کہ قرآن دوسروں کے مال میں تصرف کرنے کوحرام اورباطل راستہ بتاتا ہے کہ ولاتاکلوااموالکم بینکم بالباطل باطل اورناحق طریقہ سے دوسروں کے مال میں تصرف کرنا باطل ہے اورباطل صادق آنے میں مالکوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے جبکہ قرآن میں ظاہراً خطاب بھی عام ہی. کافر حربی کا مال بھی فقط حالت جنگ میں ان سے چھینا جا سکتا ہے اوراس کے علاوہ جائز نہیں ہی.
تعزیرات
سوال ١٨٧. کیاگناہان صغیرہ میں آپ تعزیر کو جائز سمجھتے ہیں یا یہ صرف گناہان کبیرہ کے لئی

ہی؟ اورکیا مالی تعزیر جائز ہی؟
جواب: گناہاں صغیرہ میں تعزیر جائز نہیں ہے اورکبیرہ کے ترک کرنے پر خدا معاف کردیتا ہے اور تعزیر (تنبیہ) کتنی اورکیسے ہوں اس کا اختیار حاکم کے ہاتھ میں ہے اورمال کے ذریعہ بھی تعزیر کی جاسکتی ہی.
*************

احکام قصاص
اسباب قصاص
سوال ٢٨٧. ایک شخص نے ایک لڑکی کے سا تھ تجاوز کیا اوریہ تجاوز کرنے والا (زانی) لڑکی کے بھائی کے ہاتھ قتل ہوگیا اس کے متعلق حکم شرعی بیان فرمائیں؟
جواب: چونکہ قتل عمداً تھا اس لئے قاتل کے لئے شرعی حدقصاص ہی یہ بات بھولنی نہیں چاہیے کہ یہ حق الناس ہے لہذا اولیائے دم(ورثائ) کے معاف کردینے اوران کے راضی ہوجانے کی صورت میں ساقط ہوجاتا ہے.
سوال ٣٨٧. اگر کوئی شخص صاحب خانہ کی عدم موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں داخل ہو اوراس کی لڑکی کے ساتھ تجاوز کرنا چاہے لیکن صاحب خانہ کا فرزند جو لڑکی کا بھائی ہے اس کی پٹائی کردے جس کے زخموں کی تاب نہ لا کر وہ مر گیا، آپ سے درخواست ہے کہ قاتل کے متعلق شرعی حکم بیان فرما دیں؟
جواب: اگرچہ جس قتل کا بھی عمدی ہونا ثابت ہو جائے قصاص کا باعث ہے اورمقتول کے ورثہ کے لئے ان کا حق ثابت ہے لیکن جو دوسروں کی ناموس یعنی ماں، بہن اوربیٹی کے ساتھ خیانت کا قصد رکھتا ہے اگرصاحب ناموس کے دفاع کرنے کی صورت میں قتل ہو جائے تو اس کا خون بیکار ہے اورقاتل پرحتی دیت بھی واجب نہیں ہے کیونکہ دوسروں کی ناموس پر حملہ کرنے والوں کا خون ہدر ہے البتہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب قاتل کے لئے سوائے مقاتلہ کے کوئی اورصورت نہ ہو لیکن
اگر خیانت کرنے والا دوسروں کی ناموس پرحملہ ور نہ ہو بلکہ ناموس کی رضایت سے ہو مثلاً بھائی یا باپ یا شوہر مد مقابل کے زنا کرنے کی نیت کی طرف متوجہ ہو جائے اوردفاع اورمنکر کو روکنے کے لئے اس شخص کے سامنے آجائے اوروہ مقابلہ کرے تو گرچہ ایسے شخص کا وظیفہ قتل کی حد تک روکنا نہ تھا اورنہی عن المنکر میں قتل کے لئے شرعی اورقانونی اجازت شرط ہے لیکن اس نے مذہبی احساس اورانسانی غیرت کی وجہ سے ایستادگی کی جس کے نتیجہ میں مدمقابل قتل ہو گیا ظاہراً قصاص بعض پہلوو ٔں کی وجہ سے ثابت نہیں ہی:

١. ادلہ قصاص کااس سے بے تعلق ہو جانا اورقصاص اس طرح کے قتل میں کہ جوذاتی دشمنی اوردنیاوی اغراض کے لئے نہ ہوں اور اس کا ایسے معمولی قتل کی طرف متوجہ ہوجانا جو کہ ذاتی اغراض کی خاطر انسانوں کی جان کے تلف ہونے اورخلل کا باعث ہے تو ان میں قصاص بھی حیات کا باعث ہے نہ کہ اس جگہ پر جہاں تجاوز اورخیانت کے قصد سے ہو کہ اس جگہ پر اگر مقتول کا خون بیہودہ ہونا معاشرہ کی حیات کا باعث نہ بھی ہوتوحداقل اس کے قاتل کا قصاص اس حیات کا موجب نہیں ہی.
٢. مندرجہ موارد میں مقتول کا مظلوم نہ ہونا اورآیت کریمہومن قتل مظلوماًکا نتیجہ جو کہ اولیائے دم(ورثہ) کی ولایت کے لئے سب سے عمدہ دلیل ہے وہ اسے اپنے اندرشامل نہیں کرتی.
٣. ایسا قتل جو کہ جاہل تھا اوریہ خیال کرتا تھا کہ اس کا قتل اس کے لئے جائز ہے اس کے قتل کی
حرمت حدیث رفع ورسعہمالا یعلمونکے حکم کے تحت ختم ہوگئی اوربالآخر چونکہ وہ خود نادانی میں مبتلا ہے اوراس کے موضوع(یعنی ایسے کا قتل کرنا جو کہ حرام ہی)سے بھی جاہل ہے اس لئے قصاص بھی مرفوع ہے اورکہا نہ جائے کہ یہ مقتول کے لئے خلاف امتنان ہے کیونکہ فرض یہ ہے کہ وہ زنا، ناموس پرحملہ آور ہونے کا قصد رکھتا تھا لہذا عدم قصاص کا حکم اس کے قاتل ہونے کی وجہ
سے شرعی اورعقلائی فضا میں خلاف امتنان نہیں ہی.
اس کے علاوہ یہ کہ دیت سے اس کا جبران ہوجاتا ہے اورجگہوں پر حدیث رفع کیونکر جاری نہ ہوگی؟ جبکہ دارالحرب(سرزمین کفر) میں اگر کوئی گمان کرے کہ یہ کافر حربی ہے اور کسی مسلمان کو قتل کرڈالے تو قصاص نہ ہونے پر سب کااتفاق ہے اوراکثر لوگوں کے بقول دیت بھی نہیں ہے، بنا بر اصل.
٤. مذاق فقہ اورحکم شارع سے استفادہ ہوتا ہے کہ عزت وناموس پرتجاوز گھروں پرحملہ اورچوری کرنے والے کاخون ہدر اورمعاف ہے اورجو راستہ میں مسلمانوں کے قتل یا زخمی ہونے کا باعث بنے گرچہ قتل یا زخمی کرنے کی نسبت یقینی نہ ہو لیکن اس کی غلطی و لاپرواہی کی وجہ سے اس کی کوئی ضمانت نہیں ہی.
بہرحال بعید ہے کہ اسلام کسی ایسے شخص کے بارے میں قصاص کاحکم دے کہ جوخیر اورنہی عن المنکر کی نیت رکھتا ہو اورمذہبی اورغیرت انسانی کے احساسات کے تحت قرار پایا ہو اگر ذکر شدہ وجوہات عدم قصاص (جو کہ اصل کے مطابق ہی) کا باعث نہ ہوں تو حداقل، خون کے معاملہ میں شک وشبہ اوراحتیاط کا باعث ہی.
سوال ٤٨٧. اگر قتل عمد کے اثبات کے تمام شرائط فراہم نہ ہوں اورقتل عمد مشخص نہ ہوتو کیا قصاص کاحکم مورد اشکال ہی؟
جواب: خون کے مسئلہ میں احتیاط کے پیش نظر جب تک اس کا عمدی ہونا ثابت نہ ہوقصاص
کاحکم نہیں دیا جاسکتا اورصرف دیت پراکتفا کرنی چاہئی.
سوال ٥٨٧. اگر کوئی مسلمان عمداً یابطور شبہ عمد (جس پرعمدی ہونے کا شبہ ہو) یا صرف غلطی کی وجہ سے کافر کے قتل کا مرتکب ہوا ہوتو کیا اس کا قصاص کرنا چاہئے یا اسے دیت دینی ہوگی؟
جواب: کافر اوربر غیر مسلمان جو اسلامی شہروں میں اس کے قوانین اوردستور کے مطابق محترم شمار ہوتا ہے یا غیر اسلامی شہروں میں بین الاقوامی معاہدہ کے مطابق اسلامی حکومتوں کے نزدیک متقابل محترم کا حق رکھتے ہیں ان کی جان اوربدن ان کے مال کی طرح معاہدہ کے مطابق محترم ہیں اوران کی دیت اورقصاص مسلمانوں کی طر ح ہے اورمذکورہ احکام بعض روایتوں کے استناد اوردلیلوں کے اطلاق کے تحت ہیں گرچہ اس کے برخلاف فتوے اورروایت بھی موجود اورمعروف ہیں لہذا اگر کوئی مسلمان غیر مسلمان جو کہ محترم ہے اس کو عمداً قتل کردے تو اس کے لئے قصاص کا حکم ہے اوراس کی دلیلیں اسے اپنے اندر شامل کرلیتی ہیں اورقاتل کے اولیائے دم اسے قتل کرسکتے ہیں یا معاف کر کے دیت لے سکتے ہیں بالکل اسی طرح جیسے کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو عمداً قتل کری.
مجموعی طور پرقصاص میں معیار خون کی حرمت ہے مہ کہ قومیت اورعقیدہ. بروہ بددماغ جس میں قساوت پیدا ہو جائے اور بے گناہ کاخون بہائے اس کے ساتھ بھی وہی کیا جانا چاہئے یااولیائے دم (ورثہ) معاف کردیں کیونکہ یہ آیت:من قتل نفساً بغیرنفس فکانما قتل الناس جمیعاًاطلاق رکھتی ہے اورمحترم نفس اورجان کو اپنے اندر شامل کرلیتی ہی.
قتل
سوال ٦٨٧. اگرزید، عمرو کوقتل کرناچاہے جبکہ عمرونہ جائز القتل ہے نہ اس کا خون حلا ل ہے لیکن تاریکی کی وجہ سے زید غلطی سے کسی دوسرے کو اس خیال سے کہ یہی عمرو ہے قتل کردے تویہ کس قسم کا قتل ہی؟
جواب: ظاہراً عمدی قتل کے حکم میں ہے اورمقتول کے ورثہ مظلوم ہیں اورقصاص کا حق رکھتے ہیں اوران کے لئے قصاص پر قدرت ثابت ہی.
سوال ٧٨٧. ایک ڈرائیور جو غلطی پرتھا اس نے ایک پیدل راستہ چلنے والے کا ایکسیڈنٹ کردیا اورہاسپیٹل لے جانے کے بہانہ سے اسے گاڑی پرسوارکیا اورسزا سے بچنے کی غرض سے اسے بیابان میں ایسی جگہ چھوڑ دیا کہ کوئی پہنچ نہ سکے اورحادثہ کا شکار خونریزی اورمدد ومعالجہ نہ ہونے کی وجہ سے اسی جگہ مرگیا تو یہ قتل عمدی ہے یا عمدی ہونے کے مشابہ ہی؟
جواب: یہ قتل عمدی ہے چونکہ حادثہ کے شکار فرد کو ایسی جگہ چھوڑا جہاں اس کی نجات کاامکان اس کے پاس نہیں ہے پس درحقیقت اس کے مرنے اورقتل ہونے کا اسے کوئی خوف نہیں تھ اگر نہ کہیں کہ یہ مسئلہ "عمدی قتل کا صادق آنا"، "آگ میں ڈالنی"کے مورد سے روشن تر ہے کہ جس میں محقق نہ ہو کہ فرد نے خود آگ سے باہر آنا نہیں چاہا اورجل جانا چاہا یہ فقہاءکے درمیان معروف ہے بلکہ فی الجملہ اجماعی ہے اگر اس سے واضح تر نہ ہوتوحداقل اس کے برابر صادق آتا ہی.
سوال ٨٨٧. فقہائے عظام نے قتل فرزند کے مقابل، باپ کوقصاص کرنے کے مورد میں فرمایا ہے کہ باپ قتل نہیں کیا جائے گا تو ماں کے متعلق قصاص کاحکم کیا ہی؟

جواب: اس کے پیش نظر کہ باپ کے ساتھ خصوصی رعایت کی جاتی ہے اورشرع وعرف کے نزدیک معیار ومناط یہ ہے کہ بچہ کی پیدائش کاسبب باپ ہے اوریہ کہ قصاص میں حیات مضمر ہے جیسا کہ ارشاد ہی:ولکم فی القصاص حیاۃلیکن معاف کردینا اورقصاص نہ کرنابھی بہتر ہے اوریہ کہ خون کے مسئلہ میں احتیاط کرنا چاہئے اوراس بات کے پیش نظر کہ علماءعامہ کااتفاق ہے کہ باپ کو فرزند کے سلسلہ میں قصاص نہیں کیا جاتا ہی، سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کو بھی قصاص نہیں کیا جانا چاہئی.

دوسرے یہ کہ آئمہ طاہرین کی طرف سے ماں کوقصاص نہ کرنے کو منع نہیں کیا گیا ہے اورمحدثین

نے بھی اسی سلسلہ میں کوئی سوال نہیں کیا ہے اوراگر بالفرض ماں کے قتل پرفرزند کے قصاص کئے جائے کے متعلق سوال ہوا بھی تو یہ تمام باتیں اگر ماں کے قصاص نہ کئے جانے کے اقویٰ ہونے کے ثابت نہ بھی کریں توحداقل شبہ وشک کاباعث ہیں اورقصاص نہ ہونا بھی بدون دلیل نہیں ہے اورقصاص کے عمومات واطلاقات کو مذکورہ دلائل اورظن کی کثرت (کہ جن کی حجیت عقلاءکے نزدیک بعید نہیں ہی)کی بنا پر تخصیص اورتقیید سے دوچار ہونا پڑے گا.

قتل میں شرکت

سوال ٩٨٧. دواشخاص ایک شخص کو مل کر قتل کرنے کے جرم میں قصاص کی سزادی گئی اوراس حکم کے اجراءکے لئے مجرمین میں سے ہر ایک کو نصف دیت دینا چاہئے لیکن اولیائے دم(ورثائ) دیت قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں، دونوں مجرم جیل میں پڑے ہیں، اس بارے میں شرعی فریضہ کیا ہی؟

جواب: جس جگہ بھی اولیائے دم قصاص کاحق رکھتے ہوں اگر وہ اپنے حق سے فائدہ اٹھانے میں (قصاص کے حکم کے اجرا یا معاف کرنے وغیرہ میں) تاخیر کریں اور ایک عرصہ گزرجائے تو چونکہ مجرمین ایک عرصہ سے زندہ بچنے کے متعلق امیدوبیم کی کیفیت میں ہوں توقصاص کاحق ساقط اورصرف دیت ثابت ہے کیونکہ ادلہ قصاص پر دوسرے موارد کی طرح ادلہ حرج حاکم ہیں اور اس حکم میں اورحق القصاص کے موارد میں کوئی فرق نہیں ہے یعنی خواہ قاتل عمد ایک شخص ہو یابہت سے افراد ہوں کوئی فرق نہیں ہی.

خلاصہ یہ کہ مقتول کے وارث اگر اپنے قانونی اورشرعی حق سے فائدہ اٹھانے میں تاخیر کریں اورحکم کے اجراءمیں مانع ہوں تووہ خود حق القصاص کے ساقط ہونے کا باعث ہیں اورصرف دیت طلب کرسکتے ہیں.

قاضی اورحاکم کو بھی چاہئے کہ جیسے ہی اس پر تاخیر کرنا ثابت ہو جائے تو اسے اعلان کرتے ہوئی

مقتول کے ورثہ کو فیصلہ کرنے کے لئے تھوڑی سی مہلت دینی چاہئے اگر اس مدت میں قاتل یا قاتلوں کے لئے کوئی فیصلہ نہ کرسکے ہوں تو دیت کا حکم دے کر اعلان کرنا چاہیے نتیجہ میں قصاص ہمیشہ کے لئے ساقط ہو جائے گا اوردیت کے حکم کا مطلب وہی حکم شرعی کو بیان کرنا ہے نہ کہ انشاءحکم ہے کیونکہ وہ مطالبہ کا محتاج ہی.

سوال ٠٩٧. ایک جوان جس نے عفت کے منافی حرکت کی خاطر دوکنواری بہنوں کو کہ جن کے ماں باپ بھی زندہ ہیں قتل کرڈالا اس سلسلہ میں اولیائے دم (ورثہ) قصاص کرنے پر مصر ہیں اور کسی بھی صورت قاتل سے دیت قبول کرنے کوتیار نہیں ہیں اس کے پیش نظر کہ سوال کا موضوع دوکنواری بہنیں ہیں آیا مقتول دوم کی دیت کہ جس کی نسبت قصاص کوئی معنی نہیں رکھتا ہے اورقصاص ساقط ہے ادا کیا جانا لازم ہے یانہیں؟ اور اگر دو مقتول کے اولیائے دم متعدد ہوں تو اس کاحکم کا ہی؟

جواب: مشہور فقہا کے مطابق دو مقتول عورتوں کے اولیائے دم خواہ متعد د ہوں یا متحد، قاتل کوقصاص کرنے کاحق رکھتے ہیں جس وقت سبھی قصاص کرنے کو کہیں کسی چیز کے مقروض نہیں ہیں کیونکہ تحقق قصاص اورجزاءواعتداءمیں مماثلت حاصل ہے اور یہ کہ باب قصاص میں چند لوگوں کا قاتل ایک بار سے زیادہ قصاص نہیں ہوسکتا اس لئے نہیں ہے کہ اولیائے دم سے بعض افراد صاحب حق نہیں ہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اس کے پاس ایک جان اورایک نفس سے ہے لہذا کئی بار قصاص کرنے کا امکان نہیں ہے اورمقتول دوم کے اولیاءدم یا ان لوگوں کی نسبت کہ جوقصاص پر راضی نہیں ہیں قاتل کے مال میں دیت ثابت نہ ہونا، اس وجہ سے ہے کہ دیت، قصاص پر قدرت کی فرع ہے کہ جو محل میں عدم قابلیت کی وجہ سے متحقق نہیں ہوتا ہی.

پس وہ ہمارے مقصود کے ساتھ فرق کرتا ہے کہ ولی دم قصاص کاحق رکھتا ہے لیکن اس کو آدھی دیت ادا کرنا چاہئے یعنی اس کی نصف حرمت کی نسبت حق قصاص ثابت ہے اورنصف دیگر کی نسبت

دیت ادا کرنا چاہئے پس دونوں حق کو جمع کرتے ہوئے جب کبھی بھی ایک مر د دوعورتوں کوقتل کرے اور تمام اولیاءقصاص چاہتے ہوں، کسی چیز کے مقروض نہ ہونگے اورگویا مماثلت حاصل ہوگئی ہی. لیکن میری آخری نظر کے مطابق قصاص میں معیار قتل نفس ہے بنا بریں ایک مر د کے ذریعے ایک عورت کے قتل کے واقعہ میں اولیائے دم کی طرف سے فاضل دیہ واپس کرنا لازم نہیں ہی.

اعضاءبدن کاقصاص

سوال ١٩٧. اجرائے قصاص کے بعد، کاٹا گیا عضو کس کی ملکیت میں ہی؟حکومت کی ملکیت ہے یا مجنی علیہ (کہ جس پرتجاوز ہوا ہی)کی ملکیت ہے یا پھر قصاص ہونے والے شخص کی ملکیت ہی؟اور تیسری صورت میں آیا قصاص کیا جانے والا شخص، کاٹے گئے عضو سے پیوند لگا سکتا ہی؟

جواب: قصاص کی وجہ سے کاٹے گئے عضو سے پیوندنہیں لگایا جا سکتا ہے یعنی اگر مجرم پیوند لگانا بھی چاہے تووہ کارحرام کا مرتکب ہوگا لہذا اس کوروکنا چاہئے بلکہ اگر پیوند بھی لگا لے تو دوبارہ از باب قصاص، کاٹ دینا چاہئے جیسا کہ مو ٔثقہ عمار میں آیا ہے حضرت امیرالمو ٔمنین نے فرمایا:انما یکون القصاص من اجل الشین (١)کاٹا گیا عضو، مردہ کے حکم میں ہے لہذا پیوند لگانے سے روکنا چاہئے گرچہ مجرم کے اختیار میں ہو لیکن دفن ہونا چاہئی.

الزام لگانا اورقسم کھانا

سوال ٢٩٧. کیااعضاءکوعمداً زخمی کرنے کا قصاص، قصاص نفس کی طرح قسم کھانے کے ذریعہ ثابت ہوسکتا ہی؟یا چونکہ قسم ہونے کے خلاف اصل وقاعدہ ہی( جیسے کہ کہا جاتا ہی) فقط دیت کو

(١)وسائل الشیعہ، ج٩٢، ص٥٨١، باب ٣٢، حدیث ١.
ثابت کرنے میں کفایت کرتی ہے نہ کہ قصاص کو؟
جواب: قسم کے ذریعہ قصاص نفس اورقصاص اعضاءاورجان بوجھ کر لگائے گئے زخم کو ثابت کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے اورمسئلہ اجماعی اورمنصوصی ہے لیکن اعضاءکے متعلق قسم کی مقدار کے بارے میں فقہاءکے درمیان اختلاف نظر ہے ہر چند اشبہ اگر نہ کہیں تو اقویٰ چھ عدد قسمیں ہیں اگر اس کی دیت کا مورد دیہ ۂ نفس ہی:جیسے چھ قسموں سے ناک کی دیت یا قصاص ثابت ہے اوراگر
چھ قسموں کی نسبت کمتر ہے تو کچھ ہی کم دیت حساب کی جائے گی.
سوال ٣٩٧. ایک شخص نے کسی مرد کواس کے گھر میں اپنی کمر پر لگے اسلحہ سے قتل کردیا ہے اورگھر میں لاش پڑی ہوئی ملی ہے تحقیقات پر قاتل نے بتایا کہ مقتول نے خود کشی کی ہے اورچونکہ گھر میں صرف قاتل کے افراد حاضر تھے، مسلماً قاتل کی حمایت میں گواہی دی لیکن تمام قرائن اورموضوع کی کیفیت، خود کشی کو رد کرتی ہے. میںولی دم ہوںاوران دونوں افراد کے درمیان منافع میں تضاد ماضی کی دھمکیاں بھی پیش نظر ہے نیز اگر خودکشی ہوتواس کی بھی علت ہوتی ہے اوردوسرے دلائل کی وجہ سے مجھے یقین ہے کہ اس شخص نے میرے بیٹے کوقتل کیا ہے، عدلیہ نے اس موضوع کو الزام کے موارد میں سے خیال کیا ہے اب سوال یہ ہے کہ حضرت اما م قد س سرہ نے ”تحریر الوسیلہ “میں ساتویں مسئلہ میں اورشرع مقدس اسلام کے احکام میں فقہائے عظام کے فتاویٰ کے پیش نظر ولی دم(وارث)کو قسم کھانے کاحق حاصل ہے یا ملزم کوحاصل ہی؟
جواب: قسم کھانا اصل اورقاعدہ کی بنا پر الزام کے مورد میں ثابت ہے یعنی ایک ایسا مورد کہ جس میں امارات اورقرائن سے قاضی کوگمان اور ایسا ظن غالب کہ جو ملزم کے بارے میں قتل کے الزام متعلق علم کے قریب ہو حاصل ہوجائے اس طرح کہ اگر یہ باب خون، قصاص اورقاتل کوقتل کرنے کا باب نہ ہوتا توقاضی خود جرا ئت کر کے تمام قرائن وشواہد کو مدنظر رکھ کر حکم صادر کرسکتا تھا، علم سے نزدیک ظن غالب ادلہ الزام قدر متیقن کی منزل میں ہیں اورظن مطلق کی نسبت ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور چونکہ قسامہ (قسم کھانا) قواعد کے برخلاف ہے لہذا ”قدر متیقن پراکتفا کی جاتی ہی“اور اس حکم میں محلہ، گھر اوروہ گاو ئں کہ جو محصور ہے، اس میں کوئی فرق نہیں ہے صرف ملزم کا یہ دعویٰ کہ میں فلاں وقت کہ جب قتل کاواقعہ پیش آیا ہے موقع واردات پر نہیں تھا، سنا نہیں جائے گا اوراگر ایسے احتما لوں پر اعتماد کیا جائے تو ظاہراً قسم کھانے کے لئے کوئی مورد نہیں ہے مثلاً :دودلیل آپس میں تعارض کریں جیسے کہ لاش کے قریب ایک شخص خون آلود آلہ ۂ قتل کے ساتھ حاضر ہی، نیز
اسی کے پاس پھاڑ کھانے والا بھیڑیا بھی موجود ہے جیسے ان موارد میں کہ جہاں حجت شرعی کے ذریعہ ثابت ہو کہ ملزم قتل کے وقت موقع واردات پر نہیں تھا اس طرح کہ اس کا تحقق عادی طور پرمحال ہوتوایسے موارد میں برخلاف دلیل اورگمان نہ ہونے کی وجہ سے قسم نہ کھائی جائے گی.
امام قدس سرہ کی کتاب «تحریرالوسیلہ» میں ساتواں مسئلہ ایسے ہی موارد پرناظر اورایسی ہی مثالوں کے لئے کہ جوذکر ہوئیں، بیان ہوا ہے لیکن ملزم کا گھر میں نہ ہونا اس معنی میں کہ وہ دوسرے کمرے میں موجود ہی، صرف اس کے ادعا کے لئے ہے لیکن قاضی کا گمان وظن اورمتہم کے قاتل ہونے پردیگر قرائن وشواہد، ثابت اورمتحقق ہیں تو ایسا مورد قسم کھانے کے موارد میں سے ہے اورایسے احتمالوں پر توجہ نہیں دی جاتی ہی.
علامہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہ قسم کے ساقط ہونے کے موارد کو محصور کرتے ہوئے چھ مورد شمار کرتے ہیں اوریہ مورد ان میں سے نہیں ہی.
قاضی کو خیال رکھنا چاہئے کہ شریعت میں قسم کھانے کو آدم کشی اورقتل میں فریب اورمکاری کوروکنے کے لئے قرار دیا گیا ہے اس معنی میں کہ دوسرے لوگ فکر نہ کریں کہ اگر کسی کووہ قتل کریں تو شرعی شواہد اورقاضی کے واقعہ کی صحیح اطلاع نہ رکھنے کی وجہ سے قصاص سے بچ جائیں گے چونکہ قسم کے قانون کے سبب، قتل سے معمولاً انسان ڈرتا ہے اوردوری اختیار کرتا ہے کہ کہیں تمام تر چالاکیوں اورفریبکاریوں کے باوجود، اس کے قتل کا ارتکاب قسم کے قیام کے ذریعہ ثابت نہ ہوجائے کہ جس کے بعد اس کا قصاص کیا جائے کے موارد میں سے قرار پاتا ہے اوراس کا قتل کرنا ثابت اورپھر قصاص پر محکم ہوجاتا ہی.

## قصاص کے دیگر مسائل

سوال ٤٩٧. جس شخص کا قتل ہوا ہے کیا مرنے سے پہلے اپنے قاتل کو قصاص نفس سے معاف کرسکتا ہی؟
جواب: ہاں!معاف کرسکتا ہے اوربہت سے فقہاءنے اس بارے میں فتویٰ دیا ہے اوراطلاق وعموم ادلہ بھی انسان کے اپنے حقوق پرتسلط رکھنے اورمعاف کرنے کی اقتضاءکرتے ہیں اورنفس اوراعضاءکے قصاص میں کوئی فرق نہیں ہی، ہاں دیت معاف کرنے کا مسئلہ جدا ہے کیونکہ دیت مرنے کے بعد ثابت ہوتی ہے اورایک تہائی دیت سے زیادہ مقتول کا معاف کرنا اوراس کا نافذ نہ ہونا کسی وجہ بلکہ قوت سے خالی نہیں ہے اوراس حکم میں عمدی اورغیر عمدی قتل میں کوئی فرق نہیں ہے اورمتطبب برائت کے اخذ کرنے کا مسئلہ جو نص میں وارد ہوا ہے وہ قتل کے بعد کی دیت کے ساتھ فرق کرتا ہے اوراس کو اس مسئلہ سے قیاس نہیں کیا جاسکتا ہی.
سوال ٥٩٧. جو شخص مقتول یا مضروب ہونے والا ہے کیا وہ اس قتل کا ارادہ رکھنے والے کو قصاص نفس سے معاف کرسکتا ہی؟اور قصاص عضو اوردیت کی صورت میں کیاحکم ہی؟
جواب: چونکہ قتل سے پہلے قصاص کو معاف کرنا، قتل نفس کی طرف ترغیب دلانا ہے جو حرام ہے اورحرمت کا عقلائی ملازمہ بطلان اوراثر کا مرتب نہ ہونا ہے یعنی اس کا معا ف کرنا بے فائدہ ہے اورحکم وضعی کے اعتبار سے اس کا وجود عدم، یکساں ہی.

## دیت کے احکام

### قتل کی دیت

سوال ٦٩٧. ایک انسان کی کامل دیت کیا ہے؟
جواب: کامل دیت چھ چیزوں میں سے ایک ہے:
١. ایک ہزار بھیڑیں.
٢. مخصوص عمر کے سو اونٹ.
٣. سکہ دار ایک ہزار مثقال سونا.
٤. دس ہزار درہم کہ جس میں پانچ ہزار دوسو پچاس مثقال سکہ دار چاندی جو کہ رائج ہو.
٥. مخصوص عمر کی دو سو گائے ٦. دوسویمانی حلّہ کہ جس کی جگہ پردوسوکاٹ پینٹ کا اچھا کپڑا ہوتو کہا جاسکتا ہے کہ کافی ہی.

سوال ٧٩٧. کیا عمدی قتل کی دیت اورجو قتل عمدی ہونے کے مشابہ اس کی دیت میں پیسہ دیا جا سکتا ہی؟
جواب: دیت کی عینیت میں ظاہراً خصوصیت نہیں ہے بلکہ ہر جان کی قیمت کو پیسہ کی صورت میں ادا کیا جاسکتا ہی.
سوال ٨٩٧. آیا قتل کی تمام اقسام (قتل عمد، قتل شبہ وقتل خطا) میں عورت کی دیت مرد کی دیت کے نصف کی ہی؟
جواب: میری نظر میں مرد اورعورت دونوں کی دیت، مطلقاً مساوی ہی « قضائً لاطلاق ادلة الدیة" کیونکہ دیت کی تمام دلیلوں کے اطلاقات کا مقتضٰی اوران کو مقید کرنے پردلیل کا نہ ہونا قصاص کا مثل سے مثل کی صورت میں ہونا اور مرد کا عورت کو اور (اس کے برعکس) عورت کا مرد کوقتل کرنے کے قصاص میں کسی فرق کی عدم ضرورت دونوں پر ظلم واقع ہونے میں عدم تبعیض، اعضاءکی نسبت بھی لسان چھارگانہ ادلہ کے درمیان تعارض کا لحاظ، عمومات کی طرف رجوع جیسی «العین بالعین"آنکھ سے آنکھ کا قصاص، زخم کی صورت میں قصاص اوراعضاء کی دیت کی ادلہ کے اطلاقات بھی مماثلت اور مساوی ہونے کے مقتضی ہیں لہذا مرد وعورت کی دیت مساوی ہے اورقصاص کے مرحلہ میں بھی اعضاءکے قصاص کی طرح مماثل اورہمجنس ہونے کا لحاظ ہے کہ جس پر تجاوز اورظلم ہوا ہے وہ عضو میں بھی قصاص کا حق رکھتا ہے بغیر اس کے کہ دیت سے کسی چیز کا مقروض ہو.
اور ابان ابن تغلب کی صحیحہ کہ جس می متن کے اعتبار سے احادیث کے باب میں دلالت اظہر ہے اس لئے کہ اس کی ہر جہت سے تحقیق تدقیق ہوئی ہے قابل استدلال اور اعتماد نہیں ہے اورمجروح کرنے کے تاوان کے موارد کے لحاظ سے بھی جوکہ قصاص کے قابل نہیں ہے عورت ومرد کے درمیان فرق پرکوئی دلیل نہیں ہے اورقاعدہ ۂ ضمان جو جبران خسارت کا مقتضٰی ہے، دونوں کی نسبت مساوی ہے لہذا قاعدہ ضمان کے مطابق ماہرین کی تعیین کے مطابق نقصان پورا ہونا چاہئے لہذا حکومت اورتاوان کے تمام موارد میں نقصان کا پورا کیا جانا ثابت ہی. اوردیت"حر جو عبد فرض کر کے اس کی قیمت کو دیت قرار دیا جائی"سے قطع نظر کہ فی الحال اس کا امکان نہیں ہی، ناتمام ہے اور عیب پیدا کرنے کا تاوان کا مقائسہ کرنا، قیاس مع الفارق ہے اورہم اس بارے میں مفصل بحث کرچکے ہیںاورکیسے مقائسہ صحیح ہو سکتا ہے جب کہ کامل نفس کی دیت کی نسبت اعضاءکی دیت کسی طرح مساوی نہیں ہے بلکہ بعض اعضاءکی دیت نصف اوربعض کی دیت کامل ہے اوربعض کی دیت کم اوراس سے کم ہے حالانکہ ادھار فروخت ہونے کی صورت میں اس شئے کے اجزاءکی قیمت میں کوئی فرق نہیں ہے اورہرجزءکی اپنی الگ قیمت ہی.

### اعضاءکی دیت

سوال ٩٩٧. عورت کی دیت مرد کی تہائی دیت تک اس کے برابر ہے لیکن جیسے ہی تہائی سے زیادہ ہو تو نصف ہوجائے گی. کیا عورت کے زخمی کرنے کے تاوان بھی یہی قاعدہ جاری ہی؟یعنی زخمی ہونے اوراعضاءکے ٹوٹ پھوٹ جانے میں دیت معین نہیں ہے اورتاوان ادا ہونا چاہئی، کیا یہ قاعدہ پایا جاتا ہی؟
جواب: تاوان وہی خسارت کو پورا کرنا ہے جو ماہر افراد کے ذریعہ مشخص ہوتا ہے اورظاہر سی بات ہے کہ تاوان وہاں ہے کہ جہاں دیت معین نہ ہو اوراس صورت میں عورت و مرد کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ معیار ماہرین کی رائے ہے اوردیت کاحکم اس سے پہلے والے مسئلہ میں بیان ہوچکا ہی.
سوال ٠٠٨. انسان کے ہاتھ پاو ٔں میں سے ہر ایک دو ہڈیوں کو "موٹی اورپتلی ہڈی"، "زنداعلیٰ اورزندسفلیٰ " سے بنایا گیا ہی، اگر کبھی ایک وقت میں مذکورہ دونوں ہڈیاں ٹوٹ جائیں تو کیا اس شکستگی کو ایک ہی شمار کیا جائے گا؟
جواب: دوجگہ سے ٹوٹنا شمار ہوگی اورروایت ظریف بھی بنا پر نقل غیر کافی اسی طرف اشارہ کرتی ہے اورمطابق اصول وضوابط بھی ہی.

### جنین کی دیت

سوال ١٠٨. اگر نطفہ ٹہر جائے اورمیاں بیوی دونوں مل کر ڈاکٹر سے چاہیں کہ کوئی ایسا انجکشن دے جس سے دوسرے ہی ہفتہ میں بچہ ساقط ہو جائے تو کیا زن و شوہر دونوں گناہگار ہیں؟ جبکہ ڈاکٹر اورانجکشن لگانے بھی موضوع (کہ انجکشن سقط کے لئے دیا جارہا ہی) سے واقف ہوں، کیا ان پر بھی کفارہ واجب ہے؟

جواب: جنین اور ایسے نطفے کا سقط کرنا حرام ہے کہ جو رحم میں ٹھر گیا ہو اوربچہ کی پیدائش کا آغاز ہو چکا ہو، اگر چہ انعقاد کے پہلے ہی دنوں میں کیوں نہ ہو، جو شخص جنین کوساقط کر رہا ہے وہ بھی اور ماں باپ بھی سب کے سب گناہگار اور معصیت کار ہیں کیونکہ سقط کرنا بھی حرام ہے اور سقط کرنے میں مدد کرنا بھی حرام ہے لیکن یہ کام کفارہ کا باعث نہیں ہے. ہاں! دیت رکھتا ہے جو ساقط کرنے والے پرواجب ہے اورجو ساقط شدہ جنین کا وارث ہو اس کو دیا جانا چاہئے مگر یہ کہ وہ معاف کر دے.

سوال ۲۰۸. اگر شوہر اپنی زوجہ کی رضایت کے بغیر عزل کرے (یعنی انزال ہوتے وقت زوجہ سے الگ ہو جائے)تو وہ دس دینار دیت (کفارہ) کو اپنی زوجہ کا مقروض ہوگا اب اگر شوہر چھ مہینوں تک برابر عزل کرتا رہا تو کیا اس کو ہر بار جماع کرنے پر دس دس دینار دینا چاہئے یا چھ مہینوں کو ایک جماع فرض کر کے صرف دس دینار دینا کافی ہوگا؟
جواب: دیت واجب نہیں ہے اورعزل کی دیت اس جگہ پر ہے کہ جہاں شخص دوسرے کو ڈرائے اور وہ خوف کی وجہ سے عزل کرے اور منی رحم کے باہر خارج ہو جائے.

## دیت کے دیگر مسائل

سوال ۳۰۸. میت کے اعضاءکاٹنے پر جب دیت ثابت ہو جائے تو اس کی ادائیگی کس کے ذمہ ہے ڈاکٹر کے یا مریض کی؟
جواب: ڈاکٹر کے اوپر واجب ہے جوقطع کرنے کے عمل کوانجام دیا ہے لیکن اگر کوئی دوسرا اس کے قرض کو ادا کردے اوردیت کو اس کی جانب سے ادا کردے تو وہ بری الذمہ ہوگا جیسا کہ خود میت نے دیت معاف کرنے کے بارے میں وصیت کی ہوتو دیت ساقط ہی.

سوال ٤٠٨. کیا دیت وہی خسارہ ہے یا زخمی کرنے والے کو دیت کے علاوہ زخمی ہونے والے کے تمام نقصان اورعلاج کے خرچ کو بھی ادا کرنا چاہئے؟ جہاں پردیت کی مقدار خسارہ سے زیادہ، کمتر یا مساوی ہو تو وہاں کیا حکم ہی؟
جواب: دیت اورزخمی کا جو مالی خسارہ ہوا ہے اسے ادا کرنا چاہئے اور ظاہراً اس بیکاری کی نسبت بھی زخمی کرنے والا اس کی اجرت المثل کاضامن ہے لیکن تعیین شدہ دیت سے زیادہ مجروحیت کی
نسبت مقروض نہیں ہے اورمجروحیت کی وجہ سے دیت کے کم وزائد اور مساوی ہونے میں کوئی فرق نہیں ہی.
سوال ٥٠٨. بعض قانو ن دانوں کے نظریہ کے مطابق دیت کی ماہیت میں زیادہ تر خسارہ کی تلافی کا پہلو جتنا پایا جاتا ہے اس سے کم سزا کا پہلو ہی، حضرت عالی کا نظریہ کیا ہے؟ کیا دیت خسار ہ ہے یا سزا؟

جواب: عمدی قتل کے باب میں بھی دیت کہ جہاں قصاص نہیں ہی، مثلاً باپ نے اپنے بیٹے کو قتل کردیا ہو تو دیت سزا کے دائرہ میں نہیں آتی ہے اورقاتل فقط تعزیر کیا جاتا ہے اوراس کو کفارہ دینا چاہئے جیسا کہ قتل شبہ عمد یا قتل خطا کی صورت میں کہ جس میں دیت خسارہ شمار ہوتی ہی.

سوال ٦٠٨. جب بھی (عمداً) قتل کرنے یا زخمی کرنے یا قتل سے کم یا زیادہ میں متھم نابالغ سے وضاحت طلب کی جائے تو وہ بلوغ کے بعد اقرار اوراعتراف کرلے اوراس کے اقرار کے ساتھ جرم ثابت ہوجائے تو کیا دیت، عاقلہ کے ذمہ ہوگی؟یا اس کے اقرار کی وجہ سے خود اس کے اپنے ذمہ ہوگی؟اس سلسلے میں اگر متھم کی تعقیب بلوغ سے پہلے اوراقرار بلوغ کے بعد ہو یا تعقیب، بلوغ کے بعد اور اقرار بلوغ سے پہلے ہو یا بلوغ کے بعد قتل کرنے یازخمی کرنے کااقرار کرے اورقبل از بلوغ تعقیب نہ کی گئی ہوتو اس میں فرق ہے یا نہیں؟اسی طرح ممیز اورغیر ممیز کے درمیان فرق ہے یا نہیں؟
جواب: ادلہ قصاص کے عموم اوراطلاق کا تقاضا یہ ہے کہ ایسا ممیز بچہ کہ جو اچھے برے کی تمیز رکھتا ہے اورجانتا ہے کہ برے اعمال کی سزا ملتی ہے وہ اپنے اعمال کا ذمہ دار خود ہے البتہ غیر ممیز کہ جو پاگل کی مانند ہے اس کے عاقلہ اوررشتہ داروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی حفاظت کریں اس کے اعمال کی مالی ذمہ داری عاقلہ کے اوپر ہے اورحدیث عمدالصبیان خطاءتحملہ العاقلہاسی قسم کے مورد سے تعلق رکھتی ہے اورشریعت کے قواعد وذوق کے مطابق ہے چونکہ عاقلہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے جرائم ضرب شتم سے روکیں لہذا انھوں نے اسے نہیں روکا جس کی وجہ سے وہ دوسروں کونقصان پہنچانے اورانھیں مارنے کا سبب بنا ہے پس مالی لحاظ سے قاعدہ عقلائیہ سے یہی اخذ ہوتا ہے کہ دیت، عاقلہ کے ذمہ ہے لیکن سزا کے حوالے سے ہم انھیں (عاقلہ) سزا نہیں دے سکتے چونکہ تربیت اطفال کے ذمہ دار افراد کو سزا دینا مانند قتل وقطع، تربیت کے لئے وجوب کا مستلزم ہے کہ جوناقابل عمل ہونے کے قطع نظر، شارع نے بھی اسے جعل نہیں کیا تاکہ ایسی جزا ان کونہ دی جائے فقط اس کی مالی جزا پر اکتفا کیا گیا ہے لہذا قتل وجرم کے ثبوت میں بینہ اورقرائن کے ذریعے یا اقرار کے ذریعے کوئی فرق نہیں ہے جیسا کہ قبل از بلوغ کی نیت اقرار پرتعقیب اورغیرتعقیب اوردوسری صورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے اوراس کا سبب جو کچھ گذر چکا ہے اس سے معلوم ہو جاتا ہی.
بہرحال بچہ نے تمیز اورسمجھ نہ ہونے کی وجہ سے جوغلط کام کیا ہے اسے روکا جانا چاہئے تھا لیکن روکا نہیں گیا وہ خطا کی حدتک ذمہ دار ہے اورجملہ عمدالصبیان خطاءتحملہاالعاقلہیا غیر ممیز کے اختصاص کے فرض کے مطابق عقلائی طور پرمعتبر ہے اوراس میں کسی قسم کا تعبد اورحکم کہ جس کاراز ہمیں معلوم نہ ہو موجود نہیں ہے اوریہ خود اختصاص پر شاہد ہے چونکہ یہی مطلب عرفی تفاہم کا سبب ہے اورعرف اس قسم کے موارد میں اطلاق کو قبول نہیں کرتا گویا وہ اپنے عقلائی اعتبار کو انصراف کا موجب جانتا ہی.
اور یہ بات بھولنی نہیں چاہئے کہ اگر ہم حسب مشہور قائل ہو جائیں کہ عمد الصبیان، بطور مطلق خواہ ممیز ہی کیوں نہ ہو حکم خطا رکھتا ہے اوراس کی دیت عاقلہ پر ہے تو بھی سوال میں مذکور صورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے چونکہ تعبدی

مسئلہ اورعمد صبی کوخطا قرار دیا گیا ہے اوراس کی دیت عاقلہ پر ہے بڑوں کی خطا میں دیت خطا خود ان پر ہوتی ہے اس لحاظ سے جو فرق ہے وہ اقرار کی خاطر ہے چونکہ اقرار کرنے والے قاتل کا اقرار دوسروں کے ضرر میں ہوتا ہے جو سنا نہیں جاتا اس کے علاوہ بہت سے روایات بھی عدم سماع پر دلالت کرتی ہیں لیکن محل بحث میں عمد کا اقرار ہے کہ جو عمد پر بینہ کی مانند ہے کہ حسب عموم، عاقلہ پر دلیل ہے یہ توغیر ممیز کی بات تھی لیکن جو ممیز ہے اوراچھے وبرے کی پہچان رکھتا جیسا کہ بحث کے اوائل میں گذر چکا ہے اس کاقتل کے ارادے اورتصمیم کے سلسلے میں عمد کے ساتھ بظاہر کوئی فرق نہیں رکھتا یہ اطلاقات وعمومات قصاص ہیں لیکن جووجہ، اس کو غیر ممیز سے ملحق کرنے کے لئے ذکر ہوئی ہے ان میں سے ایک وہی حدیث عمد الصبیان کہ جو گذر چکی ہے کہ اس کی سند میں جو ضعف ہے اس کے قطع نظر اس کا ممیز سے انصراف اورغیر ممیز سے اختصاص ہی. دوسری حدیث، رفع قلم ہے کہ جوبعض جہات سے مخدوش ہی:
١. قلم، قصاص، افراد پر نہیں ہوتا تاکہ مرفوع ہوسکے بلکہ موضوع پر ہوتا ہے پس قتل قصاص کا موجب بنتا ہے جس طرح بول نجاست کا موجب بنتا ہیکما انہ ناقض للوضوءاوان اتلاف المال سبب للضمان وغیر ذلک مما یکون وضعاً علی الموضوع لاعلی المکلف.

ضمیمہ ۂ منتخب الاحکام

بیمہ کے مسائل

مسئلہ ۷۰۸. بیمہ، ایک عقد اورمعاہدہ ہے جو بیمہ کمپنی اوراس (کمپنی، ادارہ یا شخص ) کے درمیان انجام دیا جاتا ہے جو اپنا بیمہ کرا لے اوریہ عقد بھی تمام عقود کی طرح ایجاب وقبول کا محتاج ہے اورجو شرائط تمام عقود میں ایجاب وقبول اورعقد کے لحاظ سے معتبر ہیں وہ اس عقد میں بھی معتبر ہیں اوراس عقد کو ہر زبان میں پڑھا جا سکتا ہے ناگفتہ نہ رہ جائے کہ بیمہ کے مشابہ عقد اسلامی متون میں پایا جاتا ہے اوروہ عقد ضمان جریرہ ہی.

مسئلہ ۸۰۸. بیمہ میں ان شرائط کے علاوہ جو تما م عقود میں ہیں جیسے بالغ، عاقل اورصاحب اختیار وغیرہ ہونا، چند دوسری شرطیں بھی معتبر ہیں:
١. بیمہ کے مورد کومعین کرنا کہ فلاں شخص، فلاں دکان، فلاں کشتی، فلاں بس یا فلاں ہوائی جہاز کو بیمہ ہی.
٢. عقد کے دونوں طرف معین کرنا کہ دواشخاص ہیں، دو ادارے ہیں، دوکمپنیاں ہیں یا دوحکومتیں ہیں.
٣. ادا کی جانے والی رقم کو معین کریں.
٤. ادا کی جانے والی اقساط اورادائیگی کو معین کرنا.
٥. بیمہ کی مدت کو معین کرنا کہ کون سے مہینہ اورسال سے شروع ہو کر کتنے مہینے یا سال تک جاری رہے گا.
٦. ایسے خطرات کومعین کرنا جوخسارہ کا موجب ہوتے ہیں جیسے جلنا، ڈوب جانا، چوری ہونا، مر جانا، اورمریض ہو جانا وغیرہ بلکہ وہ تمام آفات کہ جو خسارے کی باعث ہیں ان کو بیان کرسکتے ہیں.
مسئلہ۹ ۰۸. ضروری نہیں ہے کہ بیمہ کے معاہدے میں خسارہ کی شرح معین کی جائے پس اگرطے کریں کہ جتنا بھی نقصان ہو گا اس کو پورا کریں گے تو صحیح ہی. ناگفتہ نہ رہ جائے کہ میری نظر
میں آج جو بیمہ کی اقسام ایران بلکہ پوری دنیا میںرائج ہیں اورجو ایک عقلائی عقد کی صورت رکھتی ہیں ان تمام کو شروط وعقود کے اطلاقات وعمومات اپنے اندر شامل کرلیتے ہیں اوردھوکہ و فریب جو ایک طرح سے غیر عقلائی معاملات میں پایا جاتا ہے اورجن کا مال کھانا، باطل کا مال کھانا ہے وہ بیمہ کی ان قسموں میں نہیں پایا جاتا اوردھوکہ جو مطلقاً جہالت کے معنی میں ہے وہ تنہا بیع( فروخت کرنی) میں بلکہ ایسے اجارہ میں کہ جو اس کے صحیح ہونے میں مضر ہے پایا جاتا ہے نہ کہ مطلق عقود میں، ہم کیسے بیمہ کو باطل عقد تصور کریں جبکہ وہ ضمان جریرہ کے مشابہ ہے کہ جس کاصحیح ہونا اسلام و فقہ میں پہلے سے موجود اورمسلم ہی.
پوسٹ مارٹم اورپیوند
مسئلہ ۰۱۸. انسان کے مردے پر جنایت وارد کرنا اوراس کے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا حرام ہی، چونکہ جو حرمت زندگی میں ہرانسان کے لئے ہے موت کے بعد بھی وہ حرمت واحترام باقی رہتا
ہے جبکہ جنایت اورٹکڑے ٹکڑے کرنا میت کی بے احترامی ہے لہذا حرام ہے رہی بات پوسٹ مارٹم اورچیر پھاڑ اگر بے احترامی کا پہلو نہ رکھتی ہو اورکسی عقلائی غرض کی حامل ہو مثلاً علم طب کی ترقی، پیوند کاری، اثبات حق اوراسی طرح کے دوسرے کاموں کے لئے اگرچہ فی حدنفسہ جائز ہے اوراس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں لیکن اولیائے میت کی رضایت اوروصیت میت کی رعایت کرناواجب ہے اوراس سے تخلف کرنا حرام ہے پس اگر پوسٹ مارٹم اورچیر پھاڑ، میت کی وصیت کے مطابق ہو یا اس کے وارث، کارخیر کے عنوان سے اس کام پر راضی ہوں تو اس میں کوئی مانع نہیں ہی.
مسئلہ ۱۱۸. مسلمان جس کے اعضاءمیں کسی عضو کو پیوند کاری کے لئے (کہ جو نیکی وبھلائی کا کام ہی) کا ٹنا جائز ہے مگر یہ اس صورت میں(جائز نہیں) کہ جب خود میت نے اس کام کوانجام نہ دینے کی وصیت کی ہو یا اولیائے میت راضی نہ ہوں.
مسئلہ ۲۱۸. اگر کسی محترم انسان کی جان کو حفاظت کسی میت کے اعضاءمیں سے کسی عضو کی پیوند
کاری پرموقوف ہوتو اس عضو کو کاٹنا اوراس کا پیوند لگانا، جائز ہے. لیکن اگر پیوند لگا بھی لیا جائے تو پھراس کی نجاست کے بارے میں اشکال ہوتا ہے جو نجس کفار میں سے ہیں اور مردار ہونے کے لحاظ سے اگر نماز میں انسان کے ہمراہ انسانی مردار کا ہونا اشکال کا باعث ہو تو اس لحاظ سے ہے، بنا بر ایں مسلمان کے مردار میں بھی اشکال ہے اورنجاست کا اشکال مسلمان کی میت میں اس وقت بھی ہے اگر غسل سے پہلے اعضاءکو قطع کریں لیکن کہا جاسکتا ہے کہ اگر میت کے عضو کو پیوند

لگانے کے بعد اگر اس میں حیات پیدا ہوجائے تو میت کی عضویت سے خارج ہو جائے گا اورزندہ انسان کا عضو کہلائے گا اورنجس اورمردہ نہ ہوگا بلکہ اگر نجس العین حیوان کے عضو بھی کسی انسان کو پیوند لگا دیا جا ئے تو حیوان کا جزءنہ کہلائے گا بلکہ انسان کا عضو شمار ہوگا. اور بعید نہیں کہ اس کی دیت بھی ہو اوردیت اس بیمار پر ہے کہ جس کو اس کافائدہ حاصل ہو رہا بیومن لہ الغنم فعلیہ الغرملیکن اگر میت نے اپنی زندگی میں اس کام کی اجازت دی ہے توبظاہر دیت نہیں ہے اسی طرح میت کے وارث اس کی موت کے بعد اجازت دے سکتے ہیں اورقطع کرنے والے سے دیت بنا بر احوط بلکہ اقویٰ، ساقط نہیں ہوتی.

آئمہ طائرین کی عزاداری

سوال ٣١٨. بلیڈ اورایسی زنجیر سے ماتم کرنا جس میں دھار دار چھریاں بھی لگی ہوں جو بدن کو زخمی کردیں اورکون جاری ہونے کاباعث ہوں اگرچہ اس سے جان کا خطرہ نہ ہو اس کا کیا حکم ہی؟
جواب: خامس آل عبا(ع) کی مجلسیں اور عزاداری کرنا جیسے فضائل و مصائب کا پڑھنا، وعظ و نصیحت اور روائتی طریقہ سے عزاداری و ماتم کرنا، افضل ترین عمل اوربے حساب اخروی اجر وثواب کا باعث ہے لیکن خیال رہے کہ دشمن ہمارے تمام اعمال کو دوسروں کے اعمال سے ملا کر حملہ آور ہوتا ہے اوراس کی غرض اسلام یا مذہب پرحملہ ہے اوراسلام کی عملی باتوں کو ہمارے ترک کرنے کے باوجود اس نے ہمیں رہا نہیں کر دیا بلکہ اس نے اپنے حملوں کو اور تیز کردیاتاکہ وہ ہم کو تمام اعمال، فرائض، شعائر اورتبلیغات اسلام سے روک سکی.
پروردگار عالم کی نصرت ومدد سے آپ جیسے مسلمانوں کی بیداری اوردشمن کے ہاتھ میں اپنی کمزوریوں کو نہ دینے اوراسلامی عزت وعظمت کی حفاظت کے ذریعہ انشاءاللہ برروز دشمنوں کی شکست میں اضافہ ہوگا اوران کے پروپیگنڈوں کا کوئی فائدہ نہ ہوگااسلام یعلوولایعلیٰ علیہ شئی.
حکومت جمہوری اسلامی کے قوانین
سوال ٤١٨. دوسروں کے بیمہ کی کاپی سے استفادہ کرنے والے شخص اوراس صاحب بیمہ کا کیا حکم ہے کہ جس نے اپنے بیمہ کی کاپی کا دوسرے کے اختیار میں استفادہ کے لئے دیا ہی؟
جواب: دونوں حرام کے مرتکب ہوئے ہیںاورضامن بھی ہیں.
سوال ٥١٨. کیاحکومت کے قانون اورآئین ناموں کے مفاد کے خلاف کام کیا جاسکتا ہی(یعنی اس کے مفاد کو انجام نہ دیا جائی)اس دلیل کے ساتھ کہ حکومت اسلام یا شرع کے فقہی مباحث کی مخالف ہی:اگر جائز نہیں ہے تو ہمارا فریضہ کیا ہی؟
جواب: کوئی بھی آئین نامہ یا قانون شرع کے خلاف امر کے لئے مجوز نہیں ہوسکتا اس لئے کہ
جب خالق کی معصیت ہورہی ہو تو مخلوق کی اطاعت نہیں کرنا چاہئیلاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق.
سوال ٦١٨. مختلف حکومتوں نے بین الاقوامی قوانین پر دستخط کر رکھے ہیں. اُن پر عمل کرنا واجب ہے یا نہیں؟
جواب: ہاں، واجب ہے. نظام اور انتظامات کی حفاظت کے وجوب سے قطع نظر تعہدات پر عمل کا واجب ہونا خود ذاتاًایک انسانی حق کے طور پر واجب ہی.